42



باہتمام محمد شمس الدین خان شمس المطابع مشین پریس محلہ موٹولہ آگرہ میں چھپی

قیمت پختہ عہ

حیات صدیق اکبر

یعنے

سوانح عمری حضرت ابوبکرؓ

دوسرا حصہ سوانح عمری آنحضرت محمد صلعم

معہ نقشجات

مصنفہ و مرتبہ محمد شاہ خاں آفریدی حنفی مصنف سوانح عمری آنحضرت محمد صلعم و

تاریخ ہائے خلفاء و فتوحات اسلام وغیرہ

ملنے کا پتہ

دفتر خان برادر۔ کوچہ حکیمان۔ آگرہ

سنہ ۱۹۲۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس حصہ کے تیار کرنے میں جو کچھ دیر ہوئی وہ صرف اس وجہ سے کہ مفید اور ضروری مضامین کے جمع کرنے کا بار گراں میرے سر پر تھا اور میری خواہش ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ جو حصہ اسلامی تاریخ کا میرے قلم سے نکل کر شائع ہو وہ تاریخی حیثیت سے جامع و کامل ہو تاکہ ناظرین کو مختلف کتابوں کے دیکھنے کی ضرورت نہ پڑے۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں اپنے ارادوں میں کامیاب ہوا اور یہ حصہ حیات صدیق اکبر رض کا قوم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے امید ہے کہ قبولیت کا درجہ حاصل کریگا اور ناظرین اس کمترین کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔

احقر العباد
محمد شاہ خاں عفی عنہ

آگرہ - جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

حالات حضرت ابوبکر رض صدیق

نام وحسب نسب آپ کا اصلی نام زمانہ جاہلیت میں عبد الکعبہ تھا۔ جب اسلام قبول کیا تو رسول سرور عالم نے عبداللہ نام رکھا۔ صدیق وعتیق[1] آپ کے لقب ہیں اور کنیت ابوبکر کنیت نام پر غالب آگئی اور آپ کا نام ہی ابوبکر مشہور ہوگیا نسباً قریشی تیمی ہیں اور سلسلہ نسب یہ ہے۔

ابوبکر یا عبداللہ۔ بن ابی قحافہ عثمان۔ بن عامر۔ بن عمرو۔ بن کعب۔ بن سعد۔ بن تیم بن مرہ۔ بن کعب۔ بن لوی۔ بن غالب۔ چھٹی پشت میں مرہ بن کعب پر پہنچکر آپ کا نسب رسول صلعم کے نسب سے جاملتا ہے۔

آپ میں یہ مزید خوبی تھی کہ آپ کے والد عثمان جن کی کنیت ابوقحافہ تھی ۸ھ ہجری میں بعمر نوے سال مشرف بہ اسلام ہوگئے اور ۱۴ھ بعہد فاروقی وفات پائی۔ ان کی والدہ کا نام سلمیٰ کنیت ام الخیر تھی اور خاندان قریشی تیمی سے تھیں اپنے آخری زمانہ میں مسلمان ہوگئیں اور خود آپ اوّل ایمان لانے والوں میں تھے۔ اور یہ حضرت ابوبکر رض کی خصوصیت ہے کہ وہ اور اُن کے والد اور بیٹے عبدالرحمن مُسلمان ہوئے اور پوتے محمد بن عبدالرحمن ملکر چار پشتیں صحابی ہیں

زمانہ ابتدائی حضرت ابوبکر آغاز سنہ ہجری سے پچاس برس چھ ماہ پیشتر اور واقعہ عام فیل کے ڈھائی برس بعد مکہ میں پیدا ہوئے۔ یہ قریش کے رؤساء سے تھے اور جب اسلام قبول کیا

---

[1] عتیق کے معنی گرامی وآزاد وبرگزیدہ اور جوانمرد کے ہیں۔ چونکہ آپ کے نسب میں تمام آزاد اور جوانمرد معززین تھے اسلئے لوگ آپ کی عزت کرتے تھے پھر اس شرف اور بزرگی پر آپ حسن وجمال کے باعث عتیق کے لقب سے مشہور ہوئے

جب بھی ان کا شمار رؤسا اور برآوردہ لوگوں میں تھا۔ مکہ ان کا صدر مقام تھا۔ تجارت ذریعہ معاش اور دولت مندی تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر سے انھوں نے تجارت شروع کی اور اسی سلسلہ تجارت میں چند مرتبہ یمن اور شام کے سفر کئے ان کا شمار مکہ کے دولتمند لوگوں میں تھا اور ہر شخص ان کی لیاقت۔ ذہانت۔ اخلاق اور ہمدردی اور خوش معاملگی کا مداح تھا اور چھوٹا بڑا ان کا گرویدہ تھا۔

اکثر معاملات میں لوگ ان سے مشورہ لیتے اور ان کی رائے پر اعتماد کرکے اسُ پر کاربند ہوتے۔

پہلے زمانہ میں روپیہ جمع کرنے کے لئے عرب میں کوئی بینک نہ تھی لوگ اپنا مال اسباب روپیہ معتمد لوگوں کے پاس جمع کردیا کرتے تھے لہٰذا ان کے پاس بھی لوگ اپنا مال متع جمع رکھا کرتے تھے اور یہ امانت داری کی بہت بڑی شان تھی۔

اس کے علاوہ عرب جاہلیت میں کوئی بادشاہ نہ تھا۔ لہٰذا قبیلوں کے سردار ہر قسم کے معاملے کو طے کیا کرتے تھے اور حکومت کے فرائض مختلف سرداروں کے سپرد ہوتے تھے۔ قبیلہ قریش کی خدمت اشناق حضرت ابوبکر کے سپرد تھی۔ اس خدمت کا تعلق دیت یعنی خون بہا سے تھا قاتل سے جو مالی بدلا مقتول کے ورثا کو دلایا جاتا تھا اسکی بڑی ذمہ داری تھی اور خاص کر اس بدامنی کے زمانہ میں یہ خدمت نہایت اہم تھی۔ آپ، لوگوں کی نگاہ میں اسقدر محبوب امین تھے کہ اگر کسی خاندان میں قتل کا واقعہ ہوجاتا اور آپ خونبہا کی ضمانت کردیتے تو مقبول ہوتی۔ آپ ایک فصیح شاعر تھے اور ایّام جاہلیت میں شعروسخن کا شغل رکھتے تھے مگر جب سے اسلام قبول کیا شعر کہنا چھوڑدیا۔ اور پھر کبھی نہیں کہا۔ شراب سے پرہیز آپ کو ہمیشہ سے تھا اور ایّام جاہلیت

میں بھی کبھی نہیں پی۔

اسلام | صدیق اکبر نزول وحی کے ایک سال پہلے سے رسُول سرورِ عالم کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ جب وحی نازل ہوئی تو اُسوقت آپ بغرض تجارت یمن گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو مکہ کے خاص خاص لوگ مثل ابوجہل۔ عتبہ۔ شیبہ وغیرہ ملنے آئے اثنائے گفتگو میں صدیق اکبر نے مکہ کی تازہ خبریں دریافت کیں تو کہا کہ سب سے بڑی خبر اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ابو طالب کا یتیم لڑکا مدعی نبوت بنا ہے ہمارے بتوں کو بُرا بتاتا ہے اور اپنے خدا کی طرف جو ہم کو دکھائی نہیں دیتا اُس کی پرستش کی رغبت دلاتا ہے ہم کو آپ کا انتظار تھا کہ آپ آجائیں تو اس کا قرار واقعی انسداد کریں۔ یہ سُنکر صدیق اکبر نے جواب نہیں دیا اور رسُول صلعم سے ملنے کا اشتیاق دل میں پیدا ہوا اور حاضرین کو خوش اسلوبی کے ساتھ رخصت کرکے فوراً ہی خدمت مبارکؐ میں حاضر ہوئے۔ نبوت کے متعلق سوال کیا اور جواب سُنکر بغیر حجت اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوگئے حضور سرور عالم نے فرمایا ہے کہ میں نے جب کسی شخص کے سامنے اسلام پیش کیا اس نے کچھ نہ کچھ حجت ضرور کی اور اسلام قبول کرنے میں کچھ فکر و تردد ضرور کیا مگر ایسے شخص ابو بکرؓ ہی ہیں کہ بلا جھجک اسلام قبول کرلیا۔

اس میں اختلاف ہے کہ اوّل کون اسلام لایا۔ حضرت ابو بکرؓ یا حضرت علیؓ۔ قول فیصل یہ ہے کہ بالغ مردوں میں حضرت ابو بکرؓ۔ لڑکوں میں حضرت علیؓ۔ عورتوں میں حضرت خدیجہؓ۔ اور غلاموں میں زید سب سے اوّل مُسلمان ہوئے۔ اسلام لانے کے بعد آپ نے اپنی تمام قوت و قابلیت اور اپنا تمام مال۔ جائداد۔ اور اولاد خدا و رسُول کی اطاعت اور رضا جوئی میں صرف کردیا۔

خاندان قریش میں جو آپ کا اثر تھا اُس کا تو حال معلوم ہو چکا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اُس کا یہ اثر ہوا کہ یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ۔ حضرت زبیرؓ۔ طلحہؓ۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف سعدؓ بن ابی وقاص آپ کے ذریعے رسولؐ مقبول کی خدمت میں حاضر ہو کر گروہ سابقون[1] اوّلون میں داخل ہوئے۔

حضرت ابوبکرؓ نہایت رحم دل تھے اور اسلامی خدمت کو اپنا فخر سمجھتے تھے آپ کی رحمدلی کے بہت سی مثالیں مضمون گذشتہ میں آچکی ہیں۔ چنانچہ حضرت بلالؓ پر جب اوس کے کافر سنگدل آقا نے اسلام چھوڑنے پر گرم ریت پر لٹا کر سختی کی تو آپ دیکھکر برداشت نہ کر سکے اور اُن کو خرید کر فوراً آزاد کر دیا۔

صدیق اکبرؓ کے گذشتہ واقعات کی مختصر یاددہانی

آپ کی زندگی کا بہت بڑا حصہ رسولؐ صلعم کی اطاعت میں صرف ہوا جس کا مفصل حال سرورِ عالم کی سوانح عمری میں آچکا ہے یہاں مختصر حالات کی یاددہانی کرائی جاتی ہے تاکہ محض اس کتاب کے پڑھنے والے بھی آپ کے حالات سے واقف ہو جائیں۔

ابتدائی زمانہ شروع اسلام میں جب رسولؐ صلعم نے تین برس تک تبلیغ اسلام خفیہ فرمائی تھی تو حضرت ابوبکرؓ بھی اسلام کی خدمت خفیہ طور پر کیا کرتے تھے۔ جب چوتھے برس اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا کہ۔ ترجمہ (جو حکم تمکو دیا جاتا ہے اُسکو اعلانیہ بیان کرو اور مشرکوں کیطرف سے اپنا منھ پھیر لو۔ تو پیغمبر خدا نے اپنی نبوت اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کا

[1] گروہ سابقون اوّلون میں وہ لوگ داخل ہیں جو واقعہ بدر تک دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

اعلانیہ اظہار کرنا شروع کیا اس پر کفار مکہ چونکے اور آپ صلعم کو طرح طرح کی تکلیفیں دینا شروع کیں تاکہ وہ اپنے خیالات کا اظہار نہ کرسکیں۔

جابجا کمیٹیاں ہونے لگیں کہ محمدؐ ہمارے بتوں کو بُرا کہتے ہیں جس سے ہمارے معبودوں اور ہمارے مذہب کی سخت توہین ہوتی ہے اور اپنے نادیدہ خدائے واحد کی پرستش کی ترغیب دیتے ہیں۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ تمام مکہ میں مشرکوں کی آتش غضب بھڑک اُٹھی اور سب کے سب آمادہ فساد ہو گئے۔ چنانچہ ایک دن جب رسولؐ صلعم طواف کعبہ کر رہے تھے چند مشرک جمع ہو کر کہنے لگے کیا تو وہی شخص ہے جو ہمارے معبودوں کو بُرا کہتا ہے آپؐ نے فرمایا بیشک یہ سن کر تمام لوگ آپؐ سے لپٹ گئے اور مار پیٹ شروع کر دی کسی نے حضرت ابوبکر رضؓ کو جاکر خبر دی کہ جاکر اپنے رفیق کی خبر لو۔ آپ دوڑے ہوئے آئے اور کفار کے مجمع میں گھس گئے کسی کو مارا اور کسی کو ہٹایا اور رسولؐ صلعم کو اپنی حفاظت میں لیکر کہنے لگے کہ افسوس تم ایک شخص کو صرف اس بات پر مارتے ہو کہ جو کہتا ہے کہ میرا رب خدائے واحد ہے اور جس کی طرف سے وہ بہت معقول ثبوت پیش کرتا ہے اس پر مشرکین اور ناراض ہوئے اور حضرت ابوبکر رضؓ پر ٹوٹ پڑے اور اسقدر مارا کہ سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ مگر اس حالت میں بھی آپ استقلال میں تھے زبان سے کہتے جاتے تھے کہ اے عزت و جلال والے تیری ذات بہت ہی بابرکت ہے اسی اثنا میں حضرت ابوبکر رضؓ کے عزیز و اقارب آپہنچے اور آپ کو کفار کے ہاتھ سے بچایا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضؓ گھر پہنچے تو سر کی یہ حالت تھی کہ جہاں ہاتھ رکھتے تھے بال الگ ہو جاتے تھے مگر آپ کو ذرا پرواہ نہ تھی اور آپ رسولؐ صلعم پر نہایت مطمئن اور اپنے رب کے فضل پر نہایت شاکر تھے۔

حضرت خباب سے روایت ہے کہ میں ایک روز پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کعبہ کے سایہ میں ردائے مبارک سر کے نیچے رکھے آرام فرمار ہے تھے ۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ہماری مدد کے واسطے اللہ تعالےٰ سے دُعا کیوں نہیں کرتے یہ سُن کر آپ اُٹھ بیٹھے اور چہرہ مبارک غصہ میں سُرخ ہو گیا ۔ فرمایا اگلے لوگوں کا گوشت لوہے کے کنگوں سے نوچ نوچ کر الگ کیا گیا مگر وہ اپنے دین سے نہیں پھرے سر پر آرے چلا کر جسم کے دو ٹکڑے کر دیے گئے مگر وہ اپنے دین پر قائم رہے اللہ تعالےٰ اس دین کو بھی کامیاب فرمائیگا اور تم دیکھ لو گے کہ ایک سوار صنعا سے حضر موت تک[۱] جائیگا اور سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرے گا ۔

ہجرت حبشہ جب کفار قریش کا ظلم حد سے زیادہ اور ناقابل برداشت ہونے لگا مذہبی اسلام کی حفاظت اور نماز کا اعلانیہ پڑھنا مشکل ہو گیا ۔ نماز کی جگہ خفیہ طور پر کانٹے بچھائے گئے ۔ محلہ بھر کی غلاظت دروازوں پر جمع ہونے لگی تو یہ حالت دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ حبشہ کو ہجرت کر جاؤ وہاں کا عیسائی بادشاہ خلیق اور کریم النفس ہے وہاں سب کو آرام ملیگا اور ارکان اسلام ادا کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی چنانچہ دومرتبہ قریب ۸۰ کے مُسلمان مرد مع چند عورتوں کے ہجرت کر کے حبش کو چلے گئے ۔ مگر حضرت ابوبکر عرصہ دراز تک رسول صلعم کی خدمت میں رہے اور آپ کا دامن نہ چھوڑا ۔ مگر آخر وہ بھی مجبور ہو گئے اور تمام گھر بار چھوڑ کر یمن کے راستے ملک حبش کی راہ لی پانچ منزل طے کرنے پائے تھے کہ برک الغماد نامی مقام پر قبیلہ قارہ کے رئیس ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی اس نے دیکھ کر تعجب سے کہا کہ آپ کہاں جاتے ہیں حضرت ابوبکر رض نے فرمایا کہ مجھ سے میری قوم ناراض ہے اب پردیس

[۱] صنعا اور حضرت موت عرب میں دو مقام کا نام ہے جس کا درمیانی فاصلہ دو سو میل سے زیادہ ہے ۔ ۱۲

سکہ جات رائج زمانہ رسول صلعم و دوران خلافت حضرت ابوبکر صدیق




۱

سکہ مروجہ جبشہ اور یمن دوران حکومت شاہ ذو نواس آخری یہودی بادشاہ یمن۔




۲

قدیم زمانہ اسلام کا سکہ۔ یہ وہ اسلام کا سب سے قدیم سکہ ہے جبکہ عربوں نے خود سکہ نہیں بنایا تھا بلکہ دوسری سلطنت کے سکوں کی مورتوں کو ہتوڑوں سے چپٹا اور بدنما کر کے اپنے ملک میں رائج کر لیا تھا۔




۳

ہرقل کے زمانہ کا سکہ۔ جو تمام سلطنت روم میں رائج تھا۔




۴

سکہ رائج الوقت سلطنت فارس بزمانہ خسرو پرویز۔





۵

اسلام کا دوسرا سکہ۔ جو عربوں نے اپنے ترقی شدہ زمانہ میں بنایا اور رائج کیا تھا۔ (اسوقت تک برٹش میوزم میں موجود ہے)

(متعلق صفحہ ۵۵۸)












میں پھر کر میں اپنے رب کی عبادت کروں گا۔ ابن الدغنہ جو نہایت سنجیدہ اور رحمدل شخص تھا بولا کہ تم سا شخص جو بیکسوں کا مددگار۔ غریبوں کا ہمدرد اور مہمان نواز ہو نہ تو حدود مکہ سے باہر جا سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے۔ میں تم کو پناہ دونگا اور ہر طرح تمہاری غمخواری کرونگا مکہ کو لوٹ چلو اور اپنے ہی وطن میں اپنے رب کی عبادت کرو۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رض اس کے اصرار سے واپس مکہ آئے اور اسی روز ابن الدغنہ نے روسار مکہ کو جمع کیا اور کہا کہ افسوس کہ تمہاری عقلوں پر کیا پتھر پڑ گئے ہیں کہ تم ابوبکر رض جیسے لایق شخص کو اپنے ملک سے نکالے دیتے ہو جو غریبوں کی امداد کرتا اور مصیبت زدوں کا غمخوار اور ہر کس و ناکس کا مددگار رہے۔ قریش نے ابن الدغنہ کی بات کو مان لیا اور اس کی حفاظت کو بھی تسلیم کر لیا۔ اور کہا کہ ابوبکر رض سے کہدو کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر کے اندر کریں اور گھر میں بیٹھے جو چاہیں سو کریں۔ علانیہ نہ تو عبادت کریں اور نہ تلاوت قرآن کریں کیونکہ ہم کو خوف ہے کہ ہمارے بی بی بچے اور نوجوان ان کا کلمہ کلام سنکر کہیں بہک نہ جائیں۔

کچھ عرصہ تک تو حضرت ابوبکر رض اپنے جذبات دلی کو دبائے رہے مگر آخر کار شوق دل نے مجبور کیا اور گھر کے باہر میدان میں ایک مختصر سی مسجد بنالی اور تلاوت قرآن اور نماز پڑھنے لگے۔ حضرت ابوبکر رض نہایت رقیق القلب تھے جب تلاوت قرآن کرتے تو زار و قطار روتے جاتے تھے یہ حالت دیکھ کر قریش کے مرد و زن جمع ہو جاتے اور محو ہو کر ایک دوسرے پر گرنے لگتے جب قریش مکہ نے یہ سماں دیکھا تو گھبرائے اور ابن الدغنہ کو بلا کر کہا کہ ابوبکر اپنی شرائط امن پر قائم نہیں رہے وہ گھر کے باہر میدان میں اپنے ارکان نماز ادا کرتے ہیں اور اپنی کتاب بہ آواز بلند پڑھتے ہیں جس سے ہمارے لوگ متاثر ہوتے ہیں ان کو روکو یا اپنی پناہ واپس لو ہم تم سے بدعہدی نہیں کرنا چاہتے اور اسی کے ساتھ ابوبکر کو بھی علانیہ نماز و قرآن پڑھنے کی

اجازت نہیں دے سکتے ابن الدغنہ نے آکر حضرت ابوبکر رضؓ سے تمام ماجرا کہا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کی پناہ آپ کو مبارک رہے میں اپنے اللہ کی پناہ میں رہوں گا۔

ہجرت مدینہ وحی نازل ہونے کے بعد تیرہ سال تک حضور سرور عالم مکہ میں قیام پذیر رہے۔ اور خدائے واحد کا پیغام مخلوق کو پہنچانے کی گراں بار ذمہ داری کا کام نہایت استقلال اور تحمل سے عرب جیسے سرکش۔ جنگجو اور کینہ پرور قوم میں انجام دیتے رہے۔ اس دوران میں جو صبر اور عزم بالجزم آپ کی ذات سے عیاں ہوا اس کی نظیر دنیا کے کسی گوشہ میں نہیں پائی جاتی۔ اس زمانہ میں حضرت ابوبکر رضؓ اور دیگر صحابہ کرام مثل حضرت عمر رضؓ۔ حضرت عثمان رضؓ و حضرت علی رضؓ و حضرت عبدالرحمن بن عوف جو ایمان سے مشرف ہو چکے تھے حضور سرور عالم کے دوش بدوش رہتے تھے۔

اس کے بعد اعلان تبلیغ کا حکم ہوا تو آپؐ نے اس شد و مد اور قوت سے اعلان فرمایا کہ عرب کے پہاڑ گونج اٹھے اور جس کی صدائیں اس وقت تک دنیا کے ہر حصہ میں گونج رہی ہیں اور کروڑ ہا مخلوق کے دل اس کی طرف مائل ہیں۔

جب نبی صلعم اہل مکہ سے مایوس ہو گئے تو آپؐ نے اشاعت اسلام کا یہ طریقہ نکالا کہ مکہ کے گرد نواح میں جو میلے ہوا کرتے تھے وہاں آپؐ تشریف لیجاتے اور اسلام کے پاک مسائل پیش کرتے اور بعض مہمات پر آپؐ دیگر صحابہ کو بھیجدیتے مگر یہ طریقہ بھی کامیاب ثابت نہوا بالآخر ایک مرتبہ آپ مدینہ والوں کی جماعت میں تشریف لیگئے اس جماعت نے نہایت شوق سے آپ کا کلام سُنا اور اس کلام کا یہ اثر ہوا کہ دو تین سال ہی کے عرصہ میں مدینہ کی ایک کثیر جماعت دیدار نبوی کے دیکھنے کی مشتاق ہو گئی۔

ہجرت سے چار ماہ پیشتر رسول صلعم نے اپنے تمام اصحاب کو عام اجازت مدینہ جانے کی فرمادی۔ یہ سُنکر بہت خوشی ہوئی اور وہ صحابی جو اہل مکہ کے ظلم سے تنگ آگئے تھے نہایت خوشی

کے ساتھ مدینہ جانے لگے - حضرت عمر رض نے بھی اسی زمانہ میں ہجرت کی حضرت ابوبکر رض نے بھی چند مرتبہ ارادہ ہجرت کا کیا مگر رسول صلعم نے فرمایا کہ مجکو خود ہجرت کا انتظار ہے یہ فقرہ سُنکر آپ رسول صلعم کی منشا کو پہچان گئے اور دو طاقت دار اونٹوں کی پرورش شروع کر دے -

حضور صلعم کا معمول تھا کہ صبح و شام حضرت ابوبکر رض کے مکان پر تشریف لیجاتے تھے ایک روز خلاف معمول دوپہر کو دھوپ میں چادر سر پر ڈالے ہوئے حضرت ابوبکر رض کے مکان پر تشریف لیگئے اس وقت حضرت ابوبکر رض اپنے بال بچوں میں بیٹھے ہوئے تھے کسی نے کہا کہ نبی صلعم تشریف لے آئے - صدیق اکبر رض نے سُنکر کہا کہ میرے والدین آپ پر قربان ہوں یہ بے وقت کا آنا بلاوجہ کا ہے آپ صلعم اتنی دیر میں دروازہ پر آگئے اور اجازت لیکر مکان میں داخل ہوئے اور ابوبکر رض سے تخلیہ کی نسبت ارشاد فرمایا صدیق اکبر رض نے کہا کہ سوائے میری دو لڑکیوں کے کوئی غیر نہیں ہے یہ سُنکر فرمایا کہ اے ابوبکر رض ہجرت کی اجازت آگئی - صدیق اکبر رض نے جوش مسرت سے بیساختہ ہو کر کہا کہ "اے رسول اللہ میری رفاقت" ارشاد فرمایا کہ رفاقت کی بھی اجازت ہے - یہ سنکر حضرت ابوبکر رض فرط مسرت سے رونے لگے - حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ مجھہ کو اسی وقت معلوم ہوا کہ انسان جوش خوشی میں بھی روتا ہے -

حضرت ابوبکر رض نے اسی وقت دو اونٹ پیش کئے اور عرض کیا کہ یہ اونٹ آج ہی کے واسطے تیار کئے گئے ہیں حضور اپنی سواری کے لئے پسند فرما لیجئے - نبی صلعم نے ایک اونٹ قیمت دیکر لے لیا اور دیگر ضروری سامان اسی وقت بہم پُہنچایا گیا اور شب کا وقت روانگی کے واسطے مقرر ہوا -

یہ وہ زمانہ ہے کہ تمام جلیل القدر اصحاب ہجرت کر کے مدینے چلے گئے ہیں صرف حضرت ابوبکر رض اور حضرت علی رض آپ صلعم کے پاس موجود ہیں حضرت علی رض کو آپ نے صرف اس

غرض سے مکہ میں چھوڑا تھا کہ جو امانتیں اہل مکہ کی حضور صلعم کے پاس موجود تھیں وہ اُن کو واپس کردیں اور پھر مدینہ چلے آئیں۔ یہ امر قابلِ غور ہے کہ باوجود سخت عداوت کے کفار مکہ کو حضور سرورِ عالم پر اسقدر اعتماد تھا کہ وہ اپنی قیمتی اور عزیز چیزیں آپؐ کے پاس امانتاً جمع رکھتے تھے اور اس کا باعث وہ اطمینان قلبی تھا جو آپؐ کی صداقت اور امانت پر تھا۔ غرضکہ وقت مقررہ پر حضور سرورِ عالم نے ہجرت فرمائی۔ حضرت صدیق اکبر رضؓ ہمراہ تھے مکہ سے کچھ فاصلہ پر غار ثور میں تین یوم قیام رہا۔ غار کو اوّل حضرت ابوبکر رضؓ نے خوب صاف کیا۔ صاف کرتے وقت کسی موذی جانور نے انگلی میں کاٹ لیا جو بعد کو نبی صلعم کے لعاب دہن سے اچھا ہوگیا۔ اس رفاقت اور خلوص کا ذکر کلام پاک میں بھی آیا ہے[۱]۔ اور اسی غار میں نبی کریمؐ نے حضرت ابوبکر رضؓ کی تسلی و تشفی کے لئے وہ کلام ارشاد فرمایا تھا جس کی عظمت و شان کے مقابلہ میں دشمنوں کا سر خم ہوجاتا ہے یعنی فرمایا کہ اے ابوبکر رضؓ رنجیدہ مت ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اسی دوران میں وہ وقت بھی آگیا جب کہ کفار مکہ تلاش کرتے کرتے اس غار کے قریب آپہنچے اور حالت غیض و غضب میں غار کے مُنہ پر آکھڑے ہوئے حضرت ابوبکر رضؓ نے جو یہ نازک موقع دیکھا تو گھبرا کر رسُول صلعم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُول کفار نے ہم کو آگھیرا"۔ آپؐ نے نہایت استقلال سے فرمایا "غمگین مت ہو یقیناً اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے"۔ کفار آپ کی موجودگی کا خیال اس غار میں نہ کرکے یہاں سے چلے گئے۔ تین دن کے بعد نبی صلعم اور حضرت ابوبکر رضؓ ایک اونٹ پر سوار ہوکر سمندر کی قریب راہ سے مدینہ کو روانہ ہوگئے۔ دوسرے اونٹ پر رہبری کے لئے عبد اللہ بن ارقط اور حضرت ابوبکر رضؓ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ ہمرکاب ہوئے۔

---

[۱] وہ آیہ کریمہ یہ ہے۔ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ۔ (ترجمہ) دو میں کا دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے

حضرت ابوبکر رضؓ کی عمر اسوقت اُنچاس ۴۹ برس چھ ماہ کی تھی مگر بال سر اور ڈاڑھی کے بالکل سفید تھے۔ اور حضور سرورِ عالمؐ کی عمر تریپن ۵۳ سال کی تھی مگر بال بالکل سیاہ تھے۔ اسلام قبول کرنے کے وقت حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس چالیس ہزار کا سرمایہ تھا وہ خدمت اسلام میں صرف ہوتے ہوتے اسوقت صرف پانچ ہزار باقی رہگیا تھا جس کو اُنھوں نے اپنے ساتھ لے لیا اور اپنے بال بچوں کو بے زر اور بے پر کفار کے نرغے اور خدائے واحد کی حفاظت اور پناہ میں تنہا چھوڑ دیا۔

حضرت ابوبکر رضؓ کے والد ابو قحافہ کو جب اپنے بیٹے ابوبکر رضؓ کی ہجرت کا حال معلوم ہوا تو گھبرائے ہوئے گھر میں آئے اور اپنی پوتی حضرت اسماءؓ سے پوچھا کہ تیرا باپ ہجرت کر گیا ہے اور سُنا ہے کہ اپنا کل روپیہ بھی لیگیا ہے۔ حضرت اسماءؓ نے یہ خیال کر کے کہ بوڑھے دادا کو کوئی صدمہ نہ ہو، کہا دادا جان یہ بات نہیں ہے وہ میرے خرچ کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ ابو قحافہ کی عمر اسوقت تراسی ۸۳ برس کی تھی اور بینائی سے معذور تھے۔ حضرت اسماءؓ نے روپیہ کی الماری میں کچھ تھیلیاں پتھر بھر کر رکھدی تھیں اور اوس پر کپڑا ڈھانک رکھا تھا۔ بوڑھے دادا کا ہاتھ پکڑا اور الماری کے پاس لیجا کر پتھر بھری تھیلیوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ اُنھوں نے ہاتھ سے کپڑا ٹٹولا اور اطمینان کر کے بولے کہ جب وہ اس قدر چھوڑ گیا ہے تو کچھ مضایقہ نہیں۔

رسولؐ صلعم معہ حضرت ابوبکر رضؓ جب مدینہ روانہ ہو گئے اور کفار تلاش کرتے کرتے تھک گئے تو اُن کو اپنی ناکامی پر سخت غصہ آیا اور حالت غیظ و غضب میں ابوجہل معہ چند آدمیوں کے حضرت ابوبکر رضؓ کے گھر آیا اور حضرت اسماءؓ سے پوچھا کہ تیرا باپ کہاں ہے اُنھوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں، ابوجہل یہ سُن کر اس قدر غصہ ہوا کہ طیش میں آکر اس بیچاری کے مُنھ

پر ایک تھپڑ اس زور سے مارا کہ کان سے آویزہ نکل کر دور جا پڑا۔ اس واقعہ سے حضرت ابوبکرؓ کا ایمان اور رسول صلعم کی محبت ثابت ہوتی ہے کہ وہ کسقدر قوی الایمان تھے کہ رسول صلعم کی رفاقت میں اپنے بال بچوں کی قطعی پرواہ نہیں کی اور اپنے کنبے کو کفار کے نرغے اور خدائے ذوالجلال کی پناہ میں چھوڑ گئے۔

زمانہ ہجرت و قیام مدینہ منورہ

۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳ نبوت بروز جمعہ حضور سرور عالم معہ اپنے رفیق مدینے پہنچے۔ اہل مدینہ نہایت بے صبری سے جمال مبارک کا انتظار کر رہے تھے۔ چونکہ عام طور پر حضور مبارک کا چہرہ نہ دیکھا تھا اس لئے امتیاز نہ کر سکے اور ادب کے لحاظ سے پوچھ بھی نہ سکتے تھے کہ حضورؐ کون سے ہیں دوپہر کا وقت تھا جب رسول صلعم پر دھوپ غالب ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ نے چہرہ مبارک پر چادر کا سایہ کر لیا اسوقت لوگوں نے شناخت کیا۔

مہاجرین کا گروہ مدینہ منورہ میں محض بے خانماں تھا ٹھہرنے کا تو ٹھکانا درکنار اکثر کے پاس دوسرے وقت کھانے کو بھی نہ تھا اہل مدینہ نے جس حوصلے اور محبت کے ساتھ اپنے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اس کی نظیر آج کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی اور انہیں خدمات کے صلہ میں انصار کا برگزیدہ لقب پایا۔ حضور صلعم نے مدینہ میں مواخات کا سلسلہ قایم کیا اور ایک کو دوسرے کا بھائی بنا کر انکی حالت درست کر دی[۱] ۔ یہ بھائی حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر ایک دوسرے کے ہمدرد اور رفیق بن گئے۔ ایک انصار جب اپنے بھائی مہاجر کو عقد مواخات کے بعد اپنے گھر لیجاتا تو اپنے

[۱] مفصل کیفیت سوانح عمری آنحضرت صلعم کے صفحہ ۱۸۴ پر درج ہے۔ ۱۲

کل مال کے نصف کا مالک بنا دیتا یہانتک کہ جس کی دو بیبیاں تھیں ان میں سے ایک کو طلاق دیتا اور کہتا کہ بعد عدت اِس سے عقد کر لینا مگر ان کے بھائی مہاجر یہی کہتے کہ آپ کا مال و متاع اور بیبیاں آپ کو مبارک ہوں۔

حضرت ابوبکرؓ کی مواخات حضرت خارجہ بن زید انصاری سے قائم ہوئی تھی اس لئے آپ نے انھیں کے محلہ سُنح میں قیام کیا۔

حضور سرورِ عالم نے مدینہ پہنچکر ابوایوب انصاری کے مکان پر قیام فرمایا پھر ایک قطعہ زمین دسؔ اشرفیوں میں خرید مسجد نبوی تعمیر فرمائی۔ جو صحابہ کرام مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آئے تھے ان کے واسطے مسجد کے گرد مکانات تجویز ہوئے اسی دوران میں حضرت ابوبکرؓ کا مکان مسجد نبوی کے متصل بنایا گیا جس کی ایک کھڑکی مسجد صحن میں رکھی گئی۔

مسجد نبوی کے زمانہ میں نبی صلعم نے مکہ سے اپنے اہل وعیال کو بُلالیا اور اسی قافلہ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ کے اہل وعیال بھی مدینہ میں آئے اوّل اوّل حضرت ابوبکرؓ کے بال بچے محلہ سُنح میں رہے اور جب مکان تیار ہوگیا تو اپنے نئے مکان میں آگئے، یہ مکانات کچی اینٹ سے بنائے گئے تھے اینٹوں کو مٹی میں لیس کر علیحدہ علیحدہ قطع تیار کئے جاتے تھے۔ چھت کھجور کی لکڑی اور پتوں سے پاٹی جاتی تھی۔ چھت اسقدر نیچی ہوتی تھیں کہ آدمی کھڑا ہو کر چھو سکتا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کی شرکت غزوات میں

ہجرت سے آغاز خلافت صدیقی تک دس برس کا زمانہ سیرۃ نبوی کا زمانہ شمار ہوتا ہے جسکے مفصل اور مشرح حالات سوانح عمری آنحضرت محمد صلعم میں درج ہیں۔ اس زمانہ کے حالات

حضرت ابوبکر رضؓ کے اگر قطعی چھوڑ دیے جائیں تو سیرۃ صدیقی کا ایک عظیم الشان حصّہ ترک ہوتا ہے چونکہ یہ حصّہ حضرت ابوبکر کے حالات میں لکھا گیا ہے اِسلئے تاریخی حیثیت سے آپ کے گذشتہ واقعات کا مختصر ذکر کرنا بھی ضروری پڑتا ہے جس سے آپ کی خصوصیت کا اظہار ہو جاتا ہے۔

شرکت غزوہ بدر ۲ھ مکّہ کے قیام میں رسُول صلعم اور آپؐ کے صحابہ کو جسقدر تکلیفیں قریشی کفار نے دیں ان کا مفصل بیان آنحضرت محمد صلعم کی سوانح عمری میں بیان ہو چکا ہے۔ تکلیف کا کوئی دقیقہ کفار عرب نے اٹھا نہ رکھا اور جب نبیؐ صلعم معہ صحابہ مدینے ہجرت کر گئے تو پھر بھی اپنے خیالات سے باز نہ آئے اور اسلام کو اپنی شمشیر کے ذریعہ غارت کرنے کی برابر کوشش کرتے رہے۔ آخر مجبور ہو کر حضور سرورِ عالم نے اپنی قوت ایمان و اسلام کا اظہار فرمایا اور اسطرح قیام مدینہ میں ایک غزوات کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ ان تمام غزوات میں بدر کا واقعہ افضل تر ہے۔ جو اصحاب اس جنگ میں شریک تھے وہ تمام مسُلمانوں میں درجہ میں افضل شمار ہوتے ہیں۔ بدر ایک کنوئیں کا نام ہے جو مدینہ سے جانب ساحل سات منزل پر واقع ہے۔ یہاں سالانہ ایک میلہ ہوا کرتا تھا۔ چونکہ یہ جنگ اس جگہ ہوئی اس لئے جنگ بدر کے نام سے مشہور رہے۔

ہجرت کی دوسری سال کفار مکّہ نے ایک کمیٹی کی اور اسلام کو غارت کرنے کے لئے آپس میں عہد کیا کہ جب تک اسلام کو دُنیا سے نہ مٹا دیں گے ہرگز آرام نہ لیں گے اور مکّہ کے چیدہ چیدہ اور باا‌ثر آدمی جمع کیے اور ایک فوج ایک ہزار بیس سواروں کی جمع کر لی جس میں سامان رسد اور معقول سامان حرب تھا۔ اور مدینہ پر چڑھائی کر دی جب رسُول صلعم کو یہ حال معلوم ہوا تو آپؐ نے بھی مسُلمانوں کو جمع کیا اور مدافعت کے لئے فرمایا فوراً ہی ۳۱۳ آدمی جس میں ۲۳۳ انصار تھے آمادہ جنگ ہو گئے۔ مسُلمانوں میں سواری کے لئے صرف ۷۰ اونٹ اور تین گھوڑے تھے جنپر

باری باری اصحاب سوار ہوتے تھے موسم کی گرمی اور راستہ کی تکلیف برداشت کرتے ہوئے مقام بدر پر پہنچے۔ حضور سرورِ عالم اور حضرت علی رضؓ اور حضرت مرثد رضؓ غنوی کی سواری میں صرف ایک اونٹ تھا۔ جب ہر دو جانب کی صفیں آراستہ ہوئیں تو آپ نے لشکر اسلام کی قلت اور بے سروسامانی اور کفار کی کثرت اور شوکت دیکھ کر درگاہ الٰہی میں سربسجود ہو کر نہایت عاجزی سے یہ دعا مانگی کہ اے میرے خدا تو نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا اسکو پورا فرما دے اے الٰہی اگر تو اس مختصر گروہ کو ہلاک کر دیگا تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہیگا۔ اُس وقت حالت یہ تھی کہ حضور سرورِ عالم دھوپ میں مصروف دعا تھے اور حضرت ابوبکر رضؓ ایک چادر آپ کے شانوں پر تانے ہوئے تھے۔ دعا ختم ہونے پر حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا۔ اے اللہ کے نبی آپ پر میرے ماں اور باپ فدا ہوں بارگاہ الٰہی میں آپؐ کی دعا قبول ہوئی خدا کا وعدہ جو آپ سے تھا وہ عنقریب پورا ہوگا۔

اس کے بعد نبی صلعم میدان جنگ میں تشریف لیگئے اور لشکر کفار کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ جماعت کفار کو عنقریب شکست ہوگی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ صحابہ کرام نے ایک چھوٹا سا سائبان میدان جنگ کے کنارے حضرت سرورِ عالم کے واسطے بنا دیا تھا جس میں آپؐ تشریف رکھتے تھے اور حضرت ابوبکر رضؓ شمشیر برہنہ لئے ہوئے چاروں طرف حفاظت کرتے تھے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو رسول صلعم نے حضرت ابوبکر رضؓ کو سردار میمنہ اور حضرت علی رضؓ کو سردار میسرہ مقرر کیا اور بذات خاص کفار پر حملہ کیا۔

حضرت ابوبکر رضؓ کے بیٹے عبدالرحمن اُس وقت تک کافر تھے اور لشکر کفار میں شامل ہو کر جنگ میں مصروف تھے۔ صدیق اکبر نے اُن کو دیکھا تو غصہ میں بھر کر فرمایا "اے ناپاک میرے حقوق کیا ہوئے" عبدالرحمن نے سنکر کہا "تمہارے لئے صرف دستہ شمشیر اور نوک تیر

اور گمراہی پیری کی تلوار باقی ہے۔"

صدیق اکبرؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن نے کچھ عرصہ کے بعد جب اسلام قبول کیا تو اپنے والد سے کہا کہ آپ جنگ بدر میں ایک موقعہ پر میری زد میں آگئے تھے مگر میں نے طرح دیدی اور آپ کو بچا دیا، اس پر حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ تو اگر میرے زد پر آجاتا تو میں ہرگز نہ چھوڑتا۔

اس جنگ میں مسلمان نہایت جوش کے ساتھ لڑے۔ حضرت علی رضؓ اور حضرت حمزہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ نے بڑے بڑے کارنمایاں کئے حضرت علی رضؓ کو اگرچہ جنگ کا یہ اول ہی موقع تھا مگر یہ قدرتاً نہایت بہادر اور نہایت طاقت ور تھے آپ نے اٹھارہ کافر اس جنگ میں قتل کئے کفار کو جب مسلمانوں کا استقلال اور اپنے نبی کے حسن عقیدت ثابت ہو گئے کہ ایک مسلمان بھی باوجود اپنی قلیل جماعت کے اپنی جگہ سے پیچھے نہیں ہٹتا، تو ان کے دل ٹوٹ گئے اور اپنے بڑے بڑے سرداروں کے مارے جانے سے رہے سہے ہوش بھی جاتے رہے کفار کے بڑے بڑے سردار جو رسول صلعم کے جانی دشمن تھے اور جو مکہ سے نبی صلعمؐ کے قتل کا بیڑا اُٹھا کر آئے تھے جن میں خاص خاص عتبہ۔ ابوجہل۔ شیبہ۔ زمعہ۔ عاص بن ہشام اور امیہ بن خلف تھے مارے گئے تو پھر لڑنے کی تاب نہ لاسکے اور شکست فاش کھا کر مکہ کو بھاگ گئے[۱]۔ اور چلتے وقت کہتے گئے کہ آیندہ سال ہم پھر آئیں گے۔

جنگ اُحد ۳ھ ہجری جنگ بدر کے دوسرے سال مکہ میں پھر جوش اُٹھا اور ایک جماعت ابوصفیان کے پاس جمع ہو کر گئی اور اپنے مقتول عزیزوں کے انتقام میں مدد چاہی۔ ابوصفیان تو پہلے ہی سے چاہتا تھا فوراً تیار ہو گیا۔ مالی مدد دی۔ چاروں طرف نقیب بھیجے کہ لوگوں کو جوش دلا کر آمادہ جنگ کریں۔ اس امر میں اس کو پوری کامیابی ہوئی تین ہزار جوشیلے مردوں کا لشکر

[۱] اس جنگ کے تمام تفصیلی حالات سوانح عمری آنحضرت محمد صلعم میں درج ہیں۔

فوراً تیار ہو گیا اور سب کو اپنی ماتحتی میں لیکر مدینہ کی طرف بڑھا اس لشکر کے ہمراہ ایک غول تعریف عورتوں کا بھی تھا تاکہ وقت جنگ مردوں کو غیرت دلا کر بھاگنے سے روکیں احد نامی پہاڑی پر جو مدینہ کے قریب واقع ہے آکر قیام کیا۔

نبی صلعم کو جب کفار مکہ کے لشکر کا حال معلوم ہوا تو ایک ہزار مسلمانوں کو لیکر مقابلہ کے لئے تشریف لائے مگر راستہ میں عبداللہ بن اُبی منافق کی شرارت سے لشکر اسلام میں تفرقہ پڑ گیا اور تین سو آدمی مسلمانوں کے ٹوٹ گئے یہ وہ لوگ تھے جو بظاہر مسلمان بنے ہوئے تھے اور اب مسلمانوں کی جمعیت کم ہو کر صرف سات سو رہگئی۔ میدان احد میں دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔

رسول صلعم کی پشت پر ایک درہ کوہ تھا اُس کی حفاظت کے لئے ایک دستہ تیر اندازوں کا عبداللہ بن جبیر کی ماتحتی میں متعین فرما کر ہدایت کر دی کہ بغیر حکم کسی حالت میں اس جگہ سے نہ ہلنا۔ اب لڑائی شروع ہوئی تو عورتوں نے ڈھول بجا بجا کر اپنے مردوں کو آگے بڑھایا۔ اول ایک ایک جوان اپنی صف سے نکلا اور اپنا مبارز طلب کیا اور ایسی لڑائی میں بہت سے مشرکین مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے کفار نے جب یہ حالت دیکھی تو عام حملہ کر دیا۔ مگر مسلمانوں کے حملہائے مردانہ نے مشرکین کی صفیں کی صفیں لوٹ دیں اور بڑے بڑے پہلوانوں کے منہ پھیر دیئے۔ کفار کی جمعیت میں تفرقہ پڑ گیا اور لڑنے سے جی چرانے لگے اور آہستہ آہستہ پیچھے کو ہٹنے لگے تیر اندازوں کے دستہ نے جب دشمن کی یہ حالت دیکھی تو اپنی جگہ چھوڑ کر مشرکوں کے خیموں میں جا گرے اور لوٹنے میں مصروف ہو گئے اس سے مسلمانوں کی فوج کا پیچھا کُھل گیا اس عرصہ میں دشمن نے مشہور کر دیا کہ رسول اللہ مقتول ہو گئے۔ کفار نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اپنی صفیں پھر درست کرنی شروع کر دیں اور اپنی تمام قوت سے اسلامی لشکر پر حملہ کیا اور قلب لشکر میں آ گھسے۔ لشکر اسلام میں شدید تفرقہ پڑ گیا۔ کفار کی ایک جماعت رسول صلعم تک جا پہنچی ایک نے پتھر مارا جس کے صدمہ میں آپؐ کے چار دانت شہید ہو گئے دوسرے

نے پیشانی اقدس پر وار کیا جس سے آپؐ کا چہرہ لہو لہان ہو گیا اور چہرہ چونکہ مغفر سے چھپا ہوا تھا اُس کی دو
کڑیاں ایسی گھس گئیں جو بدقت ایک صحابی نے دانتوں سے پکڑ کر نکالیں اب حضور صلعم دشمن کے نرغہ میں
تھے اور چاروں طرف سے تیر اور پتھر پڑ رہا تھا اسپر دشمن نے ایک زبردست ریلا دیا اور آپ
زخموں کے صدمہ میں بیہوش ہو کر ایک غار میں گر گئے جہاں مسلمان شہدا کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جب
رسول صلعم کی یہ حالت ہوئی تو مسلمانوں میں سخت آشفتگی پھیل گئی اور فرط اضطراب میں چاروں طرف
پھرنے لگے۔ بالآخر سنبھلے اور صفوں کو چیرتے ہوئے نبی صلعم تک آ پہنچے سب سے اوّل اس موقع پر پہنچکر
حضور سرور عالم کو حضرت ابوبکر رضؓ نے پہچانا حضرت علی رضؓ نے دست مبارک پکڑا اور حضرت طلحہ رضؓ نے
سہارا دیا اور آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ چہرہ خون سے صاف کیا گیا صحابہ نے رنج سے بیتاب ہو کر عرض
کیا کہ آپؐ ان کے لئے بددعا فرمائیے مگر نبی صلعم نے فرمایا کہ میں دعا کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں اور یہ
دعا فرمائی "کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ مجکو پہچانتے نہیں۔ اسی عرصہ میں دوسرا ریلا کفار
نے اور دیا حضرت زیادؓ بن سکن نے پانچ انصار کو ساتھ لیکر نہایت جوانمردی سے ان کو روکا اور
معہ رفقا اسی موقع پر شہید ہو گئے۔ حضرت ابودجانہ رضؓ حضور صلعم پر سپر بنے ہوئے جھک گئے تھے اور
حضرت سعد مخالفین پر متواتر تیر اندازی کر رہے تھے مسلمانوں نے اپنی جمعیت پھر دوبارہ قائم کر لی اور
کفار پر حملہ آور ہوئے چونکہ یہ موقع نہایت خطرناک ہو گیا تھا اسلئے حضور سرور عالم درہ کوہ کے اوپر معہ حضرت
ابوبکر رضؓ حضرت علی رضؓ و عمر رضؓ و حضرت طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ تشریف لے گئے یہاں خالد بن ولید نے اپنے سواروں
سے حملہ کرنا چاہا مگر حضرت عمر رضؓ کی شجاعت نے ان کو آگے نہ بڑھنے دیا جب کفار نے دیکھا کہ نبی صلعم
زندہ اور مسلمان آپؐ کی خدمت میں کمر بستہ اور مہیا ہیں اور نہایت محفوظ جگہ مقیم ہیں تو ان کے
وہ صلے پست ہو گئے اور میدان چھوڑ کر چلے گئے۔ حضرت امیر حمزہ اسی جنگ میں شہید ہوئے۔
آغاز جنگ میں حضرت ابوبکر رضؓ کے بیٹے عبدالرحمن جب میدان میں آئے اور اپنا حریف طلب

کیا، حضرت ابو بکر رضہ مقابلہ کے لئے تلوار لگا کر تیار ہوئے اور حضور صلعم سے اجازت طلب کی نبی صلعم نے فرمایا کہ تلوار میان میں کر دو اور ہمکو اپنی ذات سے متمتع ہونے دو۔

جب کفار ہزیمت کھا کر واپس ہوئے تو ستر مسلمان ان کے تعاقب میں مقرر ہوئے جن میں حضرت ابو بکر رضہ بھی تھے۔

غزوہ خندق ۵ہجری جنگ بدر اور احد کے نقصانات جانی اور مالی نے مشرکین مکہ کے حوصلے پست کر دیئے اور ان میں حملہ آوری کی ہمت اور قوت نہ رہی۔ مگر اسی زمانہ میں ایک اور دشمن اسلام پیدا ہو گیا اور وہ یہودی تھے۔

یہ لوگ خاص مدینہ میں اور مدینہ کے گرد نواح میں بکثرت آباد تھے اور نہایت مالدار تھے اگرچہ رسول صلعم نے ان کے حقوق بہت محفوظ کر دیئے تھے مگر ان کو اسلام کے زیر اثر رہنا سخت ناگوار تھا اور وہ اسلام کو اپنا بیخ کن خیال کرتے تھے اور خفیہ سازشیں کرتے رہتے تھے مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ تمام مکہ دشمن اسلام ہے تو انہوں نے ان سے خط و کتابت شروع کی اور خود تمام یہودی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے یہودی خود تو مرد میدان تھے نہیں مگر فساد اور سازشوں کا پورا ملکہ رکھتے تھے اس لئے انہوں نے اپنی فطرت اور چالاکی سے اہل مکہ اور دیگر جنگجو قبائل کو اپنا طرفدار بنا لیا اور حضور سرور عالم اور دین اسلام کی بیخ کنی پر آمادہ کر لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دس ہزار آدمی جمع ہو گئے اور مدینہ پر چڑھائی کا بندوبست ہونے لگا۔

رسول صلعم کو جب اس مہم کا حال معلوم ہوا تو آپ نے حفاظت کے لئے مدینہ کے چاروں طرف خندق کھودنے کا بندوبست کیا اور خود معہ صحابہ کے خندق کھودنے میں شرکت فرمائی۔ مسلمانوں نے اسقدر محنت جانفشانی سے کام لیا کہ دشمن کے مدینہ پہنچتے پہنچتے خندق کھد کر تیار تھی دشمن کی دس ہزار فوج نے مجبوراً خندق کے اس پار اپنے خیمے نصب کئے۔ تین ہزار مسلمان خندق کے اس پار مدینہ اور والئے مدینہ کی حفاظت کر رہے تھے۔ بستر دن کا سم

اور قلیل رسد۔ اندرون شہر میں یہودی دشمن موجود۔ باوجود ان تمام مشکلات کے اہل ایمان نے مردانہ وار حملہ کیا اور آخر وقت تک ثابت قدم رہے۔ مشرکوں نے ایک ماہ محاصرہ رکھا اور متواتر حملے کئے اور ہر مرتبہ زک اُٹھائی۔ آخر حملہ دشمن کا نہایت سخت تھا ایک طرف خندق کا آثار کم دیکھ کر دشمن پار ہوا مگر مسلمانوں نے جان توڑ کر حملہ کیا اور کفار کو پس پا ہونا پڑا بہت سے مشہور بہادر کفار کے اس حملہ میں مارے گئے۔ دشمن کے لشکر میں تفرقہ پڑ گیا اور رسد اور سردی نے اور بھی اُن کے دل مُردہ کر دیئے اس پر ایک روز سخت آندھی آئی جس نے ان کے تمام کاروبار کو درہم برہم کر دیا۔ بالآخر بھاگنے پر مجبور ہوئے۔ لشکر اسلام کا ایک دستہ حضرت ابوبکر رضہ کے ماتحتی میں خندق کے ایک حصہ کی حفاظت کے لئے مامور تھا اُس موقع پر بعد کو ایک مسجد بنا دی گئی جو مسجد صدیق کے نام سے مشہور ہوئی۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب کے زمانہ تک موجود تھی[۱]۔

صلح حدیبیہ ۶ھ ہجری ذیقعد ۶ھ ہجری میں حضور سرورِ عالم ادائے عمرہ کے لئے مکہ روانہ ہوئے احرام باندھا اور قربانی کے جانور ساتھ لئے اور صاف الفاظ میں اعلان کر دیا کہ ہمارا مقصد صرف زیارت بیت اللہ ہے کسی فریق سے لڑائی جھگڑا مقصود نہیں۔ مہاجر اور انصار اور دیگر قبائل کے لوگ چودہ سو کی تعداد میں آپؐ کے ہمراہ تھے اثنار سفر میں یہ خبر معلوم ہوئی کہ قریش مکہ راستہ روکے ہوئے ہیں اور باہم یہ عہد کر چکے ہیں کہ مُسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ جب آپؐ نے یہ سُنا تو یہ راستہ چھوڑ دیا اور دوسرے راستہ سے روانہ ہوئے اور مقام حدیبیہ میں قیام فرمایا۔ اور تمام اصحاب کو جمع فرما کر مشورہ طلب فرمایا اور حضرت ابوبکر رضہ کے اس مشورہ کو پسند فرمایا کہ قریش مکہ کو بذریعہ ایلچی اطمینان دلا دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور قریشیوں کی بھی متعدد ایلچی آئے اور سب کو اطمینان دلایا گیا کہ محض زیارت کعبہ کا ارادہ ہے۔ ایلچی اہل مکہ کو مطمئن کرتے تھے مگر قریشیوں کا شک کسی طرح رفع نہ ہوا

[۱] اس جنگ کے مفصل حالات سوانح عمری آنحضرت محمد صلعم میں دیکھو۔ ۱۲

آخر عروہ بن مسعود قریش کی طرف سے ایلچی بن کر رسول صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اہل مکہ
کے ارادے اور اہتمام جنگ کا بیان نہایت شد و مد سے کیا حضرت ابو بکر رضؓ اس وقت موجود تھے اسکے
بے تکلف اور بے ادبانہ گفتگو برداشت نہ کر سکے اور کہا کہ لات و منات کے پوجنے والوں کا جب یہ اہتمام
ہے تو ہم جب کہ خدائے واحد اور اس کے برحق رسُول پر ایمان رکھتے ہیں تو کیا رسُول کو چھوڑ کر اس سے
منہ موڑ سکتے ہیں عروہ نے یہ خشم آلودہ فقرے سُنکر پوچھا کہ یہ کون ہیں حضورؐ نے فرمایا کہ ابو بکر رضؓ۔ عروہ بولا کہ
اگر ان کا احسان مجھ پر نہوتا تو ان الفاظ کا جواب دیتا۔ جب قریشی ایلچیوں کے ذریعہ معاملہ طے نہ ہوا تو
آپؐ نے اپنے ایلچی کو اپنی سواری کا اونٹ دیکر روانہ کیا مگر کفار مکہ نے یہ سلوک کیا کہ اس اونٹ کے
پاؤں کاٹ دیئے اس کے بعد حضورؐ سرور عالم نے حضرت عثمان رضؓ کو ایلچی بنا کر بھیجا جب اُنہوں نے
اپنے نبیؐ کا پیغام دیا تو قریش نے کہا کہ تم کو اجازت زیارت بیت اللہ کی ہے۔ حضرت عثمان رضؓ نے کہا
کہ جب تک نبی صلعم زیارت نہ کریں گے میں تنہا ہرگز نہ کرونگا۔ یہ سُنکر قریشی سردار ناراض ہوئے
اور طیش میں آکر ان کو نظر بند کر دیا لشکر اسلام میں یہ خبر پُہنچی کہ حضرت عثمان قتل کر دیئے گئے۔
یہ سُنکر حضور سرورِ عالم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک عثمان رضؓ کے خون کا بدلا نہ لیا جائے مدینہ واپس ہونا ممکن نہیں
اور تمام مسلمانوں کو جمع کیا اور ان سے مقابلہ دشمن کی بیعت لی۔ رسول صلعم ایک درخت کے زیر سایہ
کھڑے تھے ایک ایک مسلمان آتا اور دست مبارک پکڑ کر اقرار کرتا تھا کہ جب تک تن بدن میں جان
ہے دشمن کے مقابلہ سے منہ نہ موڑونگا۔ اس بیعت کو بیعت رضواں بھی کہتے ہیں اور اس کا ذکر کلام مجید
میں بھی آیا ہے۔ بعد بیعت معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضؓ کے قتل کی خبر غلط ہے اُدہر مسلمانوں کا یہ عزم
دیکھ کر قریشیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور سہیل نامی ایک ایلچی کے معرفت یہ پیام بھیجا کہ اس سال
مسلمان واپس جائیں آیندہ سال مکہ میں آکر زیارت بیت اللہ کی اجازت ہے۔ اگر اس وقت
مسلمان مکہ میں داخل ہوئے تو ان کے جوش تازہ ہیں اور ہم کو خطرہ کا اندیشہ ہے دوسرے قریش

مکہ خیال کریں گے کہ مسلمانوں سے دب گئے۔ بالآخر طول طویل گفتگو کے بعد شرائط صلح طے ہوئے جس سے
بظاہر کفار کی کامیابی ثابت ہوتی تھی۔ حضرت عمر رضہ کو اس سے اضطراب ہوا اور وہ فوراً ہی حضرت
ابوبکر رضہ کے پاس آئے اور اضطرابانہ لہجہ میں اپنا خیال ظاہر کیا حضرت ابوبکر رضہ نے سنکر کہا کہ حضور صلعم کی
رکاب تھامے رہو۔ مگر ان الفاظ سے اطمینان نہ ہوا تو حضرت سرور عالم کے پاس دوڑے گئے اور اپنا
خیال ظاہر کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں وحی کے مطابق عمل کر رہا ہوں یہ سُنکر حضرت عمر رضہ خاموش
ہو گئے۔

الغرض حضرت علی رضہ نے شرائط صلح نامہ قلم بند کیا اور بعد تکمیل مسلمانوں کی طرف سے حضرت ابوبکر رضہ
و حضرت علی رضہ و عمر رضہ و حضرت عبدالرحمٰن و سعد بن ابی وقاص وغیرہ صحابہ اعظم کے دستخط ہو گئے۔

جب صلح نامہ مرتب ہو گیا تو آپ نے وہیں ارکان عمرہ ادا کیا اور مدینہ کو مراجعت فرمائی راستہ
میں سورہ فتح نازل ہوئی جس میں صلح حدیبیہ کو صلح مبین بتائی گئی۔ امام زہری کا قول ہے کہ اسلام
میں اس سے پہلے کوئی فتح ایسی نہیں ہوئی جیسی کہ صلح حدیبیہ کے بعد واقع ہوئی۔ اب تک مسلمان
اور کافر جہاں ملتے آپس میں لڑتے جھگڑتے تھے مگر اب صلح حدیبیہ کے بعد خوب میل جول ہو گیا اور
ایک دوسرے سے ملنے لگا جس سے یہ فائدہ ہوا کہ کافروں کو احکام اسلام سُننے کا موقع ملا نتیجہ یہ ہوا
کہ جو ذرا بھی دانشمند تھا مسلمان ہو گیا اور اس صلح کے بعد صرف دو سال کے اندر اس قدر مسلمان
ہو گئے کہ اس سے پہلے ۱۹ برس کے زمانہ میں بھی نہ ہوئے تھے جس کی کھلی مثال یہ ہے کہ حدیبیہ
میں چودہ سو آدمی حضور کے ہمراہ تھے اس کے دو سال کے بعد فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار مسلمان تھے

جنگ خیبر ۷ھ حضور سرور عالم نے حدیبیہ سے واپس آکر مدینہ میں ایک ماہ سے زاید قیام کیا
یہودی جو اپنے ارادوں میں کامیاب ہوئے تھے تو ان کو اپنی ہزیمت کا سخت ملال تھا اور سب
سے زیادہ اس کا ملال تھا کہ ان کے جلیل القدر سرپرست یا تو جلاوطن کئے گئے یا مارے گئے

اُنھوں نے ایک آخری کوشش اور کی اور اُن کے بڑے نامور یہودیوں نے جو خیبر جلاوطن کر دئیے گئے تھے فتنہ اور فساد آغاز کیا چنانچہ نبی صلعم نے محرم ۷ھ میں خیبر کا رخ کیا خیبر بہت سے مضبوط قلعوں کا مجموعہ اور یہودیوں کا صدر مقام تھا یہودی حضور سرورِ عالم کی خبر سنکر قلعہ بند ہو گئے اور قلعہ سے برابر تیر اندازی جاری رکھی۔ لشکر اسلام کا سب سے بڑا نشان حضرت علی رض کے سپرد تھا۔ ایک قلعہ پر حضرت ابوبکر رض امیر لشکر مقرر ہو کر گئے مگر فتح نہ ہوا دوسرے روز حضرت عمر رض بھیجے گئے مگر ناکامیاب رہے۔ تیسرے روز حضور سرور عالم نے فرمایا کہ کل یہ نشان اُس شخص کو دیا جائیگا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور وہ فتح کریگا، تمام اصحاب کی نگاہیں لگی ہوئی تھیں کہ دیکھئے یہ سعادت کس کو نصیب ہوتی ہے چنانچہ وہ نشان حضرت علی رض کو دیا گیا اور قلعہ سر ہو گیا اور تمام یہودی گرفتار ہو گئے

فتح مکہ ۸ھ

حدیبیہ میں جو معاہدہ صلح ہوا تھا وہ کفار قریش نے بہت جلد توڑ ڈالا۔ یعنی کفار قریش کے ہم پیمان قبیلہ بنو بکر نے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ خزاعہ پر حملہ کیا اور خلاف شرائط کفار قریش نے اپنے ساتھیوں کو مدد دی اور یہانتک اُنپر ظلم کیا کہ جب وہ پناہ کے لئے کعبہ میں گھس گئے تو وہاں بھی اُنکو قتل کیا۔

آخر مجبور ہو کر اُنھوں نے اپنا قاصد فریاد لیکر حضور سرورؐ عالم کی خدمت میں روانہ کیا جب اُن کا قاصد ابن سالم خدمت اقدس میں پہنچا تو حضورؐ اُس وقت مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے۔ ابن سالم نے ایک دردناک نظم پڑھی جس میں مدد کی التجا تھی اور اپنے قبیلہ خزاعہ کی مصیبت کی تشریح۔ آپ نے سنکر فرمایا کہ تم کو ضرور مدد دیجائے گی اسی عرصہ میں دوسرا قاصد اور بھی مدد طلب کرنے حاضر ہوا۔

۱۰ رمضان ۸ھ کو رسول صلعم نے دس ہزار اسلامی لشکر لیکر مکہ کا رخ کیا۔ آپ کے چچا حضرت عباس رض جو مکہ میں مقیم تھے اسلامی لشکر کی یہ تعداد دیکھ کر اندازہ کیا کہ اگر قریش مکہ نے مقابلہ کیا تو کیا مصیبت نازل ہوگی اس لئے آگے بڑھ کر قریش مکہ کی اطاعت کا پیام حضور سرور عالم کی خدمت میں پیش کردیا

جو منظور ہوا اور سب کی جان بخشی کا اعلان کر دیا گیا۔ البتہ وہ مشرک جو اسلام کے جانی دشمن تھے اور جنھوں نے اسوقت تک اسلام کی بیخ کنی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا امان سے محروم رہے اُن کا نام لیکر فرما دیا گیا کہ اگر کعبہ کے پردوں میں بھی ملیں تو قتل کر دیے جائیں۔

یہ وہ سخت کافر تھے جنھوں نے جنگ کا آغاز کیا اور تیرہ برس تک نہایت سفاکی اور ظلم کے ساتھ آپؐ کو اور آپ کے صحابہؓ کو قسم قسم کی اذیتیں پُہنچاتے رہے اِنہی کی وجہ سے تمام لوگ گھر سے بے گھر ہوئے اپنے مال اور بچوں سے دست بردار ہوئے اور ہجرت کر کے جب مدینہ آئے تو یہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے پائے اب وہ وقت ہے جبکہ دس ہزار جاں نثار حضور صلعم کے ہمرکاب تھے اور مکہ سامنے ہے جس طرح چاہیں بدلہ لے سکتے ہیں مگر جب ان لوگوں کی مختلف ذریعہ سے سفارش کیجاتی ہے تو شان رحمت کا ظہور ہوتا ہے اور امان اور پناہ کے گوہر لُٹا دیے جاتے ہیں اور حکم ہوتا ہے کہ جو شخص اپنا دروازہ بند کرلے وہ محفوظ ہے۔ ابوصفیان جو کافروں اور مشرکوں کا سردار ہے اس کی نسبت حکم ہوتا ہے کہ اس کو بھی امان دیجاتی ہے اور مزید احسان یہ ہے کہ جو اُس کے گھر میں پناہ لیگا وہ بھی محفوظ ہے بالآخر تمام لشکر اسلامی نہایت جوش مسرت کے ساتھ بلا روک ٹوک مکہ میں داخل ہوا اور کنجیاں حضور صلعم کی خدمت میں پیش کر دی گئیں تمام صحابہ نے زیارت بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے۔

فتح مکہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ اپنے والد ابو قحافہ کو حضور سرورِ عالم کی خدمت میں لائے تا کہ اُن کو اسلام کی دولت سے مالا مال فرمائیں۔

حضورؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ تم نے ان بڑے میاں کو مکان ہی پر رہنے دیا ہوتا میں خود اُن کے پاس جاتا عرض کیا کہ یا رسول اللہ اُنہی کو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے تھا۔ حضور سرور عالم نے ابو قحافہ کو سامنے بٹھایا اور سینہ پر دست مبارک پھیر کر فرمایا اَسْلِمْ یعنی اسلام لے آؤ۔ ابو قحافہ نے کلمہ پڑھا اور صدق دل سے مسلمان ہو گئے۔

جنگ حنین مکہ کی فتح نے کفار قریش کی مخالفت کا تو خاتمہ کر دیا اور وہ ہمیشہ کے لئے اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے مگر مکہ کے گرد نواح میں ہنوز مخالفت کا اثر قائم تھا۔ قبیلہ ہوازن کے سردار مالک بن عوف نے اپنے لوگوں کو جمع کیا۔ ہوازن کے حلیف قبیلے ثقیف وغیرہ بھی فراہم ہوئے اور سب نے مل کر رسول صلعم کی مخالفت کا عہد واثق کیا ان میں ایک شخص دُرید نامی جو ایک اہل الرائے سن رسیدہ شخص تھا اُٹھا اور اس قبیلہ کے سردار کو بہت سمجھایا کہ مسلمانوں کا مقابلہ نہ کرنا چاہیے مگر قطعی اثر نہ ہوا۔

جب حضور صلعم کو اس فساد کی خبر ہوئی تو آپؐ نے حضرت عبداللہ اسلمی کو دریافت حال کے لئے روانہ کیا انہوں نے ان قبائل کے آمادہ فساد ہونے کی تصدیق کی یہ سُنکر رسول صلعم نے مکہ سے کوچ کا حکم دیا علاوہ دس ہزار آدمیوں کے جو آپ کے ہمرکاب تھے دو ہزار مکہ کے لوگ بھی شامل ہو گئے۔ اور اس طرح بارہ ہزار کا لشکر وادیٔ حنین میں جمع ہو گیا۔ مخالفین کا لشکر اسقدر زیادہ تھا کہ مکہ کے ناتجربہ کار نوجوان دیکھ کر سہم گئے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جب معرکہ کارزار گرم ہوا تو اُن کے قدم پہلے ہی حملہ میں اُکھڑ گئے حضور سرورِ عالم نے اہل اسلام کی جمعیت قائم کرنے کی کوشش فرمائی مگر تفرقہ نہ مٹ سکا اس وقت آپ کی خدمت میں صرف چند مہاجرین و انصار باقی تھے باقی تمام لشکر متفرق ہو گیا تھا منجملہ حاضرین جماعت کے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ تھے اور اہل بیت سے بھی حضرت علیؓ و عباسؓ و فضل بن عباسؓ۔ اسامہ بن زیدؓ و ایمنؓ موجود تھے۔ حضرت عباسؓ جو آپؐ کے خچر کی باگ تھامے کھڑے تھے رسول صلعم کے حکم سے بہ آواز بلند پکارے یا معشر الانصار یا معشر اصحاب سمرہ، اس آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ لشکر اسلامی سنبھلا اور سب پیچھے پلٹ پڑے اور لبیک لبیک کی آواز سے تمام جنگل گونج گیا۔ بے تابی کا یہ عالم تھا کہ اونٹ قابو میں نہ آئے تو لوگوں نے آہنی زرہیں اُتار اُتار کر اُن کی گردنوں میں ڈالدیں اور خود ہلکے ہو کر کود پڑے اور

بمیاختہ اپنے محبوب نبی صلعم کی طرف پھرے اور شمشیر برہنہ ہاتھہ میں لیکر پروانہ وار جمع ہو گئے۔ جس وقت سنوؓ
کے قریب آدمی آگئے فوراً ہی حملہ کا حکم دیا گیا اس مختصر جماعت نے اس شدومد سے حملہ کیا کہ معرکہ کارزار
میں دوبارہ گرمی آگئی حضرت علی رضؓ اور ایک انصار نے دشمن کے نشان بردار پر حملہ کیا حضرت علی رضؓ
نے فوراً ہی لپک کر اُس کے اونٹ کے پاؤں کاٹ دیے اور انصار نے دوسری طرف سوار کا کام تمام
کر دیا اور نشان چھین لیا، اس عرصہ میں مُسلمانوں کی ایک کافی جماعت آپہنچی اور میدان لے لیا
جب لشکر کا باقی حصہ لوٹ کر میدان میں آیا تو دیکھا کہ دشمن کے بڑے بڑے سردار مشکیں بندھے
میدان میں پڑے ہیں۔

تبوک ۹ھ جب اسلام کی شہرت دور دور تک پُہنچ گئی اور کفر کے حلقوں میں تہلکہ پڑ گیا اور
مخالفت عرب سے نکل کر روم تک پہنچ گئی تو رسول صلعم نے فتح مکہ کے قبل ایک مہم رومیوں کے
مقابلہ میں روانہ فرمادی تھی جو غزوہ موتے کے نام سے مشہور ہے اسی معرکہ میں حضرت جعفر تیار اور
حضرت زید بن حارثہ شہید ہوئے اب خبر پُہنچی کہ خود ہرقل روم بہ اتفاق نصارائے عرب حملے پر آمادہ ہے
تو حضور سرور عالم نے بھی اس کے مقابلہ کی تیاری کی۔ چونکہ یہ مہم ایک بڑی سلطنت کے مقابلہ
میں تھی اور مسافت دور دراز کی اور عرب میں قحط پڑا ہوا تھا اسی وجہ سے اس جنگ کا نام جیش العسرۃ
یعنی مصیبت کا لشکر ہے۔ پھر موقع یہ تھا کہ کھجوروں کے پکنے کا وقت تھا اس موسم میں اہل مدینہ
باہر نہیں جاتے تھے باغوں میں درختوں کے نیچے بیٹھ کر کھجوریں کھاتے کھلاتے اور جمع کیا
کرتے تھے۔ ان اسباب سے دشمن نے خوب فائدہ اُٹھایا۔ اور مُسلمانوں میں تفرقہ اور مہم میں خلل
ڈالنے کی خوب کوشش کی۔

حضور سرور عالم نے مُسلمان دولت مندوں کو تیاری لشکر میں امداد کی طرف توجہ فرمائی۔ خود
حضرت عمر رضؓ کا بیان ہے کہ جس وقت نبی صلعم نے لشکر تبوک کے چندہ کی ترغیب فرمائی ہیں

اُس وقت کافی مالدار تھا میں نے خیال کیا کہ اگر حضرت ابوبکر رضؓ سے میں کسی وقت کوئی بڑھ کر کام کر سکتا ہوں تو وہ یہی وقت ہے۔ گھر گیا اور بہت سا مال لیکر رسول صلعم کی خدمت میں پیش کیا حضورؐ نے فرمایا کہ اے عمر رضؓ اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑ آئے عرض کیا کہ نصف اس کے بعد حضرت ابوبکر رضؓ نے اپنا چندہ پیش کیا حضور صلعم نے فرمایا کہ اپنے بچوں کے لئے کیا چھوڑا عرض کیا۔ کہ اُن کے واسطے اللہ اور اُس کا رسولؐ چھوڑ آیا ہوں۔ یہ سُنکر حضرت عمر رضؓ اپنے دل میں نادم ہوئے اور خیال کیا کہ میں حضرت ابوبکر رضؓ سے کبھی بازی نہیں لے جا سکتا۔

لشکر تبوک کے جائزہ اور امامت کا منصب اور فوج کا بڑا نشان حضرت ابوبکر رضؓ کے سپرد ہوا۔ فوج کی کُل تعداد تیس ہزار تھی راستہ میں خوراک کی تکلیف پہنچی مگر لشکر تبوک جا پُہنچا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ دشمن نے اپنے مقام سے جنبش نہیں کی۔ یوحنا حاکم ایلیا، یا بیت المقدس حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور صلح کی درخواست کی رسول صلعم نے منظور فرمایا اور فرمان صلح عطا فرمایا اور تمام لشکر اسلامی بخیر وعافیت مدینہ واپس آیا۔

حج ۹ھ حضور سرور عالم نے ذالحجہ ۹ھ میں ایک قافلہ تین سو حاجیوں کا مکہ روانہ فرمایا حضرت ابوبکر رضؓ امیر حج مقرر ہوئے اسلام میں یہ پہلے امیر حج ہیں۔ بیس جانور رسول صلعم کی طرف سے اور پانچ اپنی طرف سے ہمراہ لئے اس سال مومن اور مشرک دونوں نے حج ادا کیا اسکے بعد مشرکوں کے واسطے داخلہ حرم ممنوع ہو گیا اسی حج کے زمانہ میں سورۂ برأت کی تبلیغ حضور سرور عالم کی طرف سے حضرت علی رضؓ نے مکہ میں بہ آواز بلند فرمائی۔

حج الوداع اور وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ھ میں حضور سرور عالم نے حج ادا فرمایا۔ چونکہ آپ کا یہ آخری حج تھا اور خطبے میں اسکا اعلان بھی فرما دیا تھا اسلئے اسکو حج الوداع کہتے ہیں مکہ سے واپس آ کر آپ علیل ہو گئے اور یہ علالت برابر بڑھتی گئی۔

رسول صلعم کی طبیعت تو کم وبیش ناساز چلی ہی آرہی تھی مگر جس وقت کچھ طبیعت کو سکون ہوا تو مُسلمانوں کو جنگ روم کی تیاری کا حکم دیا اور دوسرے اُسامہ بن زید بن حارثہ سے فرمایا کہ تم اپنے باپ کے مقتل پر اسقدر جلد جاؤ کہ وہاں کے لوگوں کو تیرے آنے کی مطلق خبر نہ ہو۔ چونکہ دوسرے روز آپ کی طبیعت کچھ زیادہ خراب ہوگئی اسلئے آپ کی صحت کا انتظار کیا گیا اور پھر یہ انتظار بڑھتے بڑھتے آپ کی وفات تک رہا۔

ایک روز نصف شب کو قبرستان بقیع میں جہاں آپ کے رفقا دفن ہیں تشریف لیگئے۔ ابو مُویہبہ آپؐ کے غلام سے روایت ہے کہ اُس شب مجکو بُلایا اور فرمایا مجکو آج دُعائے مغفرت کا حکم ہوا ہے میرے ساتھ جنت البقیع چلو چنانچہ میں ساتھ ہولیا وہاں پُہنچ کر قبروں کے وسط میں قیام فرمایا اور کہا۔

ترجمہ۔ اے بقیع کے قبروں میں سونے والے تم جس حالت میں ہو وہ بہت اچھا ہے اُس حال سے جس میں زندہ انسان ہیں تاریک رات کے حصّوں کی طرح فتنے چلے آرہے ہیں پچھلا فتنہ اگلے کو نگلے لیتا ہے اور اگلے سے پچھلا بدتر ہے۔

اس کے بعد میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے ابو موہبہ میرے سامنے دنیا کا ابدی قیام اس کی دولت وحشمت اور جنت پیش کی گئی مگر میں نے اپنے رب کے دیدار اور جنت کو انتخاب کرلیا۔ میں نے کہا میرے ماں باپ حضور پر قربان۔ دنیا کے خزانوں کی کُنجیاں اور یہاں کا ابدی قیام پسند فرمالیجئے آپؐ نے فرمایا نہیں میں دیدار ربانی اور جنت کو پسند کرچکا یہ فرما کر اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت فرمائی اور مکان تشریف لے آئے۔

حُجرے میں پُہنچے تو حضرت عائشہ رضؓ کے سر میں درد تھا، فرمایا میرے سر میں بھی درد ہے۔ یہی آغاز

مرض تھا جو رفتہ رفتہ بڑھتا گیا۔ دوران مرض میں بھی آپ باری باری ازواج مطہرات کے یہاں قیام فرماتے رہے جب مرض کو ترقی ہوئی تو سب بیبیوں کو جمع کیا اور صرف حضرت عایشہ رضؓ کے یہاں قیام کی اجازت حاصل کی۔ اجازت کے بعد حضرت علی رضؓ اور حضرت فضل بن عباس رضؓ کے شانوں پر دست مبارک رکھ کر حضرت عایشہ رضؓ کے حجرے میں تشریف لائے درد کی شدت سے سر بندھا ہوا تھا اور پاؤں بوجہ ضعف کے لڑکھڑاتے تھے۔ زمانہ علالت میں ایک روز مسجد میں تشریف لائے منبر پر بیٹھ کر اوّل شہدائے احد کے واسطے دعائے مغفرت فرمائی اور پھر فرمایا۔

اِنَّ عبداً مِن عِبادِ اللّٰہِ خَیَّرہُ اللّٰہُ بَینَ الدُّنیا وَبَینَ مَا عِندَہٗ فَاختَارَ مَا عِندَ اللّٰہِ

ترجمہ۔ اللہ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اختیار دیا کہ وہ دنیا اور قرب الٰہی میں سے جسے چاہے پسند کرے اس نے اللہ کے قرب کو پسند کر لیا۔

حضرت ابوبکر رضؓ اپنی فراست ایمانی سے اس قول کی تہ کو پہنچ گئے رونے لگے اور کہا۔

بَل نَفدِیكَ بِاَنفُسِنَا وَاٰبَائِنَا

ترجمہ۔ نہیں بلکہ ہم اپنی جانیں اور اپنے باپ آپ پر قربان کر دینگے۔

یہ سنکر آپ نے ارشاد فرمایا۔

عَلٰی رِسلِكَ یَا اَبَا بَکرٍ

ترجمہ۔ اے ابوبکر سنبھلو

پھر ارشاد فرمایا کہ جسقدر مکانوں کے دروازے مسجد کے صحن میں ہیں وہ سب بند کر دیے جائیں مگر ابوبکر رضؓ کے گھر کا دروازہ بدستور کھلا رہے۔ اور یہ کہہ کر فرمایا۔

فَاِنّی لَا اَعلَمُ اَحَداً کَانَ اَفضَلَ فِی الصُّحبَةِ عِندِی یَداً مِنهُ فَاِنّی لَو کُنتُ مُتَّخِذاً خَلِیلاً لَاتَّخَذتُ اَبَابَکرٍ خَلِیلاً وَلٰکِن صُحبَةٌ

ترجمہ۔ میں کسی کو نہیں جانتا جو میرے نزدیک رفاقت میں باعتبار احسانات کے ابوبکر رضؓ سے افضل ہو پس اگر میں کسی کو قلبی دوست بنانیوالا ہوتا تو ابوبکر رضؓ ہی کو بناتا

وَاِخَاءُ اِیْمَانٍ حَتّٰی یَجْمَعُ اللّٰہُ بَیْنَنَا عِنْدَہٗ۔ مگر یہ صرف رفاقت اور اخوۃ ایمانی سے یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ ہمکو اپنے پاس جمع کرلے۔

اس کے بعد مہاجرین کو بتاکید فرمایا کہ انصار کے حقوق کا لحاظ رکھیں۔

جب مرض کو اور شدت ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکر رضؓ سے کہو کہ نماز کی امامت کریں یہ سُنکر حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کہ وہ ایک نرم دل اور کمزور آواز کے شخص ہیں وہ جب قرآن پڑھتے ہیں تو بہت روتے ہیں۔ اس سے مطلب یہ تھا کہ امامت کا بار شاید نہ اُٹھا سکیں۔ حضور سید عالم نے جھڑک کر دوبارہ حکم فرمایا۔ چنانچہ پنجشنبہ کے عشا کے وقت سے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے امامت شروع کی اور اس طرح سترہ نمازیں حیات مبارک میں پڑھائیں۔

دوشنبہ کو نماز صبح کے وقت حضور سرور عالمؐ پردہ اُٹھا کر باہر تشریف لائے درد سر کی شدت سے سر پر رومال بندھا تھا۔ صحابہ کرام کی جماعت اور نماز دیکھ کر چہرہ مبارک فرط محبت سے باغ باغ ہوگیا آپؐ آگے بڑھے تو لوگوں نے رستہ دیدیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ سمجھے کہ آنحضرتؐ نماز پڑھائینگے پیچھے ہٹنے لگے آپؐ نے پیٹھ پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ نماز پڑھاؤ اور خود حضور صلعم اُن کے دائیں جانب بیٹھ گئے اور نماز پڑھنے لگے بعد نماز بہ آواز بلند ارشاد فرمایا۔

ترجمہ

اے لوگو آگ روشن کی گئی اور فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح چلے آتے ہیں اور قسم ہے رب کی میرے ذمہ تمہارا کچھ مطالبہ نہیں ہے میں نے وُہی حلال بتایا ہے جس کو قرآن نے حلال کیا ہے وہی حرام بتایا جس کو قرآن نے حرام کیا ہے۔

جب رسول صلعم فرما چکے تو حضرت ابوبکر رضؓ نے عرض کیا کہ اے خدا کے رسولؐ آج تو بفضلہ حضورؐ کی

طبیعت ایسی اچھی ہے جیسا ہم سب جانتے تھے اگر حضورؐ اجازت دیں تو میں اپنے گھر ہو آؤں آپؐ
نے اجازت دی اور صدیق اکبرؓ محلہ سُنخ کو چلے گئے اس کے بعد بھی حضور صلعم کی طبیعت درست
رہی چنانچہ جب حضرت علی رضؓ باہر سے تشریف لائے اور نبیؐ صلعم کا مزاج پوچھا تو آپؐ نے
فرمایا خدا کا شکر ہے کہ آج صحت ہے۔
مسجد سے تشریف لا کر حضور سرور عالم حضرت عائشہ رضؓ کے آغوش میں تکیہ لگا کر بیٹھ گئے ذرا دیر
بعد حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضؓ مسواک لئے گھر میں تشریف لائے اور مسواک کو بہ نظر رغبت
ملاحظہ فرمایا حضرت عائشہ نے منشاء مبارک سمجھ کر مسواک اُن کے ہاتھ سے لے لی اور چبا کر نرم
کی پھر حضور سرور عالم کے سامنے پیش کی آپؐ نے دانت صاف کئے اور رکھدی۔ اس کے
بعد بدن کا وزن کچھ زیادہ ہونے لگا تو حضرت عائشہ رضؓ نے چہرۂ اقدس کی طرف دیکھا تو
پتلیاں چڑھ گئی تہیں اور یہ فرماتے جاتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی ترجمہ۔ اے خدا مقام رفیق اعلےٰ پر پہنچا دے

تین مرتبہ یہ کلمات ادا فرما کر ۱۳ ربیع الاوّل ۱۱ھ روز دوشنبہ وقت چاشت۔۔۔۔۔۔۔
رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔
حضرت ابو بکر رضؓ نے جب واقعہ ہوش رُبا سنا تو گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اسوقت حضرت عمر رضؓ مسجد
میں مجمع کے سامنے گفتگو کر رہے تھے حضرت ابو بکر رضؓ بغیر کچھ سُنے سیدھے حجرہ مبارک میں پُہنچے
چہرۂ انور سے چادر اُٹھا کر پیشانی پر بوسہ دیا اور رو کر کہا۔

ترجمہ۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ کی حیات اور وفات
دونوں پاک ہیں جو موت اللہ نے آپ کے حق میں لکھدی تھی اُسکا
ذائقہ آپ نے چکھ لیا اسکے بعد آپ پھر وفات نہ پائیں گے۔

یہ کہہ کر چادر روئے مبارک پر ڈھک دی اور باہر تشریف لائے اس وقت حضرت عمر رضؓ مجمع سے مخاطب ہو کر مجنونانہ حالت میں کہہ رہے تھے۔ منافق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے وفات پائی واللہ وفات نہیں پائی بلکہ اپنے رب کے پاس حضرت موسیٰؑ کی طرح تشریف لے گئے ہیں جو چالیس روز بعد غائب رہکر واپس آگئے تھے۔ حالانکہ ان کی نسبت بھی کہا جاتا تھا کہ وفات پا گئے اسی طرح رسول مقبولؐ بھی واپس تشریف لائیں گے اور اُن لوگوں کے دست وپا کاٹیں گے جو کہتے ہیں کہ آپ نے رحلت کی۔

حضرت ابوبکر رضؓ نے یہ کلام سُنا تو کہا۔ اے عمر سنبھلو! اور خاموش ہو جاؤ جب وہ چپ ہوئے تو حضرت صدیق رضؓ نے خود سلسلہ گفتگو شروع کیا۔ حاضرین حضرت عمر رضؓ کو چھوڑ کر ادھر متوجہ ہوئے حضرت ابوبکر رضؓ نے پہلے حمد وثنا بیان کی اس کے بعد کہا۔

اَیُّھا النَّاسُ اِنّہ من کَانَ یَعبُدُ مُحمّدًا فَاِنَّ مُحمّدًا قَدْ مَاتَ وَمَن کَانَ یَعبُدُ اللّٰہ فَاِنَّ اللّٰہ حَیٌّ لَا یَمُوتُ۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشَّاکِرِیْنَ ط	ترجمہ۔ اے لوگو جو شخص محمد کو پوجتا تھا (تو وہ سمجھ لے) کہ اللہ زندہ ہے کبھی نہیں مریگا (خدا کا حکم ہے) اور نہیں ہیں محمد مگر ایک رسول اُن سے پہلے رسول گذر چکے ہیں تو کیا اگر وہ مر جائیں گے یا قتل کر دیے جائیں گے تو تم برگشتہ ہو جاؤ گے اور جو شخص گمراہ ہو جائیگا وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچائیگا اور اللہ شکر گذاروں کو عنقریب جزا دیگا۔

اس آیت پاک کو سُنکر لوگ چونک پڑے اور غور کیا تو یاد آگیا کہ یہ آیت بھی کبھی نازل ہوئی تھی بقول حضرت ابوہریرہ حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ اس آیت کریمہ کو سُنکر میرے پاؤں ٹوٹ گئے اور زمین پر

گر گیا اور مجکو یقین کامل ہو گیا کہ خدا کے رسول نے درحقیقت رحلت فرمائی۔

انتخاب خلافت

سقیفہ بنی ساعدہ

مدینہ کے انصار دو حصوں میں منقسم تھے یعنی اوس اور خزرج - ان دونوں میں خزرج کی تعداد زیادہ تھی اس قبیلہ کے سردار سعد بن عبادہ تھے جن کا مکان مدینہ کے بازار کے قریب تھا اور اسی کے متصل نشست کے لئے ایک سائبان بنا ہوا تھا جس کو سقیفہ بنی ساعدہ کہتے تھے۔

جب حضور سرور عالم کی وفات کا اعلان ہوا تو سارے انصار اسی سقیفہ میں جمع ہوئے ان کا منشاء تھا کہ خلیفہ اپنے قبیلہ میں سے منتخب کریں اور اُن کا میلان طبع سعد بن عبادہ کی طرف تھا۔

اب اُمت کے سامنے دو امر درپیش تھے (۱) خلیفہ کس خاندان سے ہو (۲) خلیفہ کے انتخاب کے شکل کیا ہو۔

قرآن مجید میں کسی جگہ اسکا ذکر نہیں ہے کہ خلیفہ کس خاندان یا کس قبیلہ سے ہو البتہ بعض عام احکام ہیں جو خلافت اور غیر خلافت دونوں کو شامل کرتے ہیں۔ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ترجمہ (وہ باہمی مشورہ سے اپنا کام کرتے ہیں) اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شریعت نے اسکا انتظام خود امت پر منحصر رکھا ہے کہ وہ زمانہ اور ضرورت کے لحاظ سے اپنے لئے جو طریقہ مناسب خیال کریں اسکے مطابق عمل درآمد کریں۔ ورنہ اور احکام کی طرح اس کی بھی پوری تصریح ہوتی۔ البتہ حدیث شریف میں یہ روایت موجود ہے اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ یعنی امام قریش میں سے ہونا چاہیے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی روایت ہے کہ اگر تمہارے اوپر کوئی ادنیٰ حبشی غلام بھی حاکم ہو جائے تو تم

اس کی فرمانبرداری کرو۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ مسلمانوں نے اس مسئلہ انتخاب میں کونسا طریقہ اختیار کیا اس وقت یہاں یہ صورت تھی کہ سوائے سعد بن عبادہ کے جو رئیس الانصار تھے قریش میں سے کوئی دعویدار نہ تھا اور حضرت ابوبکرؓ کی ذات تمام صحابہ میں اسقدر ممتاز تھی کہ اُن کی بزرگی اور فضیلت کے تمام لوگ معترف تھے۔

جب لوگ سقیفہ میں جمع ہو گئے تو سب سے اول حضرت سعد بن عبادہ نے ذیل کا خطبہ بعد حمد و ثنا اس طرح بیان کیا:۔

ترجمہ۔ اے گروہ انصار تم کو دین میں وہ سبقت اور اسلام میں وہ فضیلت حاصل ہے جو عرب کے کسی قبیلہ کو حاصل نہیں اور وہ یہ ہے کہ محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قوم میں کچھ اوپر دس برس رہکر اُس کو خدا کی عبادت اور بُت پرستی کی ترک کی نسبت فرماتے رہے مگر بہ استثنا قلیل جماعت کے اُن کی قوم میں سے کوئی بھی ایمان نہ لایا جو ایمان لائے اُن کو اسقدر قوت نہ تھی کہ رسول اللہ کی حفاظت کرتے۔ دین کی عزت بڑھاتے اور اپنے آپ سے دشمن کے ظلم کو رفع کرتے جس میں سب مبتلا تھے یہاں تک کہ جب اللہ کو منظور ہوا کہ تم کو عزت دے تو اُس نے تم کو شرف بخشا فضیلت کے ساتھ مخصوص فرمایا اور اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی نیز اس امر کی کہ تم رسول اللہ اور اُن کے اصحاب کی حفاظت کرو اُن کا اور اُن کے دین کا اعزاز بڑھاؤ اور اُن کے دشمنوں سے جہاد کرو اسکے

بعد تم اُن کے دشمنوں پر سب سے زیادہ سخت اور بھاری ہو گئے یہانتک
کہ تمام عرب کے سر حکم الٰہی کے مقابلہ میں چار ناچار جھک گئے اور تمہاری
تلواروں نے عرب کو فرماں بردار بنادیا اور تمہارے ذریعہ سے خداوند
تعالےٰ نے اُن کو یعنی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی اور
وہ تم سے راضی و خوش تھے تم پورا اصرار کرو وہ تمہارا حق ہے نہ کہ
اوروں کا۔

یہ خطبہ ختم ہوا تو تمام مجمع نے تحسین کی اور کہا کہ جو آپ نے بیان کیا وہ بجا اور درست ہے ہم تمہاری رائے پر عمل کریں گے۔ تم ہم سب میں سر برآوردہ ہو اور صلحائے مومنین کے محبوب۔ اس کے بعد کچھ باہم بحث و گفتگو ہوتی رہی دوران بحث میں ایک انصاری نے کہا کہ اگر مہاجرین اس کو نہ مانیں اور یہ کہیں کہ ہم رسول خدا کے عزیز و رفیق اور ہم قبیلہ ہیں اور ہم مہاجرین اور اولین صحابہ ہیں پھر تم کس طرح ہمارے مقابلہ پر دعوے کرتے ہو تو تمہارا جواب کیا ہوگا اسپر ایک دوسرے انصاری نے کہا کہ اگر وہ تسلیم نہ کریں گے تو ہم یہ جواب دیں گے۔ کہ اس صورت میں ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے اس سے کم پر ہم کبھی راضی نہ ہوں گے حضرت سعد نے اس کو سُنکر کہا کہ یہ تمہاری پہلی کمزوری ہے۔

یہ لوگ اسی قیل و قال میں تھے کہ یہ خبر مہاجرین کو پہنچی اور مغیرہ بن شعبہ لپکے ہوئے حضرت عمر رضؓ کے پاس آئے اور کہا کہ انصار سقیفہ بن ساعدہ میں جمع ہوئے ہیں اور ریاست کو محض اپنی رائے سے سعد بن عبادہ کو سپرد کرنا چاہتے ہیں حضرت عمر رضؓ یہ سُنکر معہ حضرت ابو بکر رضؓ و حضرت ابو عبیدہ رضؓ کے روانہ ہوئے تاکہ انکا اطمینان کر دیں کہ امور شریعت میں کسی قسم کا نقص واقع نہ ہو۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچکر دیکھا کہ ایک شخص چادر اوڑھے بیٹھا ہے حضرت عمر رضؓ

نے پوچھا یہ کون ہے کسی نے کہا سعد بن عبادہ - کہا اس طرح کیوں لیٹے ہیں بولے بیمار ہیں اس کے بعد تینوں صاحب بیٹھ گئے -

ان کے بیٹھ جانے پر انصار کا ایک خطیب کھڑا ہوا اور اس نے انصار کے حقوق اور فضائل پورے فصاحت کے ساتھ بیان کئے پھر اسی طرح چند انصاریوں نے خطبے دیئے جب ان کے تمام خطیب اپنی اپنی کہہ چکے تو حضرت عمر رضؓ نے خطبہ دینا چاہا کہ کچھ کہیں لیکن حضرت ابوبکر رضؓ نے روک دیا اور خود وقار اور سنجیدگی کے ساتھ کھڑے ہو کر پہلے حمد و ثنائے الٰہی بیان کی اور پھر اس طرح کہا

ترجمہ - واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے محمدؐ کو اپنی مخلوق کے پاس رسوؐل اور
اُن کی واسطے راہ نما بنا کر بھیجا اس غرض سے کہ بندے اللہ کی
عبادت اور اُس کی توحید کا اقرار کریں (اسوقت) حالت یہ تھی
کہ لوگ متفرق معبودوں کو اس خیال سے پوجتے تھے کہ وہ اللہ کے
روبرو اُن کے شفیع بن کر فائدہ پہنچائیں گے ان معبودوں کی حقیقت
یہ تھی کہ لکڑی اور پتھر سے تراش لئے گئے تھے اور پھر کلام مجید کی
یہ آیت پڑھی - وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ
وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ" وَ
قَالُوا مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُونَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى جسکا ترجمہ یہ ہے

اور وہ لوگ اللہ کے سوا ایسے معبود پوجتے ہیں جو نہ تو نقصان پہنچا
سکتے ہیں اور نہ نفع اور کہتے ہیں کہ ہم اُن کی پرستش صرف اسلئے
کرتے ہیں کہ وہ ہمارا قرب بارگاہ الٰہی میں بڑھا ئیں -

نتیجہ یہ ہوا کہ عربوں کو اپنا دین آبائی کا چھوڑنا ناگوار گذرا اُسوقت

اللہ نے رسُول کی قوم میں سے مہاجرین اوّل کو یہ خصوصیت بخشی کہ انھوں نے آپ صلعم کی تصدیق کی۔ ایمان لائے۔ خدمت کے لئے کمر بستہ ہو گئے نبی صلعم کے ساتھہ سخت مصیبتیں جھیلیں اس حالت میں کہ تمام آدمی اُن کو جھٹلاتے تھے اور جانی دشمن بن گئے تھے وہ اس سے باوجود اپنی قلت اور دشمنوں کی سختی کے گھبرائے نہیں لہٰذا یہ لوگ وہ ہیں جنھوں نے سب سے اوّل روئے زمین پر اللہ کی عبادت اللہ اور اس کے رسُول پر ایمان لائے اسی کے ساتھہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقا اور کنبے والے ہیں اور خلافت کے سب سے زیادہ حقدار سوائے ظالم کے اس معاملہ میں اُن سے کوئی شخص نزاع نہیں کر سکتا اور اے صاحبان انصار تمہاری دینی فضیلت اور اسلامی شرف سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ تم کو اللہ نے اپنے دین اور رسُول کی مدد کے واسطے انتخاب کیا اپنے رسُول کو تمہاری پناہ میں ہجرت کے بعد بھیجا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر ازواج واصحاب تم میں سے ہیں لہٰذا مہاجرین اوّلین کے بعد تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہے پس ہم امیر ہوں تم وزیر تم اپنے مشورہ پر ہٹ مت کرنا ہم بغیر تمہارے مشورہ کے معاملات طے نہیں کریں گے۔

حضرت ابوبکر رضؓ کی تقریر جب ختم ہو چکی تو انصار میں سے خباب بن منذر خزرجی کھڑے ہوئے اور اسطرح بیان کیا۔

اے صاحبان انصار خلافت کو تم اپنے ہاتھ میں لو یہ سب لوگ تمہاری
حمایت میں ہیں کسیکو یہ جرأت نہیں کہ وہ تمہاری مخالفت کر سکے۔
تم اہل ثروت اور جنگ آور ہو۔ تمہاری تعداد اور قوت زیادہ ہے سب
کی نگاہیں تمہاری طرف لگی ہوئی ہیں۔ آپس میں اختلاف مت کرو
ورنہ تمہاری رائے کمزور ہو جائے گی اور مقصد میں کامیاب نہ ہو سکوگے
اگر مہاجرین کو انکار ہے تو ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک اُن میں سے

اس پر حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ بھلا ایک ساتھ دو سردار کسطرح ہو سکتے ہیں کچھ اور گفتگو کے بعد
حباب بن منذر پھر کھڑے ہوئے اور انصار کو مخاطب کر کے کہا کہ۔

ان لوگوں کی باتیں تم ہرگز مت مانو ورنہ یہ امارت تم سے چھین لینگے

اس پر حضرت عمرؓ اور حباب بن منذر میں کچھ سخت کلامی ہونے لگی۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح فوراً
ہی کھڑے ہوئے اور کہا۔

اے گروہ انصار۔ تم نے سب سے پہلے امداد اور اسلام کو قوت
پہنچانے میں سبقت کی ہے لہذا اب اس کے فساد اور تخریب میں تم کو
سبقت نہ کرنی چاہیئے۔

یہ سُنکر ایک جلیل القدر انصاری یعنی بشیر بن سعد جو خزرج کے قبیلہ بنی زید بن مالک میں سے
تھے کھڑے ہوئے اور اس طرح بیان کیا کہ۔

ترجمہ۔ اے گروہ انصار! اگر ہم نے مشرکوں کے جہاد میں سب سے زیادہ فضیلت
حاصل کی اور دین میں عزت تو اُس سے مقصود صرف اللہ کی خوشنودی
اور اپنے نبیؐ کی اطاعت اور خود اپنے واسطے کسب عمل تھا۔ یہ ہم کو

مناسب نہیں کہ ہم اُس کو دوسرے آدمیوں کے حقوق میں دست اندازی
کا ذریعہ بنائیں اور نہ اس کے عوض ہم کو جاہ دنیا طلب کرنا چاہئے خدا
ہم کو اس کی جزا دیگا۔ خوب سمجھ لو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قریشی تھے اُنکی
قوم اُن کے جانشینی کی سب سے زیادہ مستحق واہل ہے۔ میں قسمیہ کہتا ہوں
کہ خدا مجکو کبھی نہ دیکھے گا کہ میں اُن سے اس بارہ میں نزاع کروں پس تم
خدا سے ڈرو اور مخالفت سے باز آؤ۔

یہ گفتگو ختم ہونے پر حضرت زید بن ثابت جو ایک بزرگ اور با اثر انصاری تھے کھڑے ہوئے
اور انصار کی طرف مخاطب ہو کر اس طرح کہا۔

ترجمہ۔ یہ واقعہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمرۂ مہاجرین میں سے
تھے پس ضرور ہے کہ امام بھی مہاجرین میں سے ہو اور ہم اُس کے
اُسی طرح مددگار ہوں جس طرح اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔

ان تقریروں کے ختم ہونے پر انصار خاموش ہو گئے حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا کہ یہ عمر رضہ اور ابو عبیدہ رضہ
آپ کے سامنے موجود ہیں ان میں سے تم جس کو پسند کرو اس کے ہاتھ پر بیعت کر لو ان دونوں
صاحبوں نے کہا۔

ترجمہ۔ نہیں قسم خدا کی اس معاملہ میں ہم تم پر سبقت نہیں کر سکتے تم افضل
مہاجرین سے ہو۔ رسول اللہ کے رفیق غار اور خلیفہ نماز اور مسلمانوں
کے دین میں سب سے بڑھ کر ہو پس یہ کس کو زیبا ہے کہ وہ تم پر مقدم
ہو یا تمہارے ہوتے ہوئے خلافت کا متولی بنے ہاتھ بڑھاؤ ہم تم سے بیعت
کرتے ہیں۔

جس وقت اِن دونوں صاحبوں نے حضرت ابوبکر رضہ کی بیعت کا ارادہ کیا حضرت بشیر بن سعد انصاری نے سبقت کرکے سب سے اول بیعت کی اُن کے بعد حضرت عمر رضہ اور حضرت ابوعبیدہ رضہ نے پھر تو یہ جوش پھیلایا کہ تمام مجمع بیعت پر ٹوٹ پڑا اور خوف ہوا کہ حضرت سعد بن عبادہ جو بوجہ علالت مجمع کے اندر لیٹے ہوئے تھے کہیں کچل نہ جائیں جب بیعت کی خبر مجمع کے باہر پہنچی تو ہر طرف سے آدمی آنے لگے یہانتک کہ گلیاں اُن کے ہجوم سے بھر گئیں۔

حضرت علی رضہ اور چند دیگر صحابہ جو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے شریک نہ ہوئے اور حضرت علی رضہ نے اس کے بعد بھی چھ مہینہ تک بیعت نہیں کی جب حضرت فاطمہ رضہ کا انتقال ہوگیا تو اُنھوں نے حضرت ابوبکر رضہ کو اپنے مکان پر بلایا اور کہا کہ آپ کی فضیلت اور استحقاق خلافت سے ہمکو قطعی انکار نہیں لیکن بوجہ رسول اللہؐ کی قرابت کے ہم اسکو اپنا حق سمجھتے تھے حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا مجھے اپنے قرابتمندوں کی نسبت زیادہ عزیز ہے اس کے بعد حضرت علی رضہ نے مسجد میں آکر اُن کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔[1]

[1] مسلمانوں کا ایک گروہ حضرت علی رضہ کی بیعت میں اختلاف کرتا ہے۔ اگر انکا یہ خیال صحیح ہوتا تو اُس فرقہ کا ظہور اسیوقت سے شروع ہوجاتا حالانکہ اس گروہ کی بنیاد حضرت علی رضہ کے بعد سے کچھ کچھ معلوم ہوتی ہے۔ عینی جو شیعوں کی مستند کتاب ہے اُس میں صاف صاف تحریر ہے۔ کہ جب حضرت علی رضہ پر ابوبکر رضہ کا خلیفہ ہونا ظاہر ہوا تو فوراً دوڑے ہوئے گئے اور حضرت ابوبکر رضہ کے ہاتھ پر بیعت کی ابوسفیان نے ایک موقع پر حضرت علی رضہ سے کہا کہ تمہارے ہوتے ہوئے تو ابوبکر رضہ کا کچھ حق نہ تھا اور اگر اب بھی کچھ پس وپیش ہو تو تمہاری امداد کے واسطے یہ میدان لشکر سے بھر دوں اس پر حضرت علی رضہ نے کشیدہ ہوکر کہا کہ اسلام لانے کے بعد بھی تم میں فساد موجود ہے یہ سُن کروہ اپنا سا منہ لیکر خاموش ہوگیا۔ یہ امر صاف ظاہر ہے کہ تمام صحابہ اور خاص کروہ جو رسول صلعم کے بعد خلیفہ ہوئے ایک دوسرے کی عظمت اور بزرگی سے واقف تھے اور انکا خلیفہ ہونا ذاتی نفسانیت اور امارت کے سبب نہ تھا اگر اس امر میں ذرا بھی نفسانیت

(باقی بر صفحہ ۵۹۳)

بیعت عام

جب لوگوں کو رسول صلعمؐ کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی تو اوسکے دوسرے روز سہ شنبہ کو مسجد نبوی میں لوگ جمع ہوئے اور اوّل حضرت عمر رضہ نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا۔

ترجمہ۔ میری یہ توقع تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کے بعد تک زندہ رہیں گے لیکن اگر محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو تمہارے پاس وہ نور (یعنی قرآن) موجود ہے جو تم کو وہ راستہ دکھائیگا جسپر اللہ نے اپنے رسولؐ کو چلایا تھا اور ابوبکر رضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور رفیق غار ہیں اور وہ سب مسلمانوں سے زیادہ تمہارے معاملات کے انتظام کرنے کے اہل ہیں اب بڑھو اور ان سے بیعت کرو۔

حاضرین کے سامنے جب حضرت عمر رضہ نے تقریر بالا ختم کی تو حضرت ابوبکر رضہ سے اصرار کیا کہ منبر پر بیٹھیں مگر وہ انکار کرتے رہے۔ مگر حضرت عمر رضہ کا اصرار غالب آیا اور حضرت ابوبکر رضہ منبر پر بیٹھے لیکن اُس مقام سے ایک درجہ نیچے جہاں حضور سرور عالم قیام فرمایا کرتے تھے۔ جلوس منبر کے بعد عام طور پر مُسلمانوں نے بیعت کی جب بیعت ختم ہوگئی تو حضرت ابوبکر رضہ نے منبر پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ خلافت دیا اول حمد و ثنا بیان کی اور پھر کہا کہ۔

ترجمہ۔ بعد حمد الٰہی اے صاحبان! بخدا مجکو ہرگز امیر بننے کی حرص نہ کبھی دن میں تھی نہ رات میں اور نہ میری رغبت اُس کی طرف تھی اور نہ میں نے اللہ سے

(بقیہ صفحہ ۵۹۲) اور خود غرضی شامل ہوتی تو یہ لوگ اپنے بیٹوں ہی کو جانشین کر جاتے۔ حضرت عمر اپنے بیٹے کو دُرّوں سے نہ مارتے اور اگر آپس میں ذرا بھی اختلاف ہوتا تو حضرت علی رضہ اپنی بیٹی ام کلثوم کا عقد حضرت عمر رضہ سے نکرتے حضرت علی رضہ کی شجاعت مشہور ہے اسلئے ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ یہ امر دب کر ہوا ہو۔

ظاہر یا پوشیدہ اُس کے لئے دُعا کی البتہ مجکو یہ خوف تھا کہ کوئی فتنہ نہ پیدا ہو۔ مجکو حکومت میں کچھ راحت نہیں ہے بلکہ مجکو ایک ایسے امر عظیم کی تکلیف دی گئی ہے جس کی برداشت کی مجھ میں طاقت نہیں اور نہ وہ بغیر اللہ تعالےٰ کی امداد کے قابو میں آسکتا ہے۔

میری ضرور یہ آرزو تھی کہ آج میری جگہ سب سے زیادہ قوی آدمی ہوتا یہ تحقیق ہے کہ میں تمہارا امیر بنایا گیا اور میں تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں راہ راست پر چلوں مجکو مدد دو اگر ٹیڑھا چلوں مجکو سیدھا کردو۔ صدق امانت ہے اور کذب خیانت جو تم میں کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے انشاء اللہ اس کا حق دلوادونگا اور جو تم میں طاقتور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے اُس سے انشاء اللہ حق لیکر چھوڑوں گا جو قوم راہ حق میں جہاد چھوڑ دیتی ہے وہ ذلیل کردی جاتی ہے اور جس قوم میں بے حیائی کا رواج ہو جاتا ہے اس پر عام طور پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے جب تک میں اللہ اور اُس کے رسُول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو۔ اور جب میں خدا اور اُس کے رسُول کی نافرمانی کروں تم کو میری اطاعت نہ کرنی چاہئے اب نماز کے واسطے کھڑے ہو جاؤ خدا تم پر رحم فرمائے۔

خلافت حضرت ابوبکر صدیق رض

بیعت کے بعد حضرت ابوبکر رض کا خلیفہ رسول اللہ ص لقب ہوا۔ ایک موقع پر کسی شخص نے خلیفۃ اللہ کہہ کر مخاطب کیا تو کہا کہ میں رسول اللہ ص کا خلیفہ ہوں اور اسی سے میں خوش ہوں۔ اس وقت آپ کی عمر باسٹھ ۶۲ سال کی تھی۔ رنگ گندمی قد کشیدہ۔ ڈاڑھی گھنی حنا سے رنگی رہتی تھی۔ آپ نہایت عادل اور اسلام کے بڑے خیر خواہ تھے۔ عیش و نمائش اور خواہشات نفسانی سے ہمیشہ پرہیز رکھتے تھے جیسا کہ بعد کے شاہان عرب ہوئے جنھوں نے خلیفہ کے ہی لقب پر اکتفا نہ کیا بلکہ خلیفۃ اللہ اور ظل اللہ کا خطاب اختیار کیا۔

آپ چونکہ تجارت پیشہ تھے اس لئے بغیر بازار وغیرہ جائے خانگی امورات کا کام نہیں چل سکتا تھا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا کہ یہ آمد و رفت امور خلافت میں خلل انداز ہوگی اور پھر ایک رقم بیت المال سے مقرر کردی آپ نے تنخواہ لینے سے تو انکار کیا صرف وہ معمولی خرچ جو ایک عرب کو درکار ہوتا ہے مثل ایک گھوڑے یا شتر کے اپنے اور اپنے عزیزوں کے واسطے بیت المال سے لینا قبول کیا پھر اس پر یہ حالت تھی کہ اگر کچھ بچتا یا زاید سمجھا جاتا تو ہر جمعہ کو غریب و غربا کو خیرات کردیتے۔ مساکین کی امداد کے لئے ہمیشہ کمر بستہ رہتے۔

خانگی امورات کے خرچ کا حساب حضرت عائشہ رض کے سپرد کردیا تھا اور بتاکید کہدیا تھا کہ اچھی طرح نگراں رہنا ایسا نہ ہو کہ کہیں دولت جمع ہوجائے اور طبیعت کا رنگ بدل جائے۔

اگرچہ حضرت ابوبکر رض ہر کام کے سمجھنے میں خود عقلمند اور باریک بین تھے مگر ہر کام مشورے سے کرتے تھے۔

انتظام ملکی حضرت ابوبکر رض کے زمانہ خلافت میں قضا کا منصب حضرت عمر بن الخطاب کو دیا گیا اور منصب وزارت عثمان رض بن عفان زید بن ثابت اور عبداللہ بن راقم کو دیا گیا۔ اگرچہ صاحب وزیر تھے تو ملکی امور کے لحاظ سے حضرت عمر وزیر اعظم تھے کیونکہ حضرت عمر رض قاضی القضات بھی تھے۔ مفصلات کے انتظام کے لئے اتاث بن اسید اور عثمان بن ابی العاص حاکم مکہ اور طائف مقرر ہوئے۔ مہاجرین ابی امیہ۔ اور زیاد بن لبید کو صنعا اور حضرموت سپرد کیا اور یعلی ابن امیہ اور معاذ بن جبل کو حاکم خولان اور خبد کا کیا اور علار بن الحضرمی حاکم بحرین مقرر ہوئے۔

حضرت ابوبکر رض کی انگوٹھی پر نعم القادر اللہ کندہ تھا آپ کثرت رائے پر فیصلہ مقدمات کا کرتے تھے اور حضرت عمر رض اُس مجلس کے جس میں کہ حضرت ابوبکر مشورہ طلب کرتے تھے میر مجلس شمار کئے جاتے تھے۔

جیشِ اُسامہَ

یکم ربیع الثانی ۱۱ھ

ذی رتبہ لوگوں میں بعض بعض خاص اوصاف ہوتے ہیں جو اُن کے تمام کارناموں میں صاف طور پر نظر آتے ہیں اور جب اُن کا نام لیا جاتا ہے تو اُن کی صورت اُن خاص اوصاف کے ساتھ سمجھ میں آجاتی ہے حضرت ابوبکر رض میں بھی دو خاص صفتیں تھیں۔ اوّل پختگی عزم۔ دوئم رقت قلب۔ پختگی عزم سے یہ مطلب ہے کہ جو کار دشوار پیش آئے اوّل اُس پر غور و فکر کرے اور پھر ارباب عقل سے مشورہ لے اور جب فیصلہ ہو جائے تو پھر اُس پر عمل کرنے میں کچھ پس و پیش نہ کرے اور جب تک کام پورا نہ ہو جائے اپنی کوششوں سے باز نہ آئے۔ یہی حالت ابوبکر رض صدیق کی تھی۔

رقت قلب وہ ہے کہ انسان کا دل دوسرے کی تکلیف سے متاثر ہو کر بھر آئے یہ دونوں صفتیں خاص ہیں اور مدبران اُمت میں ان دونوں صفتوں کا ہونا ضروری ہے اور حضرت ابوبکر میں یہ دنوں صفتیں موجود تھیں۔

حضرت ابوبکر رضؓ کی پختگی عزم کا نمایاں ظہور جیش اسامہ کے معاملہ میں ہوا جس کی کیفیت یہ ہے کہ جنگ موتہ میں جو ۸ھ میں رومیوں سے ہوئے تھے اور جس میں حضرت زید بن حارثہ وغیرہ شہید ہوئے تھے نبی صلعم نے اُس کے انتقام کے لئے ایک لشکر سات سو جوانوں کا تیار کیا تھا اور اُس کا سردار اُسامہ بن زید کو مقرر فرمایا تھا جب یہ لشکر تیار ہوا تو آپ مرض موت میں مبتلا ہو گئے اور آپؐ کی علالت کی شدت اور وفات کے سبب روانگی نہ ہو سکی۔

حضرت ابوبکر رضؓ نے بیعت کے دوسرے روز حکم دیا کہ جیش اُسامہ تیار ہو اور یہ منادی کرا دی۔

ترجمہ۔ اُسامہ کے لشکر کو تیار ہونا چاہئے تاکید کی جاتی ہے کہ جو لوگ اس مہم میں نامزد ہیں ان میں سے ایک آدمی بھی مدینہ میں نہ رہے اور تمام لوگ اپنے پڑاؤ مقام جُرفؔ[1] پر جمع ہو جائیں۔

یہ پہلا حکم تھا جو حضرت ابوبکر رضؓ نے بحیثیت خلافت جاری کیا۔ اسی عرصہ میں کہ اسلامی لشکر میدان جُرف میں جمع ہوا اور اس کی روانگی کا انتظام عمل میں آئے عرب کے ارتداد اور یہود و نصاریٰ کی سرکشی کی خبریں چاروں طرف سے آنے لگیں ان خبروں سے مسلمانوں میں پریشانی اور تردد بڑھا مورخین لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے یہ بڑا نازک وقت تھا کیونکہ سب سے بڑی مصیبت تو حضور سرور عالم کے سایہ کا مسلمانوں کے سروں سے اُٹھ جانا تھا دوم عرب میں ایک نئے خلیفہ کا مقرر ہونا اور چاروں طرف سے ارتداد کا پھیلنا یہ سب باتیں مسلمانوں کو متوحش بنا رہی تھیں ان حالات کو

[1] جُرف ایک میدان کا نام ہے جو مدینہ کے باہر واقع ہے۔

دیکھ کر یہود اور نصاریٰ نے سرکشی شروع کی پھر مسلمانوں کی قلت اور دشمنوں کی کثرت نے ہر خورد و کلاں کا دل ہلا دیا تھا۔ بقول ایک جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود کے اس وقت مسلمان بکریوں کے اس گلہ سے مشابہ تھے جو جاڑوں کے سرد اور بارش والی رات میں بے گلہ بان کے جنگل میں رہجائے۔

ان تمام مشکلات کو دیکھ کر صحابہ کرام رضؓ نے حضرت ابوبکر رضؓ سے کہا کہ اس وقت عرب کی یہ حالت ہے اور جو لوگ کہ لشکر اسامہ میں جا رہے ہیں وہ مسلمانوں کے چیدہ اور منتخب افراد سے ہیں۔ عرب کی حالت آپ کے پیش نظر ہے اس نازک وقت میں مسلمانوں کی جمعیت کو منتشر کرنا مناسب نہیں ہے حضرت ابوبکر رضؓ نے جواب دیا۔

ترجمہ۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر مجھ کو یہ بھی گمان ہوتا کہ درندے مجکو اٹھا لیجائیں گے تو بھی بہ تعمیل حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ کا لشکر ضرور بھیجتا اگر بستیوں میں سوائے میرے ایک شخص بھی باقی نہ رہتا تو بھی روانگی لشکر کا حکم ضرور دیتا۔

اس کے بعد بہ خیال مزید اہتمام مجمع عام میں ایک خطبہ دیا اور تیاری لشکر کی تاکید کی جب تمام لشکر جرف کے میدان پر جمع ہو گیا تو حضرت اسامہ امیر لشکر نے حضرت عمر رضؓ کی زبانی امیر المومنین کو کہلا بھیجا کہ مجکو اندیشہ ہے کہ میری روانگی کے بعد کفار خلیفہ رسول اللہ۔ حرم نبوی اور دیگر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑینگے اسلئے اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو میں معہ لشکر کے چلا آؤں حضرت ابوبکر رضؓ نے سنکر وہی جواب دیا جو اوپر مذکور ہوا۔

حضرت اسامہ۔ زید بن حارثہ کے بیٹے تھے جو رسول صلعم کے غلام مشہور تھے اس کے علاوہ یہ

ایک نوعمر آدمی تھے ان کی عمر اس وقت سترہ سال کی تھی یہ حالت دیکھ کر انصار نے حضرت عمر رضؓ کی معرفت یہ پیغام بھیجا کہ اگر لشکر بھیجتے ہی ہیں تو کسی شریف النسل اور سن رسیدہ تجربہ کار شخص کو امیر لشکر بنا کر بھیجئے یہ سُن کر حضرت ابوبکر رضؓ غصّہ سے بیتاب ہو کر کھڑے ہو گئے اور حضرت عمر رضؓ کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا کہ حضور سرور عالم نے جس اُسامہ کو امیر لشکر بنایا ہے تو کیا میں اُس کو برطرف کر دوں؟ اس کے بعد اس لشکر کو خود رخصت کرنے کے لئے تشریف لے گئے حضرت اُسامہ گھوڑے پر سوار تھے اور حضرت ابوبکر رضؓ ان کی رکاب میں پیدل چلے جا رہے تھے اور اُن کا کوتل گھوڑا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف پکڑے ہوئے تھے اسامہ نے کہا کہ امیر المومنین یا تو آپ بھی سوار ہو جائیں یا مجھے اُترنے کی اجازت دیں حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ نہ میں خود سوار ہونگا اور نہ تم کو پیادہ پا چلنے کی اجازت دونگا اگر میں ایک ساعت راہ خدا میں اپنی قدم خاک میں آلودہ کروں تو میری کیا شان جاتی ہے۔

یہ عزت اور تعظیم اصل میں مسلمانوں کے دل میں زمانہ جاہلیت کے اس شائبہ کو دور کرنے کی غرض سے تھی جو اُن میں باقی رہ گیا تھا کہ وہ کمسن اور غلاموں یا غلام زادوں کو نظر حقارت سے دیکھا کرتے تھے۔

اس لشکر میں حضرت عمر رضؓ بھی شامل تھے۔ اور انکا مدینہ میں رہنا خلیفہ وقت کی امداد کے لئے ضروری تھا اس لئے خود حضرت ابوبکر رضؓ نے اُسامہ سے درخواست کی کہ اگر تم مناسب سمجھو تو عمر رضؓ کو میری مدد کے لئے چھوڑ جاؤ اُسامہ نے اجازت دیدی۔

یہ درخواست بھی اُمت کے لئے جمہوریت کا ایک سبق تھا کیونکہ اُسامہ رسول صلعم کے مقرر کردہ سردار تھے اس لئے سرور عالم کے حکم کا احترام کرتے ہوئے خود درخواست کی اور خود روکنا مناسب نہ سمجھا۔

رخصت کرتے وقت حسب ذیل وصیت فرمائی۔

ترجمہ۔ اے لوگو! کھڑے ہو جاؤ میں تم کو دس حکم سناتا ہوں ان کو میری طرف سے اچھی طرح یاد رکھنا (۱) خیانت نہ کرنا (۲) دھوکا نہ دینا۔ (۳) سردار کی نافرمانی نہ کرنا (۴) کسی شخص کے اعضا مت کاٹنا۔ (۵) کسی بچے۔ بوڑھے یا عورت کو قتل نہ کرنا (۶) کھجوریا اور کسی میوہ دار درخت کو نہ کاٹنا نہ جلانا (۷) بکری۔ گائے یا اونٹ کو سوائے غذا کی ضرورت کے نہ مارنا (۸) تم کو ایسے لوگ ملیں گے جو عبادت گاہوں میں گوشہ نشین ہو کر زندگی بسر کرتے ہوں گے تم اونکو اُن کے حال پر چھوڑ دینا (۹) اور تم کو ایسے آدمی ملیں گے جو تمہارے پاس طرح بہ طرح کے کھانے برتنوں میں رکھہ کر لائیں گے جب تم ان کھانوں کو یکے بادیگرے کھاؤ تو خدا کا نام لیتے جانا (۱۰) اور تم کو ایسی قوم بھی ملیگی جن کے سر کے بال بیچ سے منڈے ہونگے اور پٹھے چھوٹے ہوں گے اُن کو تازیانہ کی سزا دینا۔ خدا کا نام لیکر روانہ ہو اللہ تعالے تم کو دشمن کے حربہ اور طاعون کے حملے سے محفوظ رکھے

یہ لشکر حضور سرور عالم کی وفات کے ٹھیک اُنیس روز بعد یکم ربیع الثانی سنہ ۱۱ھ کو مدینے سے روانہ ہوا۔ ملک شام کے متصل پہنچکر بلاد قضاعہ کو تاخت و تاراج کیا اور چالیس روز کے بعد نہایت کامیابی کے ساتھہ مدینہ میں بخیریت واپس آیا۔

اس مُہم کا اُس وقت بھیجنا نہایت مفید ثابت ہوا کیونکہ اسلام کے دشمنوں اور مخالفوں کو جب اس لشکر کی روانگی کا حال معلوم ہوا تو اُن کے دل میں یہ بات جم گئی کہ اگر مسلمانوں میں

پوری قوت اور اتحاد نہ ہوتا تو ایسے وقت میں غسانیوں کے مقابلہ میں ہرگز فوج کشی نہ کر سکتے اور اس طرح تمام قبائل میں اسلام کی عظمت اور شان کی دہاک بندھ گئی۔

مرتد لوگوں کی فتنہ انگیزی

نجد اور یمن کے باشندے اور بعض صحرا نشین قبیلے اگرچہ مسلمان ہو چکے تھے مگر اُن کے دلوں میں اسلام نے ابھی جڑ نہیں پکڑی تھی چنانچہ کلام مجید میں اللہ تعالےٰ نے اُن کے بارہ میں اس طرح فرمایا ہے۔

عبارت قرآن مجید	ترجمہ
قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔	دیہاتی عرب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ان سے کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ اسلام (تو) لائے (مگر) ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

حضور سرور عالم کی وفات پر اُن کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب ہم کو فرایض اسلامی کے ادا کرنے میں آزادی ہو گئی ان پر جو چیز سب سے زیادہ گراں تھی وہ زکوٰۃ تھی چنانچہ اُنھوں نے اُس کو بند کر دیا۔

اس کے علاوہ چند مدعیان نبوت بھی میدان خالی دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور بہت سے نو مسلم قبائل ان کے اثر میں آ گئے۔ جس کی تشریح یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد بہت سے قبیلوں نے اپنے ایلچی رسولؐ صلعم کی خدمت میں روانہ کئے اور مسلمان ہوئے چنانچہ ۹ھ کا نام بھی سنۃ الوفود ہو گیا (دیکھو سوانح عمری محمد صلعم

اسی زمانہ میں یمن کے ایک زبردست قبیلے بنو حنیفہ نے اپنا وفد حضور سرور عالم کی خدمت میں روانہ کیا ان لوگوں میں مسیلمہ بھی تھا یہ تحقیق نہیں کہ مسیلمہ دیدار نبوی سے مشرف ہوا یا نہیں بہرحال یہ وفد مسلمان ہو کر یمن کو واپس گیا اور اُن کی واپسی پر تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

سنہ ۱۰ھ کے آخر میں حضرت خالدؓ بن ولید اہل یمن کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے مگر انکی چھ ماہ کی کوشش بیکار گئی اس کے بعد حضرت علی رضؓ بھیجے گئے اور ان کے استقبال کو اہل یمن کے خاص خاص لوگ سرحد پر آئے صبح کی نماز باجماعت حضرت علی رضؓ نے ادا فرمائی بعد نماز سب اہل یمن صف بستہ سامنے کھڑے ہو گئے حضرت علی رضؓ نے نہایت فصاحت سے بعد حمد الٰہی فرمان رسالت سب کو مخاطب کر کے سنایا اور تلقین اسلام کی اس کا یہ اثر ہوا کہ اسی دن تمام قبیلہ ہمدان کا مسلمان ہو گیا بعد کامیابی حضرت علی رضؓ واپس ہوئے اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر بمقام عرفات حضور سرور عالم سے آملے۔

غرض کہ ملک یمن محض تبلیغ کے اثر سے مسلمان ہوا سنہ ۹ھ میں زکوٰۃ فرض ہو گئی تھی اسلئے حضورؐ نے اُس کے واسطے عمال مختلف اطراف عرب میں مقرر فرمائے اور یمن میں باذان کو مثل سابق تمام یمن کا حاکم یا عامل مقرر کیا۔ باذان کی وفات کی خبر حجۃ الوداع کے زمانہ میں پہنچی آپ نے اسُی وقت جدید انتظام فرمایا یعنی ملک یمن مختلف حصّوں میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر حصّہ پر جداگانہ عامل مقرر ہوا۔ حضرت معاذ بن جبل اس خدمت پر معمور ہوئے کہ تمام ملک یمن میں دورہ لگا کر احکام اسلام جاری کرتے رہیں۔

اسی عرصہ میں ایک شخص اسود عنسی نامی یمن میں بمقام صنعاء پیدا ہوا اور دعویٰ نبوت کیا اسکو بہت جلد کامیابی ہوئی اور چند ہی روز میں اس نے ہر طرف آتش فساد روشن کر دی۔

قبیلہ بنی اسد میں طلیحہ نے دعویٰ نبوت کیا۔

اسود عنسی کی کامیابی دیکھ کر مسیلمہ کذاب بھی اٹھ بیٹھا اور دعوائے نبوت کرنے لگا اور تمام میں اعلان

کردیا کہ مجکو رسول اللہ نے اپنا شریک رسالت کرلیا ہے۔ چنانچہ اس نے ایک خط بھی رسول صلعم کی خدمت میں بھیجا جسکا مضمون یہ تھا۔

ترجمہ۔ میلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمدؐ رسول اللہ کے نام میں رسالت میں تمہارا شریک کیا گیا ہوں اس لئے آدھی زمین ہماری ہے اور آدھی قریش کی مگر قریشی ایسے ہیں جو ظلم کرتے ہیں۔

اس کے جواب میں یہ فرمان رسالت مدینہ سے جاری ہوا تھا۔

ترجمہ۔ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا محمدؐ رسول اللہ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام بعد حمد۔ سلام ہو اسپر جو راہ راست کے پیرو ہیں پھر یہ تحقیق ہے کہ ساری زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور عاقبت پرہیزگاروں کے حصہ میں ہے۔

حضور سرور عالم نے حسب عادت اوّل ان مدعیان نبوت کو بذریعہ پند و نصیحت سمجھایا چند مرتبے خطوط روانہ کئے مگر انپر کچھ اثر نہ ہوا یہاں تک کہ ان مرتدوں نے مسلمانوں پر ظلم اور جبر کرنا شروع کیا اور ایک جماعت فراہم کرکے مقابلہ کیا اور کشت و خون کا سلسلہ بھی جاری کردیا۔ جب نوبت یہانتک پُہنچی تو حضورؐ نے اس فساد کے دور کرنے کے لئے وہاں کے افسروں کے نام احکام جاری کئے اور یہ اہتمام مرض وفات کی شدت میں بھی جاری رہے۔ اسود عنسی کا تو خاتمہ حضورؐ سرور عالم کی زندگی ہی میں ہوگیا اور باقی مدعیان نبوت اور اُن کے پیرووں کی کیفیت بدستور حضورؐ کی وفات تک قائم رہی آیندہ کا حال جو زمانہ خلافت میں گذرا اُس کی مفصل کیفیت آیندہ آئے گی۔

جب حضورؐ عالم کی وفات کی خبر اطراف میں شایع ہوئی تو ان قبائل میں اور ان کے اثر یا دباؤ سے دوسرے نومسلم قبائل میں ایک اضطراب عظیم پیدا ہو گیا۔ اور تمام ملک یمن میں شورشش پھیل گئی۔ تمام عامل نکالدیئے گئے اور مرتدوں نے دخل کر لیا۔

اسود عنسی اگرچہ مرچکا تھا مگر اس کے حالی موالی اور لشکری ملک کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے تھے وہ پھر جمع ہو کر ایک لشکر عظیم بن گئے اسی کے ساتھ ساتھ اطراف مدینہ میں ارتداد اور سرکشی پیدا ہوئی مختصر یہ کہ مدینہ کے باہر صرف دو قبیلے ایسے باقی رہگئے جو اسلام پر قائم رہے یعنی قریش و ثقیف باقی تمام قبائل میں کم وبیش ارتداد کا مادہ پھیل گیا بعض قبیلے ایسے بھی تھے جن میں کچھ مسلمان رہے اور کچھ مرتد ہو گئے۔ ارتداد کا زور زیادہ تر یمن اور نواح مدینہ میں تھا۔ اور یہ لوگ سب کے سب جدید الاسلام تھے۔

اس زمانہ میں جو لوگ معرکہ پسند تھے اُنہوں نے اپنے عروج اور حکومت کا ذریعہ یا حیلہ دعوے نبوت و ارتداد قرار دے رکھا تھا۔

واقعات ذیل سے مذکورہ بالا بیان کی صحت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

قبیلہ بنی عامر میں سردار عامر بن الطفیل علانیہ کہتا تھا کہ مجکو تمام عرب کی امارت کا حق حاصل ہے ایک عرب کے حکم کی پیروی کسطرح کر سکتا ہوں۔

قبیلہ غطفان قبیلہ بنی اسد کا حلیف تھا۔ غطفانی کہتے تھے کہ ہم اپنے حلیف اسدیوں کے نبی طلیحہ کو چھوڑ کر رسُول قریشی کی پیروی کس طرح کر سکتے ہیں جب کہ ان کے نبی نے وفات پائی اور ہمارا نبی زندہ ہے۔ طلیحہ کی قابلیت کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ اس نے نماز کے ارکان میں سجدہ موقوف کر دیا تھا۔

قبیلہ عبد القیس میں مرتدوں کا نشان بردار غرور نعمان بن منذر کا پوتا تھا۔ یہ نعمان بن منذر اسُ

خاندان حمیر کی آخری یادگار تھا جس نے صدہا سال یمن میں حکومت کی تھی۔
اس زمانہ میں مدعیان نبوت کی گرم بازاری اسدرجہ بڑھ گئی تھی کہ دیکھا دیکھی سجاح نامی ایک عورت بھی مدعیہ نبوت بن بیٹھی۔ اس نے یمن میں نبوت کا اعلان کیا قبیلہ بنی تعلب جو نصرانی تھا اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر اس کی امت میں داخل ہو گیا۔ مسیلمہ ایک بڑا ہوشیار اور چالاک شخص تھا جب اس نے اس مدعیہ نبوت کی شہرت دیکھی تو اُس نے اس عورت سے نکاح کر لیا اور اُس کے مہر میں دو وقت کی نماز معاف کردی۔ ایک صبح دوسری عشا کی، وجہ یہ بتائی کہ ان سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے بعد اپنے حکم سے شراب اور زنا حلال کر دیا کہ اس سے لوگوں کو فرحت پہنچتی ہے۔
مگر یہ تمام قبائل وہی تھے جو نو مسلم اور جدید الاسلام تھے مگر ایک شخص بھی ایسا مرتد نہیں ہوا جو قدیم الاسلام تھا حضرت ابو بکرؓ نے اپنی فراست ایمانی سے شروع ہی میں ان ہنگاموں کی قوت کا اندازہ کر لیا تھا چنانچہ جب یمن سے ابتداً قاصد آئے تو خط دیکھ کر فرمایا کہ ابھی ذرا صبر کرو اس کے بعد جو اطلاع آئیگی اُس میں اس سے بھی زیادہ گرم خبریں ہوں گی اور ایسا ہی ہوا۔
اس کے چند ہی روز بعد سے امرا رسلین کے خطوط آنے لگے جن میں کہ مرتد قبیلوں کے مظالم درج تھے۔ جو اُنھوں نے مسلمانوں پر شروع کر دیے تھے۔
نواح مدینہ کے قبائل نے مرتد ہو کر بالاتفاق مدینہ کا رخ کیا۔ بنی اسد مقام سمیرا یہ۔ فزارہ اور عطفان کا ایک حصہ جنوب مدینہ میں ثعلبہ و مرہ و عبس کا ایک حصہ مقام ابرق میں اور ان کا دوسرا حصہ مقام ذوالقصہ میں آکر خیمہ زن ہو گیا۔
اسی دوران میں حضرت عمرو بن العاص اس راستہ سے مدینہ آئے اور حضرت ابو بکرؓ سے بیان کیا کہ مقام دبار سے مدینہ تک برابر مرتد فوجیں پڑی ہوئی ہیں ان مرتد فوجوں نے جب مدینہ کو

پورے طور پر گھیر لیا تو پھر اپنا قاصد دربار خلافت کو روانہ کیا اور یہ محاصرہ انہوں نے اسقدر ہوشیاری اور تیزی سے کیا کہ ان کے قاصد حضور سرور کائنات کی وفات کے دسویں روز مدینہ پہنچ گئے۔

مدینہ پہنچکر یہ قاصد مختلف عمائد کے یہاں مقیم ہوئے مگر حضرت عباسؓ نے کسی قاصد کو اپنے گھر نہیں ٹھہرنے دیا۔ ان قاصدوں نے اوّل تو اپنے میزبانوں سے گفتگو کی پھر متفق ہو کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور بالاتفاق خلیفہ سے انہوں نے یہ درخواست کی کہ ہم سے نماز پڑھوالو مگر زکوٰۃ معاف کردو۔ حضرت ابوبکرؓ نے تمام صحابہ کرام کو جمع کرکے مشورہ طلب کیا سب نے یہ رائے دی کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ حضرت عمرؓ سے جب مشورہ طلب کیا تو انہوں نے جواب دیا۔

ترجمہ۔ اے خلیفہ رسول اللہ ان لوگوں کے ساتھ تالیف قلوب اور نرمی کا برتاؤ کیجیے۔

اس پر صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

ترجمہ۔ یہ کیا! تم ایام جاہلیت میں تو بڑے سرکش تھے یہ کیا ہوا کہ مسلمان ہو کر تم ذلیل و خوار ہو گئے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ دین کمال کو پہنچ چکا کیا میری زندگی میں اس میں کچھ کمی بیشی کیجا سکتی ہے۔ اللہ کی قسم اگر زکوٰۃ میں سے ایک رسّی کا ٹکڑا بھی لوگ دینے سے انکار کریں گے تو میں جہاد کا حکم دونگا۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ کلام سنکر مجھ پر منکشف ہو گیا کہ اللہ نے ابوبکرؓ کا دل جہاد کے لئے کھول دیا ہے صحابہ کرامؓ کے مشورہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اُن کی درخواست مسترد کردی اور قاصد ناکام واپس گئے۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ اُسامہ کا لشکر مدینہ سے رخصت ہو گیا تھا قاصدوں نے اپنے قبیلوں میں جا کر مسلمانوں کی بے سروسامانی اور قلت فوج کا ذکر کیا۔

قاصدوں کو رخصت کرکے حضرت ابوبکرؓ نے مدینہ کی حفاظت کا بندوبست کیا۔ شہر کے ناکوں پر

حضرت علی رضؓ۔ حضرت زبیر رضؓ حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت عبد اللہ رضؓ بن مسعود کو مقرر کیا اور تمام مدینہ کے لوگوں کو جمع کرکے حکم سُنایا کہ عرب میں ارتداد کی ہوا چل رہی ہے اُن کے قاصد تمہاری حالت اپنی آنکھوں سے دیکھہ گئے ہیں دشمن کے بعض حصّے مدینہ سے صرف ایک منزل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہیں نہ معلوم کس وقت تم پر آن ٹوٹیں مرتدوں کو اُمید تھی کہ ہم ان کی درخواست کو منظور کرلیں گے مگر وہ رد کردی گئی لہذا تم کو ہر وقت مسلح اور مستعد مسجد نبوی میں حاضر رہنا چاہئے اس حکم کو سُنکر تمام اہل مدینہ ہوشیار ہوگئے۔

قاصدوں کی واپسی کے بعد تیسرے دن دشمنوں نے مدینہ پر حملہ کردیا فوج کا ایک حصّہ ان کی امداد کے لئے مقام ذی حسیؓ میں تیار تھا۔ جب دشمن مدینہ کے ناکوں تک پُہنچا تو یہاں کے مُسلمان محافظ ہوشیار اور تیار تھے اُنھوں نے حملہ روک کر حضرت ابوبکر رضؓ خلیفہ وقت کو خبر دی امیر المومنین نے کہلا بھیجا کہ تم اپنی جگہ پر جمے رہو میں ابھی موقع پر آتا ہوں اور فوراً ہی اہل مدینہ کی جمعیت لیکر موقع پر جا پُہنچے اور یکدم دشمنوں پر حملہ کردیا یہ حملہ اسقدر سختی سے کیا گیا کہ دشمن تاب نہ لاسکا اور میدان چھوڑ کر بھاگا۔ مُسلمانوں نے مقام ذی حسی تک تعاقب کیا اس جگہہ دشمن کی امدادی فوج نے مشکوں کو ہوا سے پھولا کر رکھ چھوڑا تھا جب مُسلمانوں کے اونٹ سوار وہاں پُہنچے تو وہ مشکیں اُن کے سامنے لڑکا دیں اونٹ چونکہ قدرتاً اس شکل سے بہت ڈرتا ہے آگے نہ بڑھے اور پیچھے کو بھاگے یہانتک کہ مدینہ آکر دم لیا۔ دشمن نے سمجھا کہ مُسلمان بھاگ گئے اس سے انکی ہمت بڑھی اور مقام ذی حسی کی پشت پر جو فوج بمقام ذوالقصہ پڑی ہوئی تھی اُسکو بھی بلالیا اور کل جمعیت کے ساتھ ذی حسیؓ میں مدینہ کے قریب جمع ہوگئے۔

حضرت ابوبکر رضؓ نے بھی اُسی دن دوسرے حملے کا انتظام کیا اور راتوں رات کوچ کرکے صبح ہوتے

ہوتے مرتدوں کے لشکر پر چھاپا جا مارا مسلمانوں کے یکایک آجانے اور اس مستعدی سے حملہ کرنے سے دشمن بدحواس ہوگیا اور انکا سردار لشکر حبال جو طلیحہ مدعی نبوت کا قوت بازو تھا میدان جنگ میں مارا گیا باقی لشکر ہزیمت کھا کر بھاگا حضرت ابوبکر رضؓ نے ذوالقصہ تک ان کا تعاقب کیا اور اس جگہ حضرت نعمان بن مقرن کو معہ ایک دستہ فوج کے متعین کیا اور خود مدینہ واپس آئے۔

اس شکست نے دشمن کو اور خونخوار بنا دیا اور ان کے جوش کو زیادہ کر دیا اور ان کے تمام قبائل نے اپنے یہاں کے مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دینا شروع کیں اور جب دیکھا کہ وہ اپنے اسلام سے نہیں پھرتے تو قتل کرنا بھی شروع کر دیا اور یہانتک بے دردی سے کام لیا کہ بعض کے اعضا کاٹ ڈالے اور بعضوں کو زندہ آگ میں جلا دیا، اول قبیلہ ذبیان اور عبس نے یہ سفاکی شروع کی پھر رفتہ رفتہ ان کے تمام قرب و جوار کے قبائل میں پھیل گئی۔

جب ان کے مظالم کی اطلاع حضرت ابوبکر رضؓ کو ہوئی تو آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ ان بیکس مسلمانوں کے خون کا بدلہ ضرور ان کفار سے لیا جائیگا۔

ادھر ذوالقصہ کی فتح کا اثر مسلمانوں پر یہ ہوا کہ وہ اپنے اسلام پر اور زیادہ مضبوط ہوگئے اور ان میں تازہ جوش پیدا ہوگیا چنانچہ بعض قبائل نے زکوٰۃ کا روپیہ مدینہ بھیجدیا۔

حضرت ابوبکر رضؓ جیش اسامہ کی واپسی کے منتظر تھے اور اس وقت تک مختلف تدابیر سے حدود مدینہ کا انتظام کرتے رہے یہاں تک کہ اسامہ کا لشکر بخیریت مدینہ آگیا اس لشکر کو مدینہ کی حفاظت کے لئے معمور کرکے خود دشمن کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے بقیہ فوج جمع ہوئی اور اس لشکر کے سردار خود امیر المومنین بنے۔

لوگوں نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ مدینہ ہی میں تشریف رکھئے اور بذات خاص دشمنوں کے مقابلہ پر نہ جائیے کیونکہ اگر آپ کو کوئی صدمہ پہنچا تو سارا انتظام امت درہم برہم ہوجائیگا۔

آپ اپنی طرف سے کسی کو امیر لشکر بنا کر بھیج دیجئے اگر وہ کام آئے تو دوسرا مقرر کر دیا جائے مگر آپ نے لوگوں کی یہ درخواست پسند نہ کی اور خود تمام لشکر کو لیکر روانہ ہوئے۔

پہلا پڑاؤ مقام ابرق پر کیا۔ وہاں قبیلہ بنی عبس سے مقابلہ ہوا تھوڑے ہی کشت و خون کے بعد دشمن شکست کھا کر بھاگا اور مقام ابرق پر پورا قبضہ مسلمانوں کا ہو گیا۔ پھر آگے بڑھ کر بنی ذبیان پر حملہ کیا وہ بھی میدان چھوڑ کر بھاگے۔ اور ان کی چراگاہیں بموجب فرمان خلافت مجاہدین کے گھوڑوں کے لئے وقف کر دی گئیں۔

اب لشکر اسامہ مدینہ میں آگیا تھا زکوٰۃ کا روپیہ کافی مقدار میں وصول ہونے لگا تھا اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے ارادہ کیا کہ ان مرتدوں کا جب تک پورا استیصال نہ ہوگا یہ اپنے فتنہ انگیزیوں سے باز نہ آئیں گے اگر تاخیر کی تو ان کا برا اثر دوسرے قبیلوں پر پڑ کر آسان کام کو دشوار بنا دیگا۔

زمانہ خلافت میں فوجی انتظام زمانہ رسالت اور خلافت میں ملازمت کا کوئی سلسلہ نہ تھا۔ صرف قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص اسلام لے آتا وہ اپنے اوپر خدمت اسلامی بھی ضروری سمجھتا اس لئے مسلمانوں کے تمام کام محض رضائے الٰہی کے لئے ہوتے تھے اس لئے فوج کا کام بھی رضاکار تھا اور ہر مسلمان والنٹیر یعنی رضا کار تھا۔

فوج کے فراہم کرنے کا یہ طریقہ تھا کہ ایک شخص جب فوج کا سردار مقرر ہو کر مہم پر مامور کیا جاتا تو اسکی ہمراہی کے لئے قبائل نامزد ہو کر احکام جاری کئے جاتے تھے۔ زمانہ رسالت میں خود حضور سرور عالم اپنے دست مبارک سے نشان یا جھنڈا فوج کا تیار کرکے سردار فوج کو عنایت کیا کرتے تھے اور یہی طریقہ زمانہ خلافت میں بھی جاری رہا۔ اس نشان کو لیکر وہ سردار پڑاؤ پر خیمہ زن ہوتا اور میعاد معین کے اندر اس قبیلے کے لوگ جھنڈے کے نیچے آکر جمع ہو جاتے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ یہ نشان فوجی سردار لیکر نامزد شدہ قبیلے کے سرزمین میں گذرتا اور اس قبیلہ کا سردار نشان

کے ساتھ ہولیتا اور پھر وہ نشان کسی خاص مقام پر نصب کر دیا جاتا اور میعاد فراہمی مقرر کردی جاتی ہر قبیلہ کا سردار اپنے اپنے قبیلوں کے آدمی جمع کرکے نشان کے نیچے بھیجدیتا اور اس طرح میعاد مقررہ میں پورا لشکر فراہم ہوجاتا۔

یہ لوگ اپنے اپنے ہتیار اپنے ساتھ لاتے کیونکہ اُس زمانہ میں عرب کا بچہ بچہ ہتیار بند تھا اور جس کے پاس ہتیار اور سواری نہ ہوتی اُس کی امداد خزانہ سے کیجاتی۔

مرتدین کا استیصال فوجوں کی روانگی

حضرت ابوبکر رضؓ نے مدینہ آکر دم نہ لیا اُسامہ کا لشکر تازہ دم ہوگیا تھا اُس کو اپنے ہمراہ لیکر مدینے سے باہر نکلے اور مقام ذوالقصہ میں جو مدینے سے جانب نجد بارہ میل کے فاصلہ پر ہے پڑاؤ ڈالا۔ وہاں گیارہ جھنڈے گیارہ سرداروں کو دے کر فوج کے دستے ان میں تقسیم کردیے اور مختلف اطراف میں روانہ کئے جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) خالدبن ولید۔ طلیحہ بن خویلد اسدی کی طرف مقام بزاخہ میں اور جب اسکا استیصال ہوجائے تو بطاح میں مالک بن نویرہ کی سرکوبی کے لئے بڑھیں۔

(۲) عکرمہ بن ابی جہل — میلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے مقرر ہوئے۔

(۳) شرجیل بن حسنہ — عکرمہ کی امداد کے لئے مامور ہوئے۔

(۴) مہاجر بن ابی اُمیہ — صنعا میں انبار کی امداد کے لئے تعینات ہوئے۔

(۵) حذیفہ بن محصن — عُمان میں اہل دبّا کی طرف

(۶) عرفجہ بن ہرثمہ — اہل مہرہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا گیا اور حذیفہ کو یہ

بہی حکم دیا کہ ساتھ مِل جائیں اور جس کے رقبہ حکومت میں
دونوں ملیں وہی سردار رہے۔

(۷) سوید بن مقرّن — تہامۂ یمن کی طرف

(۸) علاء بن الحضرمی — بحرین کی جانب

(۹) طریفہ بن حاجز — بنی سلیم اور اُن کے حمایتی بنی ہوازن کی سرکوبی کے لئے

(۱۰) عمرو بن العاص — قبیلہ بنی قضاعہ کی استیصال کے لئے

(۱۱) خالد بن سعید — مشارف شام کی طرف

اس کے ساتھ ہی مرتدین عرب کے نام ایک اعلان عام جاری کیا جس کا خلاصہ ذیل میں درج ہے

مجھ کو تم لوگوں میں سے اُن کا حال بخوبی معلوم ہوگیا ہے جو پیشتر مسلمان ہوئے تھے اور اب اس اسلام کو چھوڑ بیٹھے ان لوگوں نے اپنی نادانی اور عدم توجہی سے اللہ تعالےٰ کو نہیں پہچانا اور اپنے نفس کے مطیع ہوکر شیطان کے قریب آگئے حالانکہ وہ انسان کا جانی دشمن ہے۔ میں تمہارے پاس فلاں سردار کو مہاجرین اور انصار کی فوج کے ساتھ روانہ کرتا ہوں وہ تم کو اللہ کی طرف متوجہ کریگا اور دعوتِ اسلام دیگا۔ جو شخص اُس کی بات کو مان لیگا اور نیک کام کریگا تو اُس سے نہ وہ لڑے گا اور نہ اُس کو وہ قتل کرے گا اور جو شخص مرتد رہے گا اور اپنی حرکات سے باز نہ آئیگا او سپر وہ تلوار اُٹھائیگا اور کسی سے بجز اسلام کے اور کچھ قبول نہ کریگا۔

میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ وہ میری اس تحریر کو مجمع عام میں سُنا دے اور نشانی یہ

یہ بتائی ہے کہ جس بستی کے لوگ اذان پکاریں اُن سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے۔

خاص ہدایات کے علاوہ بعض عام احکام بھی تھے جو کل سرداران فوج کے واسطے دستورالعمل تھے فرمان بالا کی نسبت حکم تھا کہ لشکر کے آگے آگے قاصد لیکر جائیں اور لشکر پہنچنے سے پہلے مجمع عام میں بہ آواز بلند پڑھ کر سنا دیں۔ اور فراہم کرنے کا ذریعہ اذان ہو جو لوگ اذان سنکر جمع ہو جائیں ان کو احکامات خلافت سنائے جائیں جو جمع نہوں اُن سے مقابلہ کیا جائے۔

طُلیحہ بن خویلد اسدی مدعی نبوت

حضرت خالد بن ولید کا تقرر طُلیحہ مدعی نبوت کی سرکوبی کے لئے ہوا تھا۔ یہ شخص طُلیحہ قبیلہ بنی اسد کا سردار تھا جب اس نے حضور سرور عالم کی علالت کی خبر سُنی تو اُس کو یہ تمنّا ہوئی کہ اس وقت نبوت کا دعوے کر کے ملک میں اپنا نام روشن کرنے کا بہت اچھا موقع ہے چنانچہ اُس نے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا قبیلہ بنی اسد جس کا یہ سردار تھا اس کے ساتھ ہو گیا قبیلہ بنی طے چونکہ اس قبیلے کا حلیف تھا اس لئے انہوں نے بھی قبیلہ بنی اسد کا ساتھ دیا بنی غطفان کے لوگ بھی بجز چند خاص نفوس کے ان میں شامل ہو گئے۔ اس طرح طلیحہ کے پاس ایک کثیر جماعت جمع ہو گئی اور سرزمین نجد میں چشمہ بزاخہ کے گرد ان سب کا اجتماع ہوا۔

اسوقت مدینہ میں حاتم طائی کے بیٹے حضرت عدی موجود تھے چونکہ طلیحہ کے ساتھ عوام قبیلہ طے کا بڑا مجمع تھا اسلئے حضرت ابوبکر رض نے عدی بن حاتم طائی کو اول روانہ کیا تا کہ وہ اپنے قبیلہ کو ہدایت اور فہمایش کر کے تباہی سے بچالیں۔ آگے آگے حضرت عدی اور اُن کے پیچھے لشکر اسلام روانہ ہوا عدی نے منزل مقصود پر پہنچکر اپنے قبیلہ کے لوگوں کو جمع کیا اور سمجھایا

کہ تم مرتد لوگوں کا ساتھ نہ دو ورنہ لشکر اسلام جو میرے پیچھے آرہا ہے تم کو برباد کردیگا۔
بڑی مشکل سے ان کی نصیحت کارگر ہوئی اتنے میں لشکر اسلامی بھی قریب اُنکی حدود کے پُہنچ گیا
لہذا اُنھوں نے اطاعت کے ساتھ عدی سے یہ درخواست کی کہ اب ہم کو تین روز کی مُہلت
دی جائے تاکہ ہم اپنے اہل وعیال کو طلیحہ کے لشکر سے نکال لائیں ورنہ ہماری اطاعت کی خبر اُنکو
مصیبت میں ڈال دیگی۔ اور ہماری مخالفت سے یا تو طلیحہ ہمارے لوگوں کو مارڈالے گا یا پکڑ کر
رہن رکھ لیگا اس لئے اب ہماری واپسی تک حضرت خالد کے لشکر کو روک دیا جائے۔ حضرت
عدی خالد کے پاس گئے اور کہا تین روز تک آپ صبر کریں میرے قبیلہ سے انشاءاللہ پانچسو
جنگ جو آپکو مل جائیں گے جس سے آپ دشمنوں پر غالب آسکتے ہیں حضرت خالد نے اُنکی
بات مان لی۔ اس عرصہ میں بنی طے اپنے بھائی بندوں کو مقام براخہ سے امداد کے حیلہ سے
نکال لائے اور تجدید اسلام کے بعد حضرت خالد کے پاس حاضر ہوگئے اس طرح یہ مہم بغیر کسی تشدد
اور خونریزی کے نہایت آسانی سے طے ہوگئی۔

اس کے بعد حضرت خالد نے قبیلہ طے کی طرف رخ کیا حضرت عدی نے کہا کہ قبیلہ طے مثل
ایک ایسے پرند کے ہے جس کا ایک بازو جدیلہ ہے اس لئے مجکو اجازت دیجئے تاکہ میں اُنکو
بھی فہمائش کروں اور سمجھا بجھا کر راہ راست پر لاؤں اس کی اجازت دی گئی اور نتیجہ حسب مراد
نکلا جب حضرت خالد اس مہم سے فارغ ہو کر آگے بڑھے تو ان دونوں قبیلوں کے ایک ہزار
آدمی حضرت خالد کی رکاب میں تھے اور اسلامی خدمت کے لئے کمربستہ تھے۔

مورخین نے حضرت عدی کی اس کوشش بلیغ پر ان کو بنی طے کے بہترین فرزند
کا لقب عطا کیا ہے اور درحقیقت عدی کی یہ کارگذاری نہایت عظیم الشان ہے اس سے
اسلام کو مدد پُہنچنے کے علاوہ خود اُن کا قبیلہ دین اور دُنیا کی برکتوں سے مالا مال ہوگیا۔

حضرت خالدرضؓ اپنی فوجیں لیکر بزاخہ روانہ ہوئے اور طلیحہ کی فوج سے مقابلہ کیا مگر دشمن کی فوج مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگی اس کی فوج منتشر ہوگئی اور طلیحہ شام کو بھاگ گیا اور وہاں پہنچکر دوبارہ مسلمان ہوا ایک مرتبہ طلیحہ ادائے عمرہ کو مکہ جاتا تھا کسی نے آکر حضرت ابوبکر رضؓ کو اطلاع دی کہ طلیحہ جارہا ہے حکم ہو تو گرفتار کرلیں آپ نے فرمایا وہ داخل اسلام ہوچکا ہے اسلئے آزاد ہے۔

کچھ زمانہ کے بعد ہر قسم کی ذلت وخواری اُٹھاکر عہد فاروقی میں مدینہ آیا حضرت عمر رضؓ نے اس کو دیکھ کر کہا کہ اے کاذب تیرا ہی دعوےٰ تھا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے کہ اللہ مجھے رسوا نہ کریگا اس نے کہا کہ اے امیرالمومنین یہ سب کفر کے فتنے تھے جس کو میرے اسلام نے مٹادیا اب، آپ مجھ پر رحم فرمایے اور سختی کا برتاو نہ کیجیے اور طلیحہ نے پھر بیعت کی۔

قبیلہ بنی تمیم اور مالک بن نُوَیرہ

یہ نام جو اوپر درج ہیں گذشتہ بیانات میں اکثر جگہ آئے ہیں یہاں اُن کی اجمالی کیفیت درج کی جاتی ہے۔

رسُول صلعم نے قبیلہ بنی تمیم میں چند سردار مقرر کیے تھے۔ جن میں۔ زبرقان بن بدر قیس بن عاصم وکیع بن مالک اور مالک بن نویرہ بھی تھے زمانہ ارتداد میں ان میں سے کوئی مرتد ہوگیا کوئی اسلام پر قائم رہا اور کوئی دہریہ اور مذبذب ہوگیا۔

اسی دوران میں قبیلہ تمیم کی بنی یربوع کی شاخ بنی تغلب میں سے ایک عورت سجاح بنت حارث نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ بنی تغلب کے نصاریٰ اس کی امت میں داخل ہوگئے مالک بن نویرہ مشہور شیخ عالی خاندان سے تھا نہایت بہادر اور عمدہ سوار اور تمام



عرب کا مشہور بت خانہ الدیر

بت خانہ الدیر - یہ عرب کا بت خانہ اُس زمانہ مین ایک عجائبات سے خیال کیا جاتا تھا - اسکے بانی نے پہاڑ کو تراش کرا ور اسکو اندر سے کھو کھلا کر کے نہایت خوبصورتی کے ساتھ تعمیر کیا تھا جب یہاں کے بت پرست مسلمان ہوگئے تو خود انہون نے اپنے ہاتھ سے اسکو برباد کر دیا برباد شدہ حالت اسوقت تک موجود ہے جو سیاح جاتا ہے نہایت حیرت سے اسکو دیکھتا ہے (متعلق حیات حضرت ابوبکر صدیق صفحہ ۵۱)

(متعلق صفحہ ۵۱۴)

سپاہیانہ اوصاف سے مرصع اس کی بی بی خوبصورتی کے لئے تمام عرب میں مشہور تھی۔
مسماۃ سجاح نے جب اپنی قوت کا اندازہ کرلیا تو مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا اور مشورہ کے لئے مالک بن نویرہ کو بلایا اُنھوں نے یہ مشورہ دیا کہ بنی تمیم کے بعض قبائل تمہارے خلاف ہیں پہلے ان کو اپنے قابو میں کرلو اس کے بعد باہر قدم نکالنا۔
وکیع بن مالک بھی اس عورت کے ساتھ ہولئے اور اس نے اپنے مخالف بنی تمیم سے جنگ شروع کردی مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔
جب اس کو یہاں کچھ زیادہ کامیابی نہ ہوئی تو مسیلمہ کذاب سے ملنے کے لئے یمامہ پہنچی اس مدعی نبوت نے اچھا موقع دیکھ کر اس عورت سے صلح کرلی اور نکاح کرلیا۔ مسیلمہ کذاب نے اس سے پیشین گوئی سیکھی اور اس کو اپنا فن شاعری سکھایا۔
سجاح کے عقد نے اس کی امت پر برا اثر ڈالا اس کی فوج اس سے پھر گئی اور مالک بن نویرہ کو جو اُن کا سالار لشکر تھا اپنا سردار بنالیا۔
اسی زمانہ میں حضرت خالد بن ولید اپنی فوج لیکر اس طرف آئے چونکہ ملکہ سجاح کی جمعیت منتشر ہوچکی تھی اور رؤسا بنی تمیم بھی اپنے کئے پر پشیمان ہوگئے تھے اس لئے اُنھوں نے اطاعت قبول کرلی اور مال زکاۃ کا حضرت خالد بن ولید کے پاس بھیجدیا۔ مگر مالک بن نویرہ نے خالد کی قطعی پرواہ نہ کی اور اپنے قبیلہ کو حکم دیا کہ وہ محفوظ جگہ چلا جائے۔ اور خود بھی ایک محفوظ جگہ چلدیا۔
حضرت خالد بن ولید جب مقام بطاح پر پہنچے تو کسی شخص کو یہاں نہ پایا دشمن کی چالاکی سمجھ گئے اور اپنی فوج کے دستے چاروں طرف تلاش کے لئے بھیجدیئے۔ ایک دستہ اس فوج کا مالک بن نویرہ کے مسکن پر جا پہنچا اور معہ ساتھیوں کے اس کو گرفتار کرکے حضرت خالد کے سامنے پیش کردیا ان قیدیوں میں اس کی بی بی بھی تھی۔ حضرت خالد نے اس کو دیکھ کر کہا کہ تم زکوٰۃ

دینے سے کیوں انکار کرتے ہو۔ مالک نے جواب دیا کہ جبکہ میں خدا کی عبادت بغیر خرچ کے کرسکتا ہوں تو پھر زکوٰۃ دینے سے کیا فائدہ چونکہ اس نے حکم خدا و رسولؐ سے انکار کیا لہٰذا خالد نے اُس کے قتل کا حکم دیا اور ضرار بن ازور نے اُس کو فوراً ہی قتل کر ڈالا۔

یہ خبر فتح اور قتل کی مدینہ میں پہنچی تو حضرت ابوبکر رضؓ نے افسوس کیا حضرت عمر رضؓ نے کہا کہ خالدؓ کی تلوار خوں ریز ہے انھوں نے خلاف کتاب اللہ کے ایک مسلمان کا خون کیا اور اگر یہ الزام صحیح ہے تو خالد رضؓ قید کیے جائیں حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ جب تلوار کو اللہ نے خود میان سے نکالا ہے اس کو ہم اور تم کس طرح میان میں رکھہ سکتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت ابو قتادہ انصاری نے مدینہ پہنچکر حضرت ابوبکرؓ سے شکایت کی اور اس قتل کو خلیفہ کے حکم کے خلاف قرار دیا انھوں نے بیان کیا کہ میں نے خود گرفتاری سے قبل ان مقتولین کو اذان دیتے سُنا تھا۔

بعضوں نے یہ بھی شکایت حضرت ابوبکر رضؓ سے کی کہ چونکہ مالک کی بیوی نہایت حسین ہے اسلئے اُس کے حسن نے خالد کو فریفتہ کرلیا اور ان شکایتوں نے یہانتک طول پکڑا کہ حضرت عمر رضؓ نے خالد کے قتل یا قید کی رائے پیش کی۔

خالد کا یہ جواب تھا کہ ان لوگوں نے قتل کے خوف سے اذان دیدی تھی۔

مگر حضرت عمر رضؓ کو اس جواب سے تسلی نہیں ہوئی ان کو خالد کے گرفتاری پر اصرار تھا۔

آخر حضرت ابوبکر رضؓ نے کہا کہ خالد پر زیادہ سے زیادہ یہ الزام ہے کہ انھوں نے بات بنا کر کہی اگر صرف یہی بات ہے تو یہ ان سے غلطی ہوئی۔ مگر اے عمرؓ تم خالد کے بارہ میں اپنی زبان کو روکو کیونکہ خالد وہ شخص ہے جس کو نبی صلعم نے سیف اللہ کا خطاب دیا تھا۔ پھر یہ خیال کرکے کہ جس شخص کے دل میں اسلام اور اس کی اشاعت با محبت ہو وہ ذاتی نفسانیت سے کبھی ایسا

کام نہیں کر سکتا۔ اور پھر حضرت ابوبکر رضؓ نے مالک کا خونبہا ادا کر دیا۔ اور خالد کا عقد زوجہ مالک بن نویرہ سے ہو گیا۔

چونکہ ابوقتادہ انصاری کی شکایت کا کچھ لحاظ نہیں کیا گیا اس لئے وہ خالد سے ناراض ہو کر بغیر ان کی اجازت کے اُن کی فوج سے نکل کر مدینہ چلے گئے چونکہ یہ انکا فعل فوجی نظام کے لحاظ سے قابل اعتراض تھا اس لئے حضرت ابوبکر رضؓ ان کی اس حرکت سے ناخوش ہوئے اور اس موقع پر ان کی بزرگی اور شان کا لحاظ نہ کر کے فوراً ان کو خالد کے پاس واپس بھیج دیا۔

مسیلمہ کذاب اور معرکہ کارزار

اگرچہ مرتدین عرب کے تمام معرکے نہایت سخت تھے مگر مسیلمہ کذاب کا معرکہ ان سب سے بڑھ کر تھا شہر یمامہ کا قبیلہ بنی حنیفہ تھا اور یہ آنحضرت صلعمؐ کی زندگی میں مسلمان ہو گیا تھا۔ مسیلمہ اس قبیلہ کا سردار تھا اور اُس کا یہ دعوےٰ تھا کہ مجھ کو رسول اللہؐ نے شریک رسالت کر لیا ہے اس کی یہ خواہش تھی کہ نصف ملک عرب میرے قبضہ میں رہے اور نصف قریش کے قبضہ میں مگر یہ بھی کہتا تھا کہ قریش نامنصف ہیں۔

نبوت کی تائید کے لئے نہار نامی ایک شخص اسکو مل گیا اس شخص نے مدینہ میں آکر شرف حضوری حاصل کر کے مسائل دین کی تعلیم حاصل کی تھی جب یہ ضروری مسائل سیکھ کر فارغ ہوا تو حضور صلعم نے اس کو یمن مامور کیا کہ وہاں پہنچکر مسلمانوں کو مسائل دین سکھائے اور اشاعت اسلام اور مسیلمہ کی نبوت کی تردید کرے جب یہ بدبخت شخص یمن پہنچا تو مسیلمہ سے مل گیا اور علانیہ شہادت دی کہ رسول صلعم سے میں نے خود سُنا ہے کہ مسیلمہ شریک نبوت ہے۔ اس کی تصدیق

سے ہزاروں آدمی گمراہ ہو گئے۔

ایک طرف تو اذان میں آنحضرت صلعم کی رسالت کا اعلان کیا جاتا تھا اور تکبیر کے وقت جب مسیلمہ شریک نماز ہوتا تو موذن سے تاکید کرتا کہ اشھد ان محمد الرسول اللہ خوب چلا کر کہو۔ اور دوسری طرف شراب اور زنا کی حلت کا اعلان کر دیا عیش پسند لوگ جو برسوں سے ترسے ہوئے تھے اس طرف رجوع ہو گئے ان اسباب سے مسیلمہ کی طرف لوگوں کی جماعت بڑھتی گئی اسپر یہ طرہ ہوا کہ سجاح مدعیہ نبوت سے مسیلمہ نے نکاح کر لیا تو اس کے لشکر سے مسیلمہ کی شان و شوکت اور دوبالا ہو گئی۔

دربار خلافت سے دو لشکر مسیلمہ کی سرکوبی کے لئے یکے بادیگرے روانہ ہوئے۔ ایک فوج حضرت عکرمہ کی زیر سپہ سالاری اور دوسری شرجیل بن حسنہ کی ماتحتی میں حضرت ابوبکر رض نے یہ حکم دیا تھا کہ جب دونوں فوجیں ملجائیں تب جنگ شروع کی جائے۔ عکرمہ نے یہ سوچ کر کہ اس کامیابی کا سہرا میرے ہی سر بندھے تنہا اپنی ہی فوج سے حملہ کر دیا اور شکست کھائی۔ جب شرجیل کا لشکر پہنچا تو انھوں نے بھی بغیر سوچے سمجھے تنہا حملہ کر دیا اور شکست کھائی۔

حضرت ابوبکر رض کو جب دونوں شکستوں کا حال معلوم ہوا تو بہت برہم ہوئے اور ان دونوں فوجوں کو دوسری طرف جانے کا حکم دیدیا اور مسیلمہ کے مقابلہ کا حضرت خالد بن ولید کو جو طلیحہ کی مہم میں کامیابی کے ساتھ فارغ ہو چکے تھے حکم دیا۔

حضرت خالد کی فوج کے ساتھ تازہ دم جمعیت ہمراہ کی جس میں انصار کے سردار حضرت ثابت بن قیس اور مہاجرین کے سردار حضرت زید بن خطاب یعنی فاروق اعظم کے بھائی بھی شامل تھے۔

حضرت خالد جب یمامہ پہنچے تو مسیلمہ کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار تک ترقی کر چکی تھی اسکی

جماعت میں اکثر صحرا نشین جو قبائل ربیعہ سے تھے محض قومی ہمدردی کے لحاظ سے مسیلمہ کے ساتھ ہو گئے تھے یہانتک کہ بعض بعض لوگ تو علی الاعلان کہتے تھے کہ مسیلمہ جھوٹا شخص ہے نہ وہ نبی ہے اور نہ نبی کا شریک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں مگر ہم کو ربیعہ کا جھوٹا نبی مضر کے سچے نبی سے زیادہ عزیز ہے۔

حضرت خالد مدینہ سے روانہ ہو کر جب یمامہ پہنچے تو مسیلمہ نے خبر سُنکر اپنی فوجوں کا پڑاو آگے بڑھ کر عقربا نامی میدان پر ڈالا اور اسی میدان میں حق و باطل کا مقابلہ ہوا۔

جب دونوں صفیں آراستہ ہو کر مقابل میں آئیں تو اول مسیلمہ کے لشکر سے نہار باہر نکلا اور اپنا مقابل طلب کیا لشکر اسلام میں حضرت زید بن خطاب اُس کے مقابلہ پر گئے اور نہار میدان میں مارا گیا اس کے بعد عام حملہ کیا گیا اور دست بدست لڑائی شروع ہو گئی اور دوسری طرف سے تیروں کی بوچھار ہونے لگی لڑائی اس شدومد سے ہوئی کہ مُسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے اور صفین تتر بتر ہو گئیں اور فوجی نظام قایم نہ رہ سکا مسیلمہ کے لشکر نے تعاقب کیا اور دباتا ہوا حضرت خالد کے خیمہ تک پہنچ گیا موقع ایسا نازک تھا کہ حضرت خالد کو بھی پیچھے ہٹنا پڑا۔

حضرت خالد کی بی بی ام تمیم خیمہ کے اندر تھیں مسیلمہ کے سپاہیوں نے اُن کو قتل کرنا چاہا۔ اتفاق سے مجاعہ نامی ایک کفار کا سردار حضرت خالد کی قید میں تھا اُس کی آسایش کی نگرانی ام تمیم کے سپرد تھی اور اس وقت وہ اسی خیمہ میں تھا۔ چلایا اور مسیلمہ کے سپاہیوں کو روک کر کہا یہ بہت اچھی آزاد بی بی ہیں ان عورتوں کو کیا مارتے ہو اگر مرد ہو تو مردوں کو جا کر مارو یہ سُنکر مسیلمہ کے سپاہی خیمے کی طنابیں کاٹ کر چلے گئے اور کسی عورت سے معترض نہ ہوئے یہ حضرت خالد کی بی بی کے حُسن سلوک کا سبب تھا۔

اس نازک اور حوصلہ پست کرنے والے موقع پر سرداران لشکر نے اپنی شکست خوردہ فوج کی جمعیت کو قایم کرنے کی کوشش جس حُسن لیاقت اور قوت ایمانی کے ساتھ کی وہ تاریخ کے صفحات پر اپنی نظیر

نہیں رکھتی اور دنیا میں ہمیشہ یادگار رہے گی چند باحمیت اور غیرت دار صحابہ نے پرجوش حملے کرکے یکے بعد دیگرے اپنی جانیں اسلام پر قربان کرکے فوج کو غیرت دلائی اور آخر کار کامیاب ہوئے۔ حضرت قیس بن ثابت نے مفروریوں کو مخاطب کرکے کہا۔

ترجمہ۔ اے مسلمانوں۔ تم نے اپنے نفوس کو بُری عادت سکھائی ہے۔ اے اللہ میں تیرے سامنے اُن کے یعنی اہل یمامہ کے معبود سے اور مسلمانوں کی اس حرکت سے جو اس وقت کررہے ہیں اظہار نفرت کرتا ہوں۔ اے مسلمانو دیکھو حملہ اس طرح کیا کرتے ہیں۔

یہ کہہ کر ایک پرجوش حملہ کیا مگر دشمن کی ضرب سے ان کا ایک پاؤں کٹ گیا فوراً ہی وہی کٹا پاؤں اٹھا کر اس زور سے دشمن کے سر پر مارا کہ حریف کا کام تمام ہوگیا مگر خون نکلنے سے کچھ دیر کے بعد خود بھی شہید ہوگئے۔ مسلمان ہٹتے ہٹتے جب اپنے خیموں سے بھی گذر گئے تو حضرت زید بن خطاب چلائے اور یہ کہہ کر مسلمانوں کو روکا۔

ترجمہ۔ اے مسلمانو! خیموں سے ہٹ کر کہاں جاؤگے خدا کی قسم آج میں اسوقت تک بات چیت نکروںگا کہ دشمن کو جبتک شکست نہ دیلوں یا خود خدا کے روبرو پہنچکر اپنی معذرت پیش نہ کروں اے لوگو مصائب برداشت کرو ڈھالیں ہاتھ میں لے لو اور دشمن پر جاٹوٹو۔ اور قدم بڑھاؤ۔ اور اے اسلام کے گروہ تم خدا کی جمعیت ہو تمہارے دشمن شیطانی لشکر غلبۂ خدا اُس کے رسُول اور اُس کے انصار کے واسطے ہے دیکھو میں کیا کرتا ہوں وُہی تم بھی کرو۔

یہ کہا اور شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیکر کفار پر جا پڑے کسی کو مارا کوئی زخمی ہوا اور پھر کچھ دیر کے بعد خود بھی جام شہادت پیکر سرخرو ہوئے۔

دوسری طرف حضرت ابو حذیفہ نے پکار کر کہا اے قرآن والو قرآن کی زینت عمل نیک سے بڑھاؤ دیکھو جیسے میں بڑھاتا ہوں یہ کہہ کر مجنونانہ دشمن پر حملہ کیا اور چند کو زمین پر گرا کر شہید ہو گئے۔

حضرت زید بن خطاب کے بعد حضرت براء بن مالک جو حضرت انس خادم رسول کے بھائی تھے آگے بڑھے ان کی ایک عجیب عادت تھی جب وہ میدان جنگ میں جانے کا ارادہ کرتے تو بدن پر لرزہ محسوس ہوتا لوگ ان کے جسم کو دابتے کچھ دیر کے بعد جب لرزہ فرو ہو جاتا تو پھر شیر ببر کی طرح حریف پر جھپٹے اس روز بھی یہی واقعہ پیش آیا کہ مسلمانوں کی شکست کا حال سن کر جوش آیا تو بدن کانپنے لگا لوگوں کے دبانے سے کچھ دیر کے بعد جاتا رہا لرزہ سے فارغ ہو کر میدان جنگ میں پہنچے اور بہ آواز بلند للکار کر کہا۔

ترجمہ۔ اے گروہ مسلمین کدھر جانے کا ارادہ ہے میں براء بن مالک ہوں میرے پاس آؤ۔

اس غیرت اور شرم دلانے کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں کے ایک ہزیمت خوردہ دستہ نے میدان کی طرف پلٹ کر پورے جوش کے ساتھ حملہ کیا ان کی دیکھا دیکھی اور مسلمانوں کو بھی جرأت ہوئی اور وہ بھی لڑائی کی طرف مخاطب ہونے لگے دشمن نے جب مسلمانوں کا یہ استقلال اور ہمت دیکھی تو پاؤں ڈگمگا گئے اور دل ہل گئے اور پیچھے ہٹنا شروع کیا اور اس مقام تک ہٹتے چلے گئے جہاں مسیلمہ کا مشہور سپہ سالار محکم بن طفیل اپنے ساتھیوں کو لئے کھڑا تھا اس نے للکار کر اپنی فوج کو غیرت دلائی اور مسلمانوں پر حملہ کا حکم دیا۔ حکم کا منہ سے نکلنا تھا کہ عبدالرحمن بن ابو بکر رض کے شصت سے ایک تیر قضا چھوٹا جس نے محکم کی گردن میں آ کر پناہ لی اور آناً فاناً میں محکم کا کام تمام کر دیا اس سے مسلمانوں کے دل اور بڑھ گئے اور انہوں نے دل توڑ کر ایک اور شدید خوفناک حملہ کیا اور دشمن کو حدیقہ تک ہٹا کر لے گئے اس مقام کے چاروں طرف ایک مستحکم چار دیواری تھی اور اس کے وسط میں مسیلمہ معہ

اپنی محافظ فوج کے جما ہوا تھا۔ دشمن نے حدیقہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔

حضرت براء بن مالک نے کہا کہ اگر فتح حاصل کرنا چاہتے ہو تو جس طرح ہو سکے مجکو اس چاردیواری کے اندر ڈال دو مگر کسی نے اس کی جرأت نہ کی آخر مجبور ہو کر انھوں نے قسم دلائی لوگوں نے اٹھا کر دیوار پر پہنچا دیا وہ نیچے کودے اور جانبازی کرتے ہوئے پھاٹک پر لپکے بالآخر پہنچ گئے اور دروازہ کھول دیا دروازہ کا کھلنا تھا کہ مسلمانوں نے پے در پے حملے کرنے شروع کئے مگر مسیلمہ اپنی جگہ سے نہیں سرکا۔

یہ دیکھ کر حضرت خالد نے اپنی فوج کو نئے طریقے سے آراستہ کیا اور حکم دیا کہ ہر قبیلہ اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے آکر دشمن پر حملہ کرے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہماری کمزوری کس گروہ کی وجہ سے ہے یہ حکم سن کر ہر قبیلہ سمٹ کر اپنی اپنی مقررہ جگہ پر آگیا اور اس بے جگری کے ساتھ حملے کرنا شروع کئے کہ اس سے قبل کے تمام لوگ گرد ہو گئے سب سے زیادہ نقصان مہاجرین اور انصار کے گروہ کو پہنچا ان حملوں پر بھی مسیلمہ ثابت قدم رہا اور اپنی جگہ سے ذرا بھی جنبش نہ کی حضرت خالد نے اس حالت کو جانچا اور فیصلہ کیا کہ جب تک اس بدذات کا خاتمہ نہ ہوگا لڑائی بند نہ ہو گی۔

حضرت خالد یہ خیال کر کے اپنی صف سے باہر نکلے اور اپنا حریف مقابل طلب کیا دو چار سامنے آئے اور مارے گئے خالد سیف اللہ کی تلوار کوئی معمولی نہ تھی جدھر ہاتھ گھومتا دو چار کے سر کو قلم کر جاتا آخر صفوں کو چیرتے پھاڑتے مسیلمہ تک جا پہنچے اور ایک سخت حملہ کیا یہ دیکھ کر مسیلمہ کے قدم ڈگمگائے اور اس کے لشکر میں تہلکہ پڑ گیا حضرت خالد یہ رنگ دیکھ کر للکارے کہ اے مسلمانوں اگر اسلام کی عزت رکھنا چاہتے ہو تو آگے بڑھتے آؤ فتح تمہارے سامنے ہے اور دشمن کے سر تمہارے قدموں کے نیچے یہ سن کر حق پرستوں نے ایک مردانہ وار حملہ اور کیا جسے مسیلمہ کے قدم نہ جم سکے۔ جب اس کے قدم اکھڑے تو تمام لشکر میدان چھوڑ کر بھاگنے لگا اور مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے خوشی کے ساتھ بلند کرنے شروع کئے۔

جب مرتدوں کو ہزیمت ہوئی تو لوگوں نے مسیلمہ سے پوچھا کہ حضورؐ کا وہ آسمانی وعدہ کیا ہوا اسنے
جواب دیا کہ اس جھگڑے کو چھوڑو اور اگر اپنا ننگ و ناموس بچانا ہے تو بچالو یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ
وحشی غلام (حضرت حمزہ کا قاتل) آن پہنچا اور اپنا حربہ پھینک کر ایسا مارا کہ صدمہ برداشت نہ کر سکا اور
زمین پر گرا زمین پر گرنا تھا کہ قریب کے ایک انصاری جوان نے لپک کر سر کاٹ لیا دشمن کی فوج
میں شور پڑ گیا کہ مسیلمہ ایک حبشی غلام سے مارا گیا یہ سُنکر دشمن کی فوج کے رہے سہے ہوش بھی
جاتے رہے اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور اپنے قلعوں میں پناہ گزین ہو گئے۔ مورخ طبری نے لکھا ہے
کہ حدیقہ کے گرد نواح میں دس ہزار مرتد مارے گئے اس لئے اس کا نام حدیقۃ الموت مشہور ہے۔
اس عظیم معرکہ میں مسلمانوں کے چھ سو آدمی شہید ہوئے جس میں مہاجر اور انصار کی تعداد تین سو
تھی فتح کی خبر مدینہ بھیجدی گئی۔
حضرت خالدؓ نے سب کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے محاصرہ کیا مگر ان ہزیمت خوردہ لوگوں کا
قائم مقام مجّاعہ بن مرارہ حضرت خالد کی خدمت میں آیا اور صلح کی درخواست کی صلح اس بات پر قرار
پائی کہ یہ لوگ قتل نہ کئے جائیں صرف ان کا نقد مال اور ہتیار ضبط کر لیا جائے اور جسقدر اسیران
جنگ ہیں ان کا چہارم حصہ لے لیا جائے،
حضرت ابوبکرؓ نے جب فتح کی خبر سُنی تو بہت خوش ہوئے اور سجدہ شکر ادا کیا اور خالد کو لکھا کہ حنیفہ
کے مرتد لوگ قتل کر دیے جائیں مگر یہ فرمان خلافت اُس وقت پہنچا جب کہ صلح نامہ مرتب ہو چکا تھا
اس لئے خالد نے اپنے صلح نامہ کے شرائط پر عمل کیا۔
بنی حنیفہ کے لوگ اس کے بعد ارتداد چھوڑ کر پھر مسلمان ہو گئے حضرت خالد نے چند منتخب اشخاص
کا ایک وفد خلیفہ کی خدمت میں روانہ کیا حضرت ابوبکرؓ نے ان سے کہا کہ یہ تم کو کیا ہو گیا تھا کہ راہ راست
چھوڑ کر تم نے ہم کو اور اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالا شرمندگی سے جواب دیا کہ آپ نے جو سنا وہ درست

تھا اور وہ کام ایسا تھا جو خدا کے خلاف اور ہمارے لئے نامبارک تھا۔

حضرت ابوبکر رضہ نے پوچھا آخر اس کی تعلیم کیا تھی۔ جواب دیا کہ مسیلمہ کا دعویٰ تھا کہ مجھ پر وحی آتی ہے

حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا کہ کوئی وحی کا کلام تو سناؤ انھوں نے یہ وحی کا نمونہ پڑھ کر سنایا۔

يَا ضِفْدَعُ نقي نقي لا الشَّارِبَ تَمْنَعِينَ وَلَا الْمَاءَ

تُكَدِّرِينَ ۔ لَنَا نِصْفُ الْاَرْضِ وَالْقُرَيْشِ نِصْفُ وَ

لٰكِنَّ قُرَيْشًا قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ ۔

حضرت ابوبکر رضہ یہ کلام سنکر بولے۔

ترجمہ۔ سبحان اللہ تمہارے حال پر افسوس ہے۔ کیا یہی کلام خدا ہے اس میں

تو ذرا بھی شان ربانی نہیں پائی جاتی۔ تم کو یہ کلام کہاں کھینچ لیگیا۔

مختصر یہ کہ مسلمانوں نے ہر موقع پر ایسے ہی جانبازی سے کام کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن بڑے مرتدوں کے معرکے ۱۱ھ میں تمام ہو گئے اور نو مہینہ کی قلیل مدت میں یہ سیلاب بڑھتا ہوا اُرک گیا۔ جو مدینہ سے عمان تک پھیلا ہوا تھا اب مسلمانوں کے سامنے چند مرتد قبیلے تھے جن کا انسداد کرنا چنداں دشوار نہ تھا۔

اس جنگ میں چونکہ حافظ قرآن بہت شہید ہوئے اس لئے حضرت عمر رضہ نے رائے دی کہ قران مجید جمع ہونا چاہیے کیونکہ بہت سے صحابی شہید ہو گئے اور ان کے ساتھ حضرت صلعم کی بہت سی باتیں بھی گذر گئیں اس لئے کچھ عرصہ بعد ایسے صحابہ رضہ کے شہید ہونے سے قرآن کا جمع کرنا بہت مشکل ہو جائیگا۔ حضرت ابوبکر رضہ نے اس کو بہت پسند فرمایا اور اس کام کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت تک حافظ قرآن ہوا کرتے تھے اور جو لوگ ناخواندہ تھے اُن کے پاس بھی متفرق آئیتیں۔ پتھر کھجور کے پتوں۔ اور چمڑوں کے ٹکڑوں پر لکھی ہوئی تھیں۔ حضرت ابوبکر رضہ نے

نمونہ قرآن مجید بخط کوفی - یہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ کے لکھے ہوئے قرآن مجید کا نمونہ ہے جبکہ اعراب و نقطوں کی ایجاد نہیں ہوئی تھی اور بجائے کاغذ کے درختوں کی چھال و چمڑے کے ٹکڑوں پر لکھا جاتا تھا اسکا اصلی ورق بوڈلین لائبریری یورپ میں رکھا ہوا ہے جو اب وقت بڑی قیمت پر بھی دستیاب نہیں ہو سکتا اُسکا فوٹو بہم پہنچا کر یہاں شایع کیا جاتا ہے جو قدردانوں کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے۔

بخط نسخ

خَلْفِهٖ رَصَدًا ۙ لِّيَعْلَمَ أَنْ قَدْ
أَبْلَغُوا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَأَ
حَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصٰى
كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝ ع

سورة المزمل مكية عشرون آية
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
يٰٓأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ إِلَّا

(متعلق صفحہ ۶۲۴)

ان سب آیتوں کو ایک جا جمع کیا مگر ان سورتوں کی ترتیب جس طرح اب قائم ہے حضرت عثمان بن عفان کے زمانہ خلافت میں ہوئی۔

اسود عنسی

رسول صلعم کی وفات سے پیشتر قحطانی قبیلہ کی ایک شاخ عنس تھی اس کے سردار اسود نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یمن کے دیہاتی اس کے پیرو ہو گئے جب اس کے مرید زیادہ تعداد میں بڑھ گئے تو اس نے شہر نجران پر قبضہ کر لیا وہاں قبیلہ مذحج آباد تھا یہ لوگ بھی اس کے ساتھ ہو گئے پھر وہ صنعاء کی طرف بڑھا وہاں کے حاکم شہر نامی سے لڑائی کی اور وہاں کی ایرانی فوج کو جو ابناء کے نام سے مشہور تھی شکست دیدی اس فتح سے تمام ملک یمن میں اس کی شہرت ہو گئی۔ اور اس کے فتنہ کی آگ تمام اطراف میں پھیل گئی۔ اہل یمن کے کچھ لوگ تو اس کے پیرو ہو گئے اور کچھ اس کے خوف سے خاموش ہو کر چپ چاپ بیٹھ گئے۔

آنحضرت صلعم کو جب اس واقعہ کی اطلاع پہنچی تو ایک قاصد ابناء کے سرداروں کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ وہ اپنے دین اسلام پر بدستور قایم رہیں اور اسود مدعی نبوت کو قتل کر دیں۔

اسی دوران میں یہ واقعہ پیش آیا کہ اسود اپنے لشکر کے سپہ سالار قیس بن عبد یغوث مرادی سے بدگمان ہو گیا جب قیس کو اس بدگمانی کا حال معلوم ہوا تو اسکو اپنی جان خطرہ میں دکھائی دی اس لئے اسود کو چھوڑ کر ابناء سے جا ملا۔ اور اسود کے قتل کی سازش کی اس گروہ میں شہر کی بیوی بھی شامل تھی جس کو اسود اس کے شوہر کے قتل کے بعد جبراً اپنے نکاح میں لے آیا۔

ابناء کے لوگوں میں سے ایک شخص فیروز نامی نے موقع پاکر رات کو اسود کے مکان میں چھپکر

اس کو دفعتاً قتل کر ڈالا اور جب صبح ہو گئی تو اسی کے مکان کی چھت پر چڑھ کر اذان پکار دی اس طرح پر صنعا اس فتنہ و فساد سے آزاد ہو گیا وہاں کے باشندوں نے اس تمام کیفیت کو لکھکر رسول صلعم کو مطلع کر دیا مگر ان کا قاصد مدینہ میں ایسے دن آیا کہ جس دن رسول صلعم کی وفات ہو چکی تھی۔

اسود کی یہ فتنہ انگیزی اور شورش صرف چار مہینہ تک رہی۔

ملک یمن میں جب حضور سرور عالم کی وفات کی خبر پہنچی تو اسود عنسی کے بعض حامیوں نے پھر شورش شروع کر دی۔ حضرت ابو بکر رض نے وہاں کے مسلمانوں کو لکھ بھیجا کہ تم ان مرتدوں کے مقابلے میں جمے رہنا ہم بہت جلد فوج روانہ کرتے ہیں۔

چنانچہ مہاجرین ابی امیہ اس مہم پر روانہ کئے گئے انھوں نے جا کر صنعا پر قبضہ کر لیا اور مرتدوں کے سردار جن میں مشہور سرغنا مثل قیس بن عبد یغوث اور عمرو بن معدی کرب تھی گرفتار ہو گئے۔

پھر سپہ سالار مہاجر مع اپنی فوج کے حضرموت روانہ ہوئے جہاں کہ قبیلہ بنی کندہ آباد تھے یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے اسی جگہ سپہ سالار عکرمہ ان سے آکر مل گئے بنی کندہ نے خفیف مقابلہ کیا اور شکست کھا کر منتشر ہو گئے ان کا سردار اشعث بن قیس مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔

بحرین اور حطم

رسول صلعم کے زمانہ میں بحرین کے حاکم منذر بن ساوی تھے جس کو آنحضرت نے مقرر کیا تھا اور اس جگہ عبد القیس اور بکر بن ربیعہ کے قبائل آباد تھے۔ جس مہینہ میں حضور صلعم کی وفات ہوئی اسی مہینہ میں منذر نے بھی انتقال کیا اس کے بعد اہل بحرین مرتد ہو گئے۔

یہاں حضرت جارود بن معلیٰ ایک بزرگ صحابی رہا کرتے تھے یہ اسلام پر قائم رہے۔ انھوں نے بنی عبد القیس کے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں اگر تم کو معلوم ہو تو جواب دینا ورنہ خاموش ہو جانا۔ میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی اللہ تعالےٰ کے نبی دنیا میں آئے ہیں یا نہیں ان لوگوں نے کہا کہ بیشک آئے اور بہت سے آئے

حضرت جارود۔ پھر وہ کہاں گئے۔

بنی عبد القیس۔ وہ سب دنیا سے گذر گئے۔

حضرت جارود۔ جس طرح وہ سب نبی دنیا سے گذر گئے اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دُنیا سے رحلت فرما گئے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم بھی اس کا اقرار کرتے ہیں اور آپ ہمارے سردار اور ہم سے افضل ہیں ہم اپنے اسلام کو قبول کرتے ہیں اور آج سے آپ کے احکامات کی پیروی کریں گے۔ اسطرح یہ قبیلہ بلا کسی تشدد اور جنگ کے راہ راست پر آگیا۔

لیکن بنی بکر کے سردار حُطم بن ضُبیعہ نے اپنے قبیلہ کو اسلام کی طرف مائل نہ ہونے دیا بلکہ اُس نے قطیب اور ہجر کے باشندوں کو بھی گمراہ کیا۔

حضرت علاء بن حضرمی ان کی سرکوبی کے لئے دربار خلافت سے بھیجے گئے اُن کی فوج کے ساتھ ثُمامہ بن اُثال بھی بنی تمیم اور بنی حنیفہ کی ایک جماعت لیکر روانہ ہوئے۔ حُطم مقابلہ پر آگیا مگر اسلام کی فوج کا ایک حملہ بھی نہ برداشت کرسکا اور شکست کھا کر مقتول ہوا۔ جب بنی بکر کا کوئی سرپرست نہ رہا تو یہ لوگ بھی ذلت و خواری اُٹھا کر راہ راست پر آگئے۔

مرتدوں کے مقابلہ میں مذکورہ بالا لڑائیاں وہ تھیں جن کا ذکر کرنا ضروری تھا اس کے علاوہ اور چھوٹی چھوٹی لڑائیاں مختلف مقامات پر مرتدوں سے ہوئیں اور سب جگہ مسلمان کامیاب ہوئے۔

مرتدوں کے ان تمام واقعات کو پڑھ کر اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالے نے حضرت ابوبکرؓ کو کیسا عزم راسخ اور قوی دل عطا فرمایا تھا جو دنیا کے مشہور اور سربرآوردہ لوگوں میں مشکل سے پایا جاتا ہے مرتدوں کی یہ شورش اور فتنہ انگیزی اور اُن کے یہ قوی ارادے کہ مدینہ کو فتح کر کے اسلام کو مٹا دیں گے یہ وقت مُسلمانوں کے لئے بڑا نازک تھا اور اس نظام کا بار خلیفہ وقت کے سر پر تھا حضرت عبداللہ بن مسعود اُس وقت کی حالت کو اپنے ان الفاظ میں لکھتے ہیں کہ مسلمان اسوقت بکریوں کے اس گلہ کی مانند تھے جو جاڑوں کی سرد رات میں برستے ہوئے پانی میں گھر سے باہر بغیر چرواہے کے رہ جائے۔

مگر ایک سال کا زمانہ بھی نہ گذرا کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے اپنی ذاتی لیاقت اور قوت ایمانی سے اس فتنہ کو فرو کر دیا اور صرف فتنہ ہی فرو نہ کیا بلکہ سب کو اسلام کے دائرہ میں لاکر راہ راست پر لے آئے اور ان واقعات سے نہ صرف ان کے عزم راسخ کا پتہ چلتا ہے بلکہ جو انتظام فوج کہ انھوں نے قایم کیا تھا اور ان کو ہدائتیں بھیجا کرتے تھے اور ان سے خط و کتابت رکھتے تھے اُسکا بھی اعتراف کرنا پڑتا ہے سچ تو یہ ہے کہ اگر امداد غیبی کے بعد حضرت ابوبکر کا یہ عزم راسخ نہوتا تو مُسلمانوں کی یہ حالت اور یہ ترقی جو اب ہے ہرگز نہ ہوتی۔

مہم عراق عرب

عراق عرب میں دو بڑی زبردست سلطنتیں یعنی روم اور فارس یا ایران ایسی تھیں جو مُسلمانوں کے سخت جانی دشمن تھیں اور یہ عرب کے دونوں بازو پر واقع تھیں۔ رسول صلعم نے جنگ خندق میں جب کہ آپ خندق کھودنے میں مصروف تھے فرمایا تھا کہ یہ سلطنتیں عنقریب مسُلمانوں

کے قبضے میں آنے والی ہیں۔

چونکہ یہ عظیم الشان مہم حضرت ابو بکر رضؓ کے زمانہ خلافت کی خاص ہیں لہٰذا آیندہ کے مضمون کو روشن کرنے کے لئے اوّل اُن سلطنتوں کا مختصر بیان کرنا ضروری ہے۔

اُمت محمدیہ عرصہ دراز سے اپنے ملک عرب میں محصور اور اپنے ملک کے صحراؤں۔ بیابانوں اور کوہستانوں پر توکل کئے ہوئے تھی۔ خانہ جنگیوں نے جو سلسلہ وار اُنہیں قائم رہتی تھیں اُن کی قوت کو فنا کر رکھا تھا۔ اور اس لئے اُن کی ہمسایہ قومیں ان پر غالب آگئی تھیں اور اُن کے زرخیز مقامات پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اگرچہ بعض عربی قبائل میں بھی حکومت اور سرداری تھی مگر وہ خود مختار نہ تھی بلکہ فارس یا سلطنت روم کے ماتحت تھے۔ اور زمانہ قدیم سے اہل عرب ان کے آگے سر جھکاتے تھے اور یہ دونوں عظیم الشان سلطنتیں عرب کے دائیں بائیں واقع تھیں۔

لیکن جب اسلام کا ظہور ہوا تو اس نے ان سلطنتوں کو انہیں مغلوب عربوں سے فتح کر کے اسلام میں داخل کر لیا اور اُس کی قدیم حالت کو ایک دم بدل دیا۔

فارس یا ایران

اس سلطنت کا دار السلطنت مدائن دریائے دجلہ کے مشرقی ساحل پر واقع تھا اسی شہر میں ساسانی نسل کا بادشاہ رہا کرتا تھا۔

سلطنت ساسانی کی بنیاد اردشیر بابکان نے قایم کی تھی اُس بد نظمی کے بعد جو اسکندر اعظم کی فتح اور یونانیوں کی حکومت سے یہاں پیدا ہو گئی تھی ۲۳۰ء میں پھر اس ملک کی بگڑی ہوئی حالت کو درست کر لیا اور اپنی فوجی قوت اور ملکی نظام کو از سر نو ایسا درست کر لیا کہ تمام ممالک ایران اور

عراق پر قابض ہو گیا۔

جس وقت رسول صلعم نے سلاطین عالم کو دعوت اسلام دی تو اس وقت ایران میں نوشیرواں کا پوتا خسرو پرویز تخت سلطنت پر تھا اس کے نام بھی ایک فرمان رسالت مندرجہ ذیل مضمون کا حضرت عبداللہ بن حذافہ کے ہاتھ سنہ ۶ھ میں ایران روانہ کیا تھا۔ نامہ مبارک کا مضمون حسب ذیل تھا۔

ترجمہ۔ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے منجانب محمد رسول اللہ بنام کسریٰ بادشاہ فارس۔ اس کو سلام جو سیدھی راہ چلے اور خدا اور اسکے رسول پر ایمان لائے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کا بندہ اور رسول ہے اور میں تجھ کو خدا کا حکم سناتا ہوں کیونکہ میں تمام انسانوں کے پاس اس کا ایلچی ہو کر آیا ہوں۔ میری رسالت کا مقصود یہ ہے کہ جن کے دل زندہ ہیں اُن کو خدا سے ڈراؤں اور جو انکار کرے ان پر حجت الٰہی تمام ہو۔ تو اسلام قبول کر لے سلامت رہے گا۔ اگر انکار کریگا تو تمام مجوسیوں کا گناہ تیری گردن پر رہے گا۔

مہر محمد رسول اللہ

جس وقت یہ فرمان خسرو پرویز کو ملا تو دیکھ کر اور اپنی شان و شوکت کا خیال کر کے نہایت برہم ہوا اور طیش میں آکر فرمان مبارک کو پاش پاش کر دیا اور باذان صوبہ دار یمن کو لکھا کہ حجاز میں جس شخص نے کہ دعویٰ نبوت کیا ہے اس کو گرفتار کر کے فوراً میرے دربار میں بھیجدو۔ حاکم یمن نے رسول عربی کی خدمت میں قہرمان بابویہ اپنے میر منشی اور خرخرہ نامی ایرانی کو مدینہ روانہ کیا اور ایک تحریر رسول صلعم کے نام لکھی کہ آپ ان شخصوں کے ہمراہ خسرو کے پاس فوراً چلے جائیے۔

ہر دو قاصد براہ طائف مدینے میں آئے عرب میں ان کی بڑی شہرت ہوئی اور قریشی اس خیال سے نہایت خوش ہوئے کہ اب مسلمانوں اور اُن کے نبی کو خسرو جیسے عظیم الشان شہنشاہ سے واسطہ پڑا ہے جو ذرا دیر میں سب ان کا نظم درہم برہم کر دیگا۔ قاصدوں نے خدمت نبوی میں آکر عرض کیا کہ شہنشاہ کسریٰ کا شاہ یمن کو یہ حکم ہے کہ تم کو اُس کے پاس بھیجدے ہم لوگ شاہ یمن کے فرستادہ ہیں اگر تم میرے ہمراہ چلوگے تو شاہ یمن تمہاری سفارش خسرو کے دربار میں کر دیگا جس سے نقصان نہ پہنچ سکے گا اور تم چلنے سے انکار کروگے تو تم شاہ یمن سے واقف ہو کہ وہ تم کو اور تمہارے ملک کو برباد کر دے گا۔

چونکہ یہ دونوں قاصد ڈاڑھی منڈے اور موچھ دراز تھے لہٰذا آنحضرتؐ صلعم نے اُن کو بہ نظر حقارت دیکھا اور پوچھا تم نے یہ حلیہ کس کے حکم سے بنایا انہوں نے کہا کہ اپنے پروردگار کسریٰ کے حکم سے حضور صلعمؐ نے فرمایا مگر میرا پروردگار مجھ کو یہ حکم دیتا ہے کہ میں ڈاڑھی بڑھاؤں اور موچھیں تراشوں۔

خیر۔ اب تم ٹھیرو اور کل مجھ سے ملنا۔

دوسرے روز طلب کر کے فرمایا کہ تمہارے پروردگار کو اُس کے بیٹے شیرویہ نے فلاں وقت رات کو قتل کر ڈالا اب تم یہ کام کرو کہ یہاں سے جا کر پہلے اپنے بادشاہ کو خبر کرو اور یہ بھی کہدینا کہ میرا دین اور میری حکومت عنقریب ممالک کسریٰ میں پہنچے گی اور دنیا کے کناروں پر ٹھیرے گی۔ اور یہ بھی کہدینا کہ تم اسلام قبول کروگے تو ہر آفت سے محفوظ رہو گے اور تمہارا تخت و تاج تمہارے لئے چھوڑ دیا جائیگا اور بدستور اپنی قوم پر حاکم رہوگے۔ یہ فرما کر ایک طلائی ہٹی جو کسی حاکم نے بطور تحفہ نذر گذرانی تھی قاصدوں کو عطا فرمائی۔ اور رخصت کیا۔

قاصدوں نے تمام واقعات بیان کئے باذن شاہ یمن سُنکر بولا بخدا یہ کلام کسی بادشاہ کا نہیں ہے بلکہ

اس گفتگو کا کرنے والا کوئی نبی معلوم ہوتا ہے چند روز بعد خسرو کے قتل کی خبر یمن میں آگئی اس کا بیٹا شیرویہ تخت نشین ہوا جس نے حاکم یمن کو یہ لکھا کہ اُس مدینہ کے نبیؐ سے کچھ مزاحمت نہ کیجائے کچھ عرصہ بعد باذن مُسلمان ہو گیا اور اس کے اثر سے جو ایرانی کہ یمن میں تھے وہ بھی مُسلمان ہو گئے شیرویہ خسرو کا اثر بھی کچھ زیادہ تخت پر نہ رہا اس نے اپنے خاندان اور مُلک کے ساتھ بہت سختیاں کیں اور پونے دو برس سلطنت کر کے مر گیا پھر اُس کا کم سن بیٹا اردشیر تخت پر بٹھلایا گیا اور اس کے نام سے اطراف ملک میں فرمان جاری ہونے لگے۔

ایرانی فوج کا سپہ سالار شہر براز جو رومی سرحد پر تعینات تھا اس کی تخت نشینی کا حال سن کر مدائن آیا اور اُس بچہ کو قتل کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا۔ چونکہ یہ سپہ سالار شاہی خاندان سے نہ تھا اسلئے تمام اہل ملک نے اس کی مخالفت کی اور بالآخر اُس کو قتل کر ڈالا۔

اب شیرویہ کی بہن جس کا نام بوران تھا تخت نشین ہوئی اس نے سولہ مہینہ حکمرانی کی اسکا زمانہ رسول عربی کی زندگی کا آخری زمانہ تھا۔

بوران کے بعد جوان شیر تخت نشین ہوا مگر ایک مہینہ بھی سلطنت نہ کرنے پایا تھا کہ خسرو پرویز کی دوسری بیٹی آذرمی نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لی۔ آخر میں یزدگرد جو شہریار کا بیٹا تھا تخت ایران پر بٹھایا گیا۔ جس کا واسطہ مُسلمانوں سے پڑا اور اسی کے زمانہ میں ملک ایران اسلامی سلطنت بن گئی۔ فرمان نبوی چاک کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ جب تک یہ ملک دائرہ اسلام میں نہ آگیا کسی شخص کو بادشاہت کرنا نصیب نہ ہوا اور طوائف الملوکی رہی۔

روم

سلطنت روم کا پایۂ تخت رومۃ الکبریٰ تھا اور اس کی حدود حکومت میں مشرقی ملک شام۔

مصر۔ اور حبش بھی شامل تھے ایران کے بعد اپنی وسعت اور قوت و شوکت کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی سلطنت تسلیم کیجاتی تھی۔

کچھ عرصہ بعد یہ سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی مغربی حصہ کا دارالسلطنت بدستور رومتہ الکبریٰ رہا اور مشرقی حصہ کا پایہ تخت قسطنطنیہ قرار پایا اسلام کے شروع زمانہ میں قسطنطنیہ کے تخت پر ہرقل بادشاہ تھا اور اپنی تخت نشینی سے قبل آفریقہ کا حاکم تھا پھر قیصر فوقاس باغی ہو گیا اور اس کو حکمت عملی سے قتل کر ڈالا اور ۶۱۱ء میں اُس کے بجائے اپنے سر پر تاج شاہی رکھا اس کی حکومت ۶۴۱ء تک قایم رہی اور اسی کے زمانہ میں ملک شام اسلامی قبضہ میں آیا۔

ایرانی اور رومی سلطنتوں میں ہمیشہ سے نزاع چلی آتی تھی۔ شام اور عراق کے میدان اُن کے لئے جولانگاہ تھے جہاں دونوں سلطنتیں اپنی زور آزمائی کیا کرتی تھیں نتیجہ یہ ہوتا کہ کبھی تو ایرانی غالب پڑتے اور اپنی سلطنت کو بحر روم کے سواحل تک وسیع کر لیتے اور کبھی رومی فتح پاتے تو وہ دجلہ اور فرات تک قابض ہو جاتے۔

آغاز اسلام میں قیصر فوقا اور نوشیرواں میں جنگ ہوئی اس میں اہل فارس کو پے در پے فتوحات ہوئیں اُنھوں نے رومیوں کو ملک شام سے نکال کر سواحل باسفورس تک بھگا دیا اور فنیشیا اور فلسطین کو تخت و تاراج کر ڈالا پھر ہرقل کے زمانہ میں بھی یروشلم پر حملہ کیا اور وہاں کے بہت سی عیسوی آثار کو مٹا دیا اور صلیب مقدس بھی چھین لائے۔ پھر ۶۱۶ء میں مصر پر حملہ کیا اور اسکندریہ تک قابض ہو گئے۔

جب یہ فتوحات مشرک لوگوں کو عیسائی قوم اہل کتاب پر حاصل ہوئی تو مشرکین عرب نے مُسلمانوں کے مقابلہ میں اسپر خوشی منائی کہ جس طرح اہل کتاب پر ایرانیوں کو فتح ہوئی ہے اسی طرح مُسلمانوں پر ہم کو ہو گی۔

قرآن کی سورہ روم میں اللہ تعالےٰ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اگرچہ رومی اس وقت

مغلوب ہو گئے مگر چند سال بعد پھر وہ غالب آجائیں گے اور اس وقت مسلمان خوش ہوں گے ۶۲۲ء میں قرآن مجید کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی پانچ برس بعد ہرقل نے اپنی حالت کو از سر نو درست کیا اور فوجی قوت تازہ کرکے ایرانیوں پر حملہ کیا اور فتح پائی ایرانی اور رومی لڑائیاں کچھ عرصہ تک جاری رہیں جب شیرویہ نے خسرو پرویز کو قتل کر دیا اور ایران پر قابض ہو گیا تو اس نے ۶۲۸ء میں رومیوں سے صلح کر لی اس کامیابی پر بے انتہا خوشی منائی گئی۔

۶۲۹ء میں اسکا شکریہ ادا کرنے کے لئے بیت المقدس آیا یہ وہی سال ہے جب کہ رسولؐ عربی نے دعوت اسلام کے فرمان شاہان عالم کے نام روانہ کئے تھے اس کو جو خط بھیجا تھا وہ اسی موقع پر بیت المقدس میں ملا۔ اور ان دونوں ممالک کی یہی حالت عہد خلافت تک رہی۔

جنگ ایران یا فارس

اہل فارس جس نفرت کی نگاہ سے اہل عرب اور خاص کر مسلمانوں کو دیکھتے تھے اُسکا اندازہ مذکورہ بالا بیان سے ہو سکتا ہے کہ خسرو پرویز نے اپنی شوکت حشمت اور وسعت ملک کے گھمنڈ میں نامہ مبارک کو سرِ دربار چاک کر ڈالا تھا۔ مگر اسی دوران میں خود ملک ایران میں تخت کے متعلق باہمی جھگڑے ایسے پیدا ہو گئے کہ وہ دوسری طرف اپنی توجہ بھی نہ کر سکے دوسرے ان کو یہ بھی خیال تھا کہ مسلمانوں کی ہستی ہی کیا ہے ہم جس وقت چاہیں گے اُن کا قلع قمع کر دیں گے۔ مسلمان بھی ان کی طرف سے بے خبر نہ تھے ان کو یہ خیال تھا کہ جس وقت یہ اپنی اندرونی نزاعات سے فرصت پائیں گے ضرور ہماری طرف رُخ کریں گے۔

خلافت صدیقی کے زمانہ میں ایران کی طرف سے عراق کا حاکم ہرمز تھا جس کو عربوں سے سخت

عداوت تھی اور ہمیشہ برسرِ پرخاش رہا کرتا تھا۔ اہل عرب بھی اُسے نہایت تنفر تھی یہاں تک کہ اُس کی سختی اور نفرت عرب میں ضرب المثل تھی اور عرب اس طرح کہا کرتے تھے۔ اَکفَرُ مِن ھُرمُز وَاَخبَثُ مِن ھُرمُز۔

اہل ایران کے مظالم سے مُسلمانوں کو محفوظ رکھنے کی فکر حضرت ابوبکر رضہ کو ابتدا ہی سے تھی اور رسول صلعم کی وہ پیشین گوئی کہ فارس میں اسلام کی روشنی عنقریب پھیلے گی اس کے پورا کرنے کا خیال ہر وقت دل میں موجیں مارتا تھا لیکن کچھ روز مرتدوں کے فتنہ و فساد فرو کرنے کی وجہ سے فرصت نہ ملی۔

اسی عرصہ میں حضرت مثنیٰ ابن حارثہ جو بنو شیبان کے رئیس اعظم تھے عراق سے مدینہ میں آئے اور صدیق اکبر رضہ سے کہا کہ اگر آپ مجھ کو میرے قبیلے پر سردار مقرر کر دیں تو میں مسلمانوں کو اہل ایران کے شر سے محفوظ رکھ سکتا ہوں حضرت ابوبکر رضہ نے ان کی درخواست منظور کی اور حضرت مثنیٰ نے عراق واپس جاکر ایرانیوں سے آویزش شروع کر دی اور اس طرح ایک حد تک اُس طرف کی بے عنوانیوں کی روک تھام ہوگئی۔ اور مشرکین ایران کا پورے طور پر استیصال کرنے کا عزم کر لیا۔ اور یہ خیال آپ کے دل میں شروع دن خلافت سے ہی تھا اور ہر وقت دل میں اس کی تدابیر سوچا کرتے تھے۔ واقعہ ذیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو فتح فارس کا کسقدر خیال تھا۔ اُس زمانہ میں جب کہ حضرت ابوبکر مرتدوں کی استیصال میں مشغول تھے ایک صحابی نے اپنے قبیلے کا کوئی جھگڑا پیش کرنا چاہا تو آپ نے غصہ ہو کر جواب دیا کہ میں تو اُن دو شیروں کے زیر کرنے کی فکر میں ہوں جو مسلمانوں کی ہر وقت تاک میں لگے ہوئے ہیں اور تم میرے خیال کو معمولی کام کی طرف رجوع کرتے ہو۔

آخر کار حضرت ابوبکر رضہ کو اہل ارتداد کی مہموں سے فرصت ملی اور اطمینان کامل ہوا یعنی یمامہ کی مہم سر ہوئی۔ مسیلمہ مارا گیا اور کسی قسم کا جھگڑا اُن کی طرف سے باقی نہ رہا تو حضرت ابوبکر رضہ نے فارس فتح کرنے کا ارادہ کیا اور ریگستانی عرب اور حجاز عرب کے سرداروں کے نام مندرجہ ذیل مضمون کے خطوط روانہ کئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعد حمد و ثنا منجانب عبداللہ عتیق ابن قحافہ بنام کل سچے دیندار مسلمانوں کے۔

بذریعہ اس خط کے ہم تم سب کو مطلع کرتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کا ارادہ ایک لشکر شام کی طرف روانہ کرنے کا ہے تاکہ مسلمان وہاں کے لوگوں کو کافروں سے نجات دیں ہم تم کو یاد دلاتے ہیں کہ سچے دین کے واسطے لڑنا اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرنا ہے۔

اس مختصر عبارت نے مسلمانوں کے دلوں میں جوش پیدا کر دیا جس عرب کے پاس ایک اونٹ یا ایک گھوڑا یا ایک برچھا بھی موجود تھا وہ اسلامی جھنڈے کے نیچے موجود تھا ہر محلہ کا شیخ اپنے دوست احباب کو ہمراہ لیکر جہاد کی خوشی میں مدینہ روانہ ہونے لگا اور تھوڑے ہی دنوں میں مدینہ کا میدان جنگ جو عربوں کے خیموں سے بھر گیا۔

معرکہ مدائن جب فوج کی طرف سے اطمینان ہوا تو آپ نے اپنے سپہ سالار حضرت خالد رضؓ کو طلب کیا۔ خالد رضؓ کو طلبی کا حکم یمامہ میں موصول ہوا وہ خط دیکھ کر فوراً مدینہ روانہ ہوئے یہاں ان کو ایران پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور دس ہزار فوج ان کے ہم رکاب کی علاوہ اس لشکر کے آٹھ ہزار سپاہ جو حضرت مثنیٰ اور دیگر چار سرداروں کے پاس موجود تھی وہ بھی اُن کی سپردگی میں دی گئی اس طرح اٹھارہ ہزار لشکر اہل ایران کے مقابلہ میں دیا گیا۔

حضرت خالد کو یہ ہدایت کی کہ عراق کے نشیبی حصہ مقیّنح سے بڑھکر اول اُبلہ پر حملہ آور ہوں اور یہ بھی ہدایت کی کہ صرف انہیں مسلمانوں کو اپنے ہمراہ رکھیں جو فتنہ ارتداد سے محفوظ رہے ہیں۔

یہ مقام اُبلہ وہ ہے جہاں اس وقت بصرہ آباد ہے اس زمانہ میں ہندوستان کا وہی بندرگاہ خاص تھا۔ اور اُس کے ذریعہ سے ہر مز سمندر میں ہندوؤں سے لڑا کرتا تھا۔

دوسرا لشکر جو ایران کی مہم پر مامور تھا اُس کو یہ ہدایت تھی کہ وہ عراق کے بالائی حصہ میں حملہ آور ہو اور دونوں لشکر فتح کرتے ہوئے مقام حیرا پر آکر مل جائیں۔ یہ مقام کوفہ سے تین منزل ہے۔

پھر دونوں لشکر مل کر حملہ کریں جو سردار لشکر وہاں اوّل پہنچے وہی دونوں فوجوں کا سپہ سالار اعظم ہوگا جب یہ مقام فتح ہو جائے تو ایک دستہ فوج کا حفاظت کے لئے یہاں چھوڑا جائے دوسرا حصہ فارس یا ایران کے پایہ تخت مدائن پر حملہ کرے۔

حضرت خالد رض کو مزید ہدائتیں ذیل کی اور کی گئیں۔

(۱) زراعت پیشہ رعایا کو پریشان نہ کریں امن کے ساتھ بدستور اُن کے اراضی پر قائم رکھیں۔

(۲) مقابلہ صرف اُن لوگوں سے کیا جائے جو میدان میں آکر مقابلہ کریں۔

مذکورہ بالا ہدائیوں کا لحاظ تمام مہمات عراق میں کیا جائے۔

حضرت خالد محرم سنہ ۱۲ھ کو مدینہ سے روانہ ہوئے اور اوّل بندرگاہ اُبلہ کا رخ کیا یہ بندرگاہ اس زمانہ میں ایران کے تمام بندرگاہوں سے پرشوکت تھا اور ہرمز ایران میں اوّل درجہ کا امیر تسلیم ہوتا تھا جو تاج کہ وہ پہنے تھا ایک لاکھ کی قیمت کا تھا۔ لڑائی سے قبل حضرت خالد نے ذیل کا خط ہرمز کو بھیجا۔

ترجمہ۔ بعد حمد وثنا۔ تم اسلام لے آؤ محفوظ رہوگے ورنہ اپنی طرف سے اور اپنی
قوم کی طرف سے جزیہ کا اقرار کرکے مسلمانوں کی پناہ میں
آجاؤ اور اگر یہ بھی نہیں تو پھر تمہارا ہی قصور ہے کیونکہ میں ایسے قوم کو
تمہارے مقابلہ میں لا رہا ہوں جن کو موت ایسی پیاری ہے جیسے تم کو
زندگی۔

ہرمز نے یہ خط جو بطور اعلان جنگ کے تھا پڑھ کر شہنشاہ کسریٰ اور ولیعہد کو روانہ کر دیا اور خود فراہمی لشکر کا انتظام شروع کیا چند ہی روز میں نہایت تیزی کے ساتھ اپنی فوج کو لیکر خالد رض کے مقابلہ میں آگیا۔

اوّل کو اظلم پہنچا وہاں معلوم ہوا کہ مسلمان مقام حیفر میں خیمہ زن ہیں جب حیفر میں آیا تو خالد نے اپنی فوجوں کو کاظمہ میں لاڈالا اسلئے ہرمز کو چارناچار کاظمہ آنا پڑا۔ اس دوادوش میں فوجیں تھک کر پست ہوگئیں۔

کاظمہ میں ایرانی آتش پرستوں نے پانی کے قریب چھاؤنی ڈالی تاکہ اسلامی فوج کو پانی کی تکلیف پہنچے ایرانی سپاہیوں کی ایک جماعت نے بھاگنے کے خوف سے اپنے پاؤں میں زنجیریں ڈال لی تھیں تاکہ بھاگ نہ سکیں اور مجبوراً لڑنا پڑے۔

حضرت خالد رضؓ مقابلہ کے لئے میدان میں آئے مگر اسلامی لشکر کو وہ جگہ خالی ملی جہاں پانی نہ تھا۔ لشکر کو اس جگہ ٹھہرنے میں تامل ہوا۔ حضرت خالد رضؓ کو رپورٹ گذری تو اُنھوں نے اعلان کردیا کہ یہیں اُترو اور اگر پانی کی ضرورت ہے تو پانی پر قبضہ کرلو۔ اور یہ منادی کرادی گئی۔

ترجمہ۔ میری جان کی قسم پانی اُس کا ہے جو دونوں حریفوں میں زیادہ

ثابت قدم اور جوانمرد ثابت ہو۔

یہ سُنکر مسلمانوں نے وہیں خیمے نصب کرنا شروع کردیے اب ہی سامان پورے طور سے ٹھکانے نہ لگا تھا کہ حضرت خالد نے حملہ کا حکم دیدیا تاکہ دشمن اپنی سفر کی خستگی سے فراغت نہ پاسکے۔

مگر اہل فارس اُس زمانہ کی فنون حرب سے خوب واقف تھے چنانچہ رسولؐ صلعم کے زمانہ میں حضرت سلمان فارسی ہی کی رائے سے مدینہ کے چاروں طرف خندق کھودی گئی تھی چنانچہ اس جنگ میں بھی انہوں نے چاروں طرف زنجیروں کا حصار بنا رکھا تھا تاکہ عرب سوار اسطرف نہ آسکیں۔

خالد رضؓ کے ماتحت اس وقت ۱۸ ہزار آدمی تھے جو تین حصوں میں منقسم تھے ایک حصہ مثنیٰ اور دوسرا حصہ عدی بن حاتم اور تیسرا حصہ اپنی ماتحتی میں لیکر حضیر کی طرف بڑھے تھے اور ان تینوں فوجوں میں ایک ایک منزل کا فاصلہ تھا۔ اور یہ ارادہ تھا کہ اوّل مثنیٰ کی فوج حملہ کرے اس کے بعد عدی کی

نقشہ یادگار دارا



یہ وہ عمارتین ہین جسکو سکندر اعظم نے ۳۳۱ قبل مسیح مین بعد فتح برباد کیا سوختہ شدہ عمارت کے آثار زمانہ خلافت مین موجود تھی مسلمانون نے جب ایران فتح کیا تو اِس عمارات کے قدیم آثار کو بدستور قائم رکھا اُس کے علاوہ اور کسی عمارت کو نقصان نہین پہنچایا - یہ عمارت ایسی وسیع ہین کہ انکے زینون سے گھوڑے اوپر چڑھ سکتے تھے یہ نقشہ موجودہ حالت کا ہے ::

(متعلق صفحہ ۶۳۹)

تازہ دم فوج شامل ہو کر حملہ آور ہو اور آخر میں خود حملہ کریں۔ مگر ہرمز نے کچھ ایسا بساط جنگ بچھایا تھا کہ یہ خیال پورا نہ ہوا اور دوسرا طریقہ وقت کی مناسبت سے اختیار کرنا پڑا۔

جب دونوں فوجیں مقابل ہوئیں اور معرکہ کارزار گرم ہوا تو حضرت خالد رضؓ سوار ہو کر اپنی صفوں سے باہر نکلے اور ہرمز کو مبارز طلب کیا ہرمز نے چند بہادر ایرانی ایک کمین گاہ میں چھپا دیئے اور ہدایت کر دی کہ میرے اشارے یا مناسب موقع پر خالد رضؓ پر حملہ کریں اور خود تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلے پر آگیا۔ خالد رضؓ نے اولاً اپنا حسب نسب بیان کیا۔ چونکہ یہ زمانہ شجاعت کا تھا اس لئے یہ دستور تھا کہ دو نبرد آزما فریقین کی طاقت کے نمائندہ ہو کر میدان میں آتے اور زور آزمائی کرتے اور ہر دو لشکر صفیں باندھے خاموشی کے ساتھ دیکھا کرتے اور حریف کی بہادری اور دلیری کا اندازہ کرتے۔

خالد نے اوّل ہاتھ تلوار کا لگایا حریف نے نہایت چستی سے ہٹ کر وار خالی دیا اس کے بعد ہرمز کی تلوار اٹھی ابھی خالد رضؓ کے سر تک نہ آئی تھی کہ خالد رضؓ نے نہایت سرعت سے بڑھ کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا۔ اس آہنی پنجے سے رہائی پانے کی ہرمز نے کوشش کی مگر بیکار رہی اور دوسرے جھٹکے میں خالد رضؓ نے تلوار چھین کر اس کو بے ہتھیار کر دیا۔ ہرمز کو چونکہ اپنی قوت پر ناز تھا فوراً خالد رضؓ سے لپٹ گیا۔ مگر خالد نے فوراً اس کا کمر بند پکڑ کر زمین سے اٹھا لیا اور زمین پر پٹک دیا۔ یہ دیکھ کر ہرمز کے پوشیدہ سپاہی کمین گاہ سے نکل کر اپنے افسر کو بچانے میدان کی طرف بڑھے ان کو دیکھ کر قعقاع بن عمرو کچھ سوار لیکر خالد رضؓ کی امداد کو جھپٹے مگر اس سے پیشتر کہ دونوں طرف کے سوار جمع ہوں ہرمز کا سر تن سے جدا ہو چکا تھا اور حسب دستور اس کا سامان حرب اور تاج خالد رضؓ کے قبضہ میں آچکا تھا۔

ہرمز کے قتل کے بعد جنگ مغلوبہ شروع ہوئی اور ایرانیوں نے جی توڑ کر ایک اور شدید حملہ کیا مگر بیکار ثابت ہوا کچھ دیر دست بدست لڑائی ہوئی مگر بے سر فوج کے پاؤں فوراً اکھڑ گئے اور ہزیمت کھا کر بھاگے اور مسلمانوں کو پوری فتح حاصل ہوئی۔ رات تک مفرورین کا تعاقب جاری رہا۔

زنجیریں میدان جنگ میں پڑی ہوئیں تھیں جب ان کو جمع کیا تو ایک شتر بار (تخمیناً ۴ من) ہوئیں اس وجہ سے اس لڑائی کا نام ذات السلاسل بھی مشہور ہے۔

اس فتح کی خبر معہ مال غنیمت جب حضرت ابوبکرؓ کو پہنچی تو نہایت خوش ہوئے اور ہرمز کا تاج جو ایک لاکھ قیمت کا تھا حضرت خالدؓ کو عطا فرمایا اسلام کا یہ مسئلہ ہے کہ خاص خاص معرکہ ہائے جنگ میں جو بہادر اپنے حریف کو قتل کرے تو وہ اُس کے بدن کے سامان کا مالک ہو جاتا ہے بیشمار مال غنیمت کے علاوہ ایک ہاتھی بھی مدینہ آیا خلیفہ وقت کے حکم سے اُسکا گشت شہر میں کیا گیا تاکہ ہر شخص اسلام کی اس فتح سے متاثر ہو بڈھے بڑھیاں اس کو دیکھیں اور حیرت سے کہتیں۔ کیا جو ہمارے آنکھوں کے سامنے ہے خدا کی مخلوق ہے۔ گشت کے بعد عراق کو بھیجدیا گیا۔

مدار کا معرکہ اس جنگ کے بعد مدار کا شدید معرکہ پیش آیا۔ دربار ایران کی طرف سے قارن کے زیرکمان ایک فوج ہرمز کی امداد کے لئے روانہ کی گئی تھی اب ہے یہ فوج پہنچنے بھی نہ پائی تھی کہ اس کو راستہ میں معلوم ہوا کہ ہرمز مارا گیا اور ایرانی شکست کھا کر بھاگ گئے اُس نے مدار کے مقام پر پڑاؤ ڈال دیا۔ حضرت خالدؓ کو جب اس امدادی فوج کا حال معلوم ہوا تو اُنھوں نے بھی اس طرف رخ کیا اور مقابل آکر صف آرائی کی مگر ایرانی تاب مقاومت نہ لاسکے ان کا سپہ سالار قارن میدان جنگ میں مارا گیا اور پھر فوج بھاگ نکلی، مسلمانوں نے تعاقب کیا مگر وہ کشتیوں پر سوار ہو کر دریا کو عُبور کر گئے یہ معرکہ نہایت سخت تھا ایرانی جو اس جنگ میں قتل ہوئے اُن کی تعداد تیس ہزار تھی اس شکست نے ایرانیوں کی کمر توڑ دی اور وہ سمجھ گئے کہ مسلمان عربوں سے مقابلہ کرنا کوئی معمولی بات نہیں پہلے جسقدر نظر حقارت سے وہ دیکھتے تھے اسی قدر اُن کے دلوں میں مسلمانوں کی ہیبت بیٹھ گئی۔ اسی لڑائی میں خواجہ حسن بصری کے والد حبیب گرفتار ہو کر آئے تھے۔

معرکہ دلجہ مدار کی شکست فاش کی خبر جب شہنشاہ ایران کو پہنچی تو اُس کو نہایت صدمہ ہوا اُس نے ایک

تازہ دم جرار فوج اندرزگر سپہ سالار کی ماتحتی میں دیگر مسلمانوں کے مقابلہ میں روانہ کی۔ جب یہ فوج مدائن سے روانہ ہوگئی تو دوسری فوج اور اس کی امداد کے لئے بہمن جادویہ کی سرگرمی میں روانہ کردی ایرانی فوج میں اکثر نصاریٰ عرب بھی شامل ہوگئے۔

حضرت خالد رضہ کو جب ان ایرانی فوجوں کا حال معلوم ہوا تو مقابلہ کے لئے آگے بڑھے اور اپنے خطِ جنگ کی حفاظت کے لئے جابجا فوجی دستے متعین کرتے گئے اور ہدایت کردی کہ وقت جنگ سمٹ کر چاروں طرف سے ایرانی فوج پر حملہ کریں اور خود ایک جرار فوج کے ساتھ ایرانیوں کے مقابل آکر حملہ شروع کیا جب معرکہ کارزار شروع ہوا تو عقب کی اسلامی فوج نے بڑھ کر ایرانی فوج کا پیچھے کا حصّہ دبالیا اس کے بعد تیسری اسلامی فوج اور نمودار ہوئی اور اس نے ایرانی دائیں پہلو پر قبضہ کرلیا اس کے بعد چھوٹے چھوٹے دستے اور آنے لگے اور اس طرح تمام ایرانی فوج گراں محصور ہوگئی اور ایرانی بدحواس ہوگئے اور جان بچانے کی فکر میں ہوئے مگر جس طرح بھی ہوسکا گھبرا کر بھاگ نکلے۔ مسلمانوں نے تعاقب کیا جسقدر موقع ملا قتل کیا۔ قبیلہ بکر کے جن عیسائی عربوں نے ایرانیوں کی مدد کی تھی وہ قریب قریب سب قتل کردیے گئے اندرزگر سپہ سالار اس بدحواسی کے ساتھ بھاگا کہ پانی بھی میسر نہ ہوا اور راہ میں پیاس کی شدت سے مرگیا۔

معرکہ الیس قبیلہ بنی بکر کے عیسائی عربوں کو جب اپنے ہموطنوں کے قتل کا حال معلوم ہوا تو اُن کو مسلمانوں سے اور زیادہ نفرت پیدا ہوگئی اور طیش میں آکر اپنے ہم قوم نصاریٰ کے خون کا بدلہ لینے کی غرض سے بہمن جادویہ کی فوج میں شامل ہوگئے۔

یہ ایرانی سپہ سالار اس وقت انبار کے متصل مقام الیس میں اپنی فوجیں لئے پڑا تھا۔ خالد رضہ کو اسکی خبر ہوئی اور یہ فوراً وہاں جا پہنچے اور اس خوبی سے اس کی فوج کا محاصرہ کیا کہ اس کی فوج کا سب سے بڑا حصّہ اسی میدان میں کھیت رہا بہت کم ایرانی تھے جنھوں نے مدائن جاکر دم لیا۔

معاہدہ خالد بنام صلوبا سوادی حضرت خالد رض نے ان اطراف کو دشمن سے صاف کرنے کے لئے دس ہزار آدمیوں سے ابن صلوبا حاکم سوادیر جو قس ناطف کا رئیس تھا اور دریائے فرات کے کنارے آباد تھا دس ہزار آدمیوں سے حملہ کیا مگر ایرانی فوج مقابلہ نہ کر سکی اور پریشان ہو کر اور اپنے مقتولین کو چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ وہاں کے حاکم نے حضرت خالد رض سے صلح کر لی اور ایک ہزار درہم جزیہ دینا قبول کیا۔ معاہدہ کے الفاظ ذیل میں درج ہیں جن سے خالد رض کی منصفانہ طرز عمل کا پتہ چلتا ہے۔ جو انھوں نے عراق عرب میں اختیار کیا تھا۔

ترجمہ فرمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از جانب خالد بن ولید بنام صلوبا سوادی ساکن کنارہ فرات۔

تو اللہ کی پناہ میں ہے قبول جزیہ کے بعد تیری جان بخشی گئی۔ تو نے اپنی ذات۔ اپنی رعایا۔ اپنے جزیرے اور بانقیا اور بار وسما کی طرف سے ایک ہزار درہم جزیہ دیا میں نے اس کو قبول کیا اور جو مسلمان میرے ساتھ ہیں انھوں نے اتفاق کیا اوس کے عوض میں تو اللہ کی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور مسلمانوں کی پناہ میں آگیا۔

ہشام بن ولید گواہ ہوا۔

یہ لوگ معاہدہ کے بعد پورے اطمینان سے کاروبار میں مشغول ہو گئے۔

محاصرہ حیرا ربیع الاول ۱۲ھ حیرا ایک چھوٹا ملک بابلستان کے پچھم میں شام کے ریگستان کے کنارے واقع ہے اس ملک کی بنیاد کسی قحطان کی قوم عرب نے ڈالی تھی اور چھ سو برس پہلے سے قائم تھا اور عرصہ دراز سے خاندان منذر کے شہزادوں کی حکومت میں چلا آتا تھا جو کسریٰ فارس کے

باجگذار تھے تیسری عیسوی صدی میں اکثر یعقوبی اور نصرانی قومیں بوجہ زیادتی اور بدانتظامی مشرقی گرجوں سے نکالدی گئیں وہ سب یہاں آکر آباد ہوگئے یہاں تک کہ حضرت صلعم کی پیدائش کے کچھ قبل ملک حیرا کا بادشاہ معہ رعایا کے عیسائی ہوچکا تھا۔

اس ملک کا دارالسلطنت بھی اسی کے ہمنام تھا۔ یہ شہر حیرا نہایت آباد اور اعلیٰ درجہ کی عمارتوں سے آراستہ تھا یہاں عمارتیں اس قدر خوبصورت تھیں کہ جب بادشاہ نے دیکھا تو خیال ہوا کہ کہیں اور یہ معمار نہ بنائیں کہ جس سے میرے شہر کی شہرت کم ہو ان معماروں کو مینار سے گرا کر فنا کردیا۔

مذکورہ بالا مہموں سے فارغ ہوکر حضرت خالد رضہ نے حیرا کا محاصرہ کیا جس کی نسبت حضرت ابوبکر رضہ نے ہدایت کی تھی کہ یہاں فوجیں سب مل جائیں اور پھر حملہ کیا جائے۔ یہ مقام ایرانیوں کی فوج کا صدر مقام تھا مگر اس کے محافظ مقامات فتح ہوچکے تھے اس لئے مرزبان حیرہ شہر اور قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے کیونکہ کسریٰ فرخ زاد کے قتل کی خبر اُس کو پہنچ چکی تھی مگر باقی سرداران لشکر اپنی ذمی فوج کو لیکر جمے رہے اور قلعہ بند ہوکر لڑنا پسند کیا کیونکہ اُن کو اپنے قلعہ کے استحکام پر غرور تھا۔ خالد رضہ نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور قلعہ دار کو کہلا بھیجا کہ اگر قلعہ ہمارے حوالے نہ کروگے تو بہت نقصان جان اور مال کا اُٹھاؤگے۔ اہل قلعہ نے آپس میں مشورہ کیا اور بالاتفاق یہ امر طے پایا کہ اس طرح قلعہ بند رہنے سے کیا فائدہ جب کھانے کو نہ رہیگا تو مجبوراً میدان میں جانا پڑے گا۔ لڑنے کی قوت نہیں مجبوراً شکست اُٹھانی پڑے گی اس لئے یہی مناسب ہے کہ صلح کرلی جائے۔ اور صلح کی گفتگو کرنے کے لئے ایک نوجوان اور ایک بوڑھے شخص عبداللہ بن عبدالمسیح کو منتخب کرکے اور بیش بہا تحفے دیکر خالد رضہ کے پاس روانہ کیا۔ دونوں شخص خالد کے پاس آئے اور عبدالمسیح نے آکر اوّل نہایت فصیح عربی میں حیرہ کی تعریف اور اُس کے گرد نواح کی زرخیزی اور اُس کے محاصل کی صفت بیان کی اور کہا کہ ایک وقت تھا جب یہ خطہ خطۂ ارم بنا ہوا تھا مگر اب خارستان ہے۔

خالد نے کہا۔ تم کون ہو

عبدالمسیح بولا ۔ خدا کا بندہ

خالد۔ کہاں مقام ہے

عبدالمسیح ۔ دنیا میں

خالد۔ تم کہاں سے آئے ہو۔

عبدالمسیح۔ اپنی ماں کے پیٹ سے۔

خالدرضؓ نے کچھ ترش رو ہو کر کہا کہ فضول مت بکو انسانوں کی طرح صاف صاف جواب دو۔

عبدالمسیح۔ میں باتیں تو انسانوں کی طرح کرتا ہوں مگر آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو اس کا میرے پاس کچھ علاج نہیں۔

خالد۔ اچھا صاف لفظوں میں بتاؤ تم کون ہو۔

عبدالمسیح۔ ابن آدم۔

خالد۔ پھر وہی مہمل جواب دیا۔ خیر اب یہ بتاؤ کہ ارادہ جنگ کا ہے یا صلح کا۔

عبدالمسیح۔ صلح کا۔

خالد۔ تم اہل عرب ہو یا عجمی۔

عبدالمسیح۔ تھا تو عرب مگر عجمی بن گیا اور اب پھر عجم سے عرب ہو گیا ہوں۔

خالد۔ اب میں تمہارا منشا سمجھا۔ اچھا بتاؤ یہ تمہاری مٹھی میں کیا ہے۔

عبدالمسیح۔ زہر۔

خالد۔ پھر اس طرح ہاتھ میں کیوں لئے ہوئے ہو۔

عبدالمسیح۔ احتیاطاً۔

خالد۔ اور وہ احتیاط کیا ہے۔

عبدالمسیح۔ وہ یہ اگر آپ ذرا بھی بدسلوکی کریں تو فوراً کھالوں اور اپنی قوم کو منہ نہ دکھاؤں۔

خالد۔ اچھا یہ زہر ذرا مجھے تو دکھاؤ۔

عبدالمسیح نے وہ پڑیہ بغیر کچھ بولے، خالد کے حوالے کردی۔ خالد نے۔ بسم اللہ و باللہ رب الارض والاسماء الذی لایضر مع اسمہ شیءٌ فی الارض ولا فی السّماء کہہ کر کھالیا اس کے کھانے سے کچھ دیر غنودگی طاری ہوئی مگر زہر کا اور زیادہ اثر نہوا۔ اس کے بعد عبدالمسیح سے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ تم لوگ ہم سے نہ لڑو بلکہ صلح کرلو۔ عبدالمسیح بولا کہ میں تو خود صلح کا طرفدار ہوں اور یہی بہتر ہے۔

چنانچہ بغیر خونریزی کے صلح ہوگئی۔ اور صلح نامہ مرتب ہوا۔

حضرت خالد رض نے خلیفہ کی ہدایت کے مطابق اُن تحفوں کو جو عبدالمسیح لایا تھا جزیہ کی رقم میں شامل کرلیا۔ مضمون صلح نامہ کا حسب ذیل تھا۔

ترجمہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ معاہدہ ہے جو خالد بن ولید نے عدی اور عمرو پسران عدی و عمرو بن عبدالمسیح اور ایاس بن قبیصہ کے ساتھ کیا یہ لوگ اہل حیرہ کے مقبولہ و مقرر کردہ قایم مقام ہیں یہ طے پایا ہے کہ ہر سال ایک لاکھ نوّے ہزار درہم بطور جزیہ وہ لوگ ادا کریں گے جو دنیاوی مقدرت رکھتے ہوں اور رہبان اور قسیس مگر وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو مفلس ہوں۔ دنیا سے بے تعلق ہوں۔ بنیاد معاہدہ حفاظت ہے اگر میں خالد بن ولید اُن کی حفاظت نہ کروں تو جزیہ کا کوئی جزو واجب نہ ہوگا اور وہ اہل حیرہ قولاً یا فعلاً بدعہدی کریں تو ہماری پناہ سے نکل جائیں گے۔

اس موقع پر ایک لطیفہ قابل ذکر ہے کہ ایک بدو عرب جس کا نام شویل تھا مدینہ آکر رسول اکرم کی حیات میں مشرف بہ اسلام ہوا ایک مرتبہ اس بدو نے رسول صلعم کی زبانی یہ بشارت سُنی کہ وہ وقت قریب ہے جب کہ مسلمانوں کے فتوحات ایران تک پہنچے گی اور حیرہ کے تمام محلات مسلمانوں کے قبضہ میں ہونگے اسی وقت شویل بدو نے نبی صلعم سے درخواست کی کہ یا رسول اللہ وہاں کے قیدیوں میں سے کرامہ جو عبد المسیح رئیس کی بیٹی ہے مجکو دی جائے ۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ وہ تمہاری ہی ہے ۔ اسوقت جب کہ حضرت خالد رض معاہدہ لکھنے لگے تو شویل بدو اس فوج میں موجود تھا ۔ یہ خالد رض کے پاس آیا اور رسول صلعم کا وعدہ یاد دلایا حضرت خالد رض یہ سُنکر ٹہر گئے اور عبد المسیح سے کہا کہ تم نے سنا یہ کیا کہتا ہے وہ بولا کہ سُنا مگر معاہدہ میں پیشتر یہ شرط نہیں طے ہوئی ہے حضرت خالد رض نے کہا کہ جب تک فرمودہ نبی صلعم پورا نہ ہوگا ہرگز صلح نامہ نہ لکھا جائیگا ۔ کرامہ چونکہ وہاں کے رئیس اعظم کی بیٹی تھی اس لئے حیرہ کو بھی یہ شرط گراں گذری کیونکہ اس امر سے تمام باشندگان حیرہ کی توہین تھی ۔

رفتہ رفتہ یہ خبر کرامہ کو معلوم ہوئی تو اُس نے اپنے باپ عبد المسیح اور دیگر رؤسار کو بلایا اور کہا کہ آپ لوگ اس شرط کی وجہ سے صلح ملتوی نکریے بلکہ آپ لوگ مجھے اُس کے حوالے کر دیجئے ۔ میں فدیہ دیکر فوراً آزاد ہو جاؤں گی کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا طالب کوئی نادان شخص ہے اور اسنے مجھے کہیں جوانی میں دیکھ لیا ہے اُس نادان کا خیال ہے کہ جوانی ہمیشہ قایم رہتی ہے اب اسوقت جب کہ وہ مجھے اس عمر اور حالت میں دیکھے گا فوراً میرے تبادلہ میں روپیہ قبول کرلیگا ۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا سرداروں نے لیجا کر شویل کے سامنے کھڑا کر دیا اور کہا کہ موجود ہے کرامہ نے کانپتی آواز سے کہا کہ میں حاضر ہوں آپ مجھ جیسے ضعیفہ سے کیا چاہتے ہیں، بہتر یہ ہے کہ آپ زر فدیہ لیکر مجھے آزاد کر دیجئے ۔

شویل نے اس کی جب صورت دیکھی تو اُس کے مقابلہ میں روپیہ لینا ہی مناسب سمجھا ۔ مگر یہ

شرط کی کہ میں جسقدر کہوں گا تم کو اُسی قدر دینا ہو گا۔ اُس نے کہا فرمائیے۔ شویل نے کہا ایک ہزار درہم۔ اُس نے فریب دینے کی غرض سے کہا کہ رقم تو بہت زیادہ ہے کچھ کم مانگیے شویل نے کہا کہ اگر میں اس سے کم لوں تو اپنی ماں کا بیٹا نہیں آخر ایک ہزار درہم دیکر کرامہ گھر کو واپس چلی گئی۔

لوگوں نے جب سُنا تو اُس کو بہت ملامت کی کہ ایسے رئیس اعظم کی بیٹی سے تم صرف ایکہزار درہم پر کس طرح راضی ہو گئے اس سے تو تم کو بہت بڑی رقم مل سکتی تھی۔ شویل نے کہا کہ مجکو تو ایکہزار سے زیادہ کوئی ہندسہ ہی نہ معلوم تھا میں جانتا تھا کہ تمام گنتی اسی عدد پر ختم ہے۔

لوگ اس مقدمہ کو حضرت خالد رض کے پاس لیگئے اور کہا کہ شویل کی نیت انتہائی عدد کی تھے نہ کہ ایک ہزار کی حضرت خالد رض نے فرمایا کہ ان کی نیت اللہ کے حوالہ ہم تو الفاظ کے ظاہری معنوں پر عمل کر سکتے ہیں۔

حضرت خالد کا انصاف اور ملکی انتظام حیرا کی صلح کے بعد ایرانی مرزبانوں اور دہقانوں نے ہی جب خالد کی یہ عظیم الشان فتوحات اور ان کے منصفانہ عہدناموں اور ان کے نیک سلوک اور خوبی برتاؤ کو دیکھا تو فلالیج سے لیکر ہرمزجرد تک کے رؤسا نے آکر بیس لاکھ درہم سالانہ جزیہ پر صلح کر لی۔

حضرت خالد رض نے فوجی اور ملکی انتظام کو ایک دوسرے سے علیحدہ رکھا تھا یعنی فوجی اور ملکی افسر جدا جدا تھے چنانچہ اوّل ہی جنگ کے بعد جس میں ہرمز مارا گیا فوج کے سردار حضرت سعید ابن نعمان اور ملکی حاکم سوید بن مقرن کیے گئے تھے۔

سوید کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اپنے ماتحت عُمّال وصول خراج کے واسطے مفصلات میں مقرر کریں جن پرگنوں کے باشندے مقابل نہیں ہوئے ان سے کچھ مزاحمت نہیں کیگئی۔ اور اس طرح نہایت نرمی کے ساتھ لگان کا بندوبست کر لیا گیا۔ بانقیا اور باردسما وغیرہ اسی سلسلہ میں تھے خراج کے صدر مقام حیرا اور اُبلہ تھے جو اس وقت سواد کہلاتے تھے۔ سواد حیرہ کے ماتحت حسب

ذیل پرگنے اور عامل خراج تھے۔

نام پرگنہ	نام عامل خراج وصول کنندہ
فلالیج (بلندی عراق کے مقامات)	عبد اللہ بن رثیمہ
بالقیار ، باروسما	جریر بن عبد اللہ
نہرین	بشیر بن خصامہ
رودستان	اُط بن ابی اُط

سواد اُبلہ کے حاکم مال سوید بن مقرن تھے اُن کی ماتحتی میں حسب ذیل عامل تھے۔

(۱) حسکہ حیطی (۲) حصین بن ابی الخیر (۳) ربعیہ بن عسل

ایرانیوں نے شروع میں اہل عرب کی فتوحات کو معمولی لوٹ مار خیال کیا تھا مگر جب مسلمانوں کا عزم راسخ اور انصاف اور نیک برتاؤ دیکھا تو اطمینان کے ساتھ اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے خوبی انتظام اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ صرف پچاس دن کے اندر تمام مفتوحہ مقبوضات کا مقررہ خراج داخل خزانہ ہو گیا۔ اس رقم سے مسلمانوں کو آیندہ مہمات میں بہت مدد ملی۔

جزیہ کی مقدار معاہدہ حیرا میں فی کس صرف چار درہم تھی جو ایک روپیہ کے قریب ہوتا ہے۔ عالم تارک الدنیا اور مفلس اس سے مستثنیٰ تھے۔ پھر اس ایک روپیہ کو سالانہ دیگر مسلمانوں کی جانب سے ان کی جان و مال کی حفاظت کا عہد نامہ ہوتا تھا۔

پھر اسپر یہ مزید شرط ہوتی تھی کہ اگر ہم مسلمان تمہاری حفاظت نہ کرسکیں گے تو جزیہ بھی نہ لیں گے ان باتوں کی معرکوں میں کسقدر احتیاط کیجاتی تھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خفیف واقعات کی کسقدر خبر رکھتے تھے۔

ذیل کا واقعہ اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ مضیح کی جنگ میں جب مُسلمانوں نے شبخون مارا تو دو مُسلمان بھی جو وہاں دشمنوں میں رہتے تھے کام آئے۔ ایک عبد العزیٰ جنکا اسلامی نام عبد اللہ تھا دوسرے لبید، شبخون کے وقت جو اشعار عبد اللہ کی زبان پر جاری تھے اسمیں یہ مصرع بھی تھا۔ سبحانک اللّٰھم رب محمد۔ حضرت ابو بکر رضؓ کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ نے دونوں شخصوں کا خون بہا اُن کے ورثا کو ادا کیا اور حکم دیا کہ ان کے عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا۔ کہ اس کی ذمہ داری میرے سر نہیں ہے جبکہ وہ دار الحرب میں مقیم تھے۔

خالد کا اصول عمل حضرت خالد کا ہر جگہ یہ اصول عمل تھا کہ جس جگہ پہنچتے تھے اوّل تبلیغ اسلام کرتے اگر وہ اسلام قبول نہ کرتے تو جزیہ طلب کرتے اگر اس سے بھی انکار کرتے تو اعلان جنگ کر دیتے چنانچہ حیرہ کی فتح کے قبل جب رُوسائے فارس بہ سرگروہی قیبصہ بن ایاس نائب کسریٰ حضرت خالد رضؓ سے گفتگو کرنے آئے تو خالد نے ان سے یہ کہا۔

ترجمہ۔ میں تم کو اسلام کی طرف بُلاتا ہوں اگر تم اسلام قبول کروگے تو تم مُسلمانوں کا ایک جزو بن جاؤگے اور تمہارے وُہی حقوق ہو جائیں گے جو ہمارے ہیں اور وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو ہم پر ہیں۔
اس سے انکار ہے تو جزیہ دینا قبول کرو اگر یہ بھی منظور نہیں تو سمجھ لو کہ تمہارے مقابلہ کے واسطے وہ فوجیں لیکر آیا ہوں جو موت پر ایسی عاشق ہیں جیسے تم زندگی پر جان دیتے ہو۔

شمالی عراق میں انبار کا محاصرہ فتح حیرہ کے بعد حضرت خالد نے حیرہ کو اپنا صدر مقام قرار دیا۔ وہیں سے ہر طرف انتظام کے واسطے آمد و رفت رکھتے تھے۔
جب حیرا پورے طور پر قبضہ میں آگیا اور رعایا کی امن و امان کا پُورا بندوبست ہو گیا تو یہاں سے

حضرت خالد نے ایک خط شاہ ایران کو لکھا جس کا مضمون ذیل میں درج ہے۔

از جانب خالد بن ولید بنام شہنشاہ ایران۔

خدا کا شکر ہے جس نے تمہارے جملہ نظام ملکی کو معطل اور تمہاری جملہ تدبیروں کو بیکار کر کے تم کو ابتر کر دیا اگر وہ ایسا نہ کرتا تو تمہارے لئے اور زیادہ برا ہوتا۔ تم ہمارے دین اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ پھر ہم تم کو اور تمہاری سرزمین کو چھوڑ دیں گے۔ ورنہ آخر میں تم کو یہی کرنا پڑے گا۔ کیونکہ میرے ساتھ ایسے لوگ ہیں جو موت کو اسقدر عزیز رکھتے ہیں جس قدر کہ تم زلیست پر عاشق ہو۔

اس وقت اہل ایران میں تخت سلطنت کے بابت بہت سے اختلاف تھے کیونکہ شاہی خاندان میں اسوقت کوئی ایسا نہ تھا جس کو تخت ایران پر بٹھایا جاتا۔ جس وقت حضرت خالد رضہ کا خط پہنچا تو اہل ملک کو نہایت انتشار پیدا ہوا اور انھوں نے اپنے باہمی نزاع کو مٹا کر فرخ زاد کو بادشاہ بنالیا اور یہ کہا کہ جب تک ساسانی خاندان کا کوئی شخص نہ ملے اس وقت تک سلطنت کے تمام کاروبار اسی کے ہاتھ میں رہیں۔

یہاں آلیتب ایک سرحدی مقام پر کار آزمودہ جوانمرد مثل حضرت ضرار بن ازور و حضرت ضرار بن الخطاب و مثنیٰ بن حارثہ مامور تھے خلافت کا حکم بابت عراق یہ تھا کہ جب حیرہ پر نشیبی اور بالائی سردار جمع ہو جائیں تو ایک سپہ سالار حیرہ میں قیام کرے اور دوسرا مدائن دارالسلطنت پر بڑھے اگرچہ خالد اپنی مفوضہ مہمات سر کر کے مقام حیرہ پہنچ گئے تھے لیکن حضرت عیاض اسی تیزی کے ساتھ اپنی مفوضہ مہم سر نہ کر سکے اسلئے خالد رضہ کو حسب الحکم خلیفہ وقت ان کی امداد کے لئے بمقام دومتہ الجندل جانا پڑا حیرہ میں اپنا قائم مقام قعقاع بن عمرو کو مامور کیا اسی سلسلہ میں حضرت خالد کربلا کی چھاؤنی تک

گئے اس وقت مسلمانوں کی آویزش کا سلسلہ دریائے دجلہ تک پہنچ گیا تھا مثنیٰ بن حارثہ مدائن کے سرحدی مورچوں پر برسر پیکار تھے۔

حضرت خالد رض نے چند یوم کربلا میں قیام کرکے فوجی نقشہ ذہن نشین کیا اس زمانہ میں وہاں مکھیوں کی کثرت تھی۔ عبداللہ بن وثیمہ نے شکایت کی تو خالد رض نے جواب دیا صبر کرو میں چاہتا ہوں کہ جن چھاونیوں کا فتح کرنا عیاض کے سپرد تھا اُن کو بہت جلد فتح کرکے مسلمانوں کو قابض کرادوں تاکہ مسلمانوں کا عقب محفوظ ہو جائے اور فوجی آمدورفت کا سلسلہ جاری ہو جائے اور یہی حکم خلیفہ وقت کا ہے اور خلیفہ کی رائے ایک جماعت کے برابر قوی ہے۔

یہاں سے موقع تاک کر حضرت خالد رض انبار کو روانہ ہوئے جب وہاں پہنچے تو وہاں کے باشندے قلعہ بند ہو بیٹھے ان کا محاصرہ کیا اور چاروں طرف سے ان پر تیر برسائے آخرہ لوگ مجبور ہو گئے اور صلح کا پیام دیا صلح اس شرط پر منظور ہوئی کہ جریدہ گھوڑوں پر سوار ہو کر نکل جائیں اور قلعہ معہ تمام مال و متاع مسلمانوں کے حوالہ کردیں۔ جب قلعہ خالی ہو گیا تو خالد رض نے ایک دستہ اس قلعہ کی حفاظت کے لئے تعینات کردیا اور زبرقان بدر کو ان پر افسر مقرر کیا۔ اس فتح کے بعد مفصلات کے رؤسا نے بھی جزیہ دیکر صلح کرلی۔

مہم عین التمر جب اس قلعہ کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو خالد عین التمر کی طرف بڑھے اس جگہ مہران پسر بہرام چوبین فوجیں لئے پڑا تھا۔ تمر۔ تغلب اور ایاد کے قبایل کے عیسائی عربی نسل عقہ بن ابی عقہ کی ماتحتی میں مہران کے لشکر میں آملے۔

عقہ نے مہران سے کہا کہ عرب کے باشندے عربوں کی طرز جنگ سے خوب واقف ہیں اسلئے تم ہم کو خالد رض کے مقابلے کے لئے بڑھنے دو اس نے کہا کہ بیشک تمہارا کہنا درست ہے کیونکہ لوہا لوہے کو خوب کاٹتا ہے۔

عقہ نے اپنی فوجوں کو خالد رض کے مقابلے میں بڑھایا اور دونوں فوجوں میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ خالد رض نے اپنی فوجوں کو آگے پیچھے کر کے عقہ کا محاصرہ کر لیا اور اس کو گرفتار کر لیا۔ اس کا گرفتار ہونا تھا کہ فوج بے سری ہو کر بھاگ نکلی۔ مہران نے جب جنگ کا یہ نقشہ دیکھا تو اس کے بھی پاؤں اکھڑ گئے اور قلعہ چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ عیسائی عرب بھاگ کر جب مہران کی طرف پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ پہلے ہی قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں یہ فوراً قلعہ میں داخل ہو گئے اور قلعہ بند کر لیا مسلمانوں نے انکا محاصرہ کر لیا اور بغیر پناہ دیے ہوئے سب کو قلعہ سے نکال کر تہ تیغ کر دیا۔

اس قلعہ میں چالیس لڑکے ملے جو انجیل پڑھا کرتے تھے انھی میں موسیٰ ابن نصیر فاتح اندلس کے باپ نصیر۔ محمد ابن سیرین کے والد اور حمران موتی عثمان وغیرہ بھی تھے یہ اسلامی فوج میں تقسیم کر دیئے گئے۔

اسی جگہ حضرت خالد رض کو عیاض بن غنم کا خط ملا جو بالائی عراق میں دومۃ الجندل کا محاصرہ کیے ہوئے تھے خط میں خالد رض کے بلانے کا مضمون تھا۔ خالد رض نے ان کو لکھا کہ اطمینان رکھو میں تمہارے ہی پاس آرہا ہوں۔

مہم دومۃ الجندل رمضان ۱۲ھ

دومۃ الجندل میں نصاریٰ عرب کثرت سے آباد تھے اس کا محاصرہ ایک طرف سے عیاض بن غنم کیے ہوئے تھے جب خالد رض کے آنے کی خبر مشہور ہوئی تو انکے رئیس اکیدر بن عبد الملک نے سب لوگوں سے کہا کہ میں خالد سے خوب واقف ہوں وہ دشمن کی فوج کی کمی بیشی کا خیال نہیں کرتے اور پھر مقابلہ اس خوبی اور دلیری سے کرتے ہیں ممکن نہیں کہ خالد کے مقابلہ میں شکست نہ کھا جائے۔ اس لیے میں تم لوگوں کو نیک صلاح دیتا ہوں کہ تم خالد کا یہاں آنا مبارک سمجھو اُن سے لڑو مت اور صلح کر لو لیکن اُنھوں نے نہ مانا اور ناراض ہو کر اور اُن کو چھوڑ کر چلے گئے اور اسی نکلنے میں مارا گیا۔

اس عرصہ میں خالد رضہ آن پہنچے عیاض ایک طرف تو موجود ہی تھے دشمن کے دوسری طرف سے خالد نے حملہ کیا سب فوج محاصرہ میں آگئی اور پریشان ہو کر شکست فاش کھائی۔ اور سوائے قبیلہ بنی کلب کے جو تمیم کے حلیف تھے جس کو عاصم بن عمرو تمیمی نے امان دی تھی سب کے سب قتل ہوئے۔
بعد فتح خالد حیرا واپس آگئے یہاں خبر پہنچی کہ عجمی لوگ ایک بڑی جماعت کر کے مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اس لئے فوج کی دو پلٹن حصید اور خنافس کی طرف روانہ کیں اور خود مصیخ کی طرف بڑھے۔ وہاں کے عربی قبائل جو مسلمانوں سے لڑنے کیلئے جمع ہوئے تھے ان سے ایک سخت لڑائی ہوئی بالآخر غنیم نے شکست کھائی۔

معرکہ فراض ۱۵ ذیقعدہ ۱۲ھ فراض ایک ایسا مقام ہے جہاں فارس، شام اور جزیرے کی سرحدیں ملتی ہیں۔ یہاں عید کی نماز ایک کثیر جماعت کے ساتھ ہوئی تھی یہ اسلامی نظارہ دیکھکر رومیوں کو غصہ آیا اور انھوں نے فارس کی چھاؤنیوں سے کفار عرب کے قبائل، تغلب۔ ایاد اور تمر سے امداد لیکر مسلمانوں سے لڑنے کا ارادہ کیا یہ قبائل روم کی سرحد پر واقع تھے اُن میں مسلمانوں کے خلاف جوش پھیلایا گیا مذکورہ بالا لڑائیاں اسی سلسلہ میں ہوئیں جب عرب۔ اور رومی اور فارس ہم خیال ہو گئے تو متفق ہو کر ایک عظیم لشکر کے ساتھ مسلمانوں کی طرف بڑھے۔ اور حضرت خالد سے دریافت کیا کہ ہم دریائے فرات عبور کر کے تمہاری طرف آئیں یا تم ادھر آؤ گے خالد رضہ نے کہا کہ تم ادھر آؤ۔ رومیوں نے کہا کہ بہتر مگر تم جس موقع پر کہ ہو وہاں سے ذرا پیچھے ہٹ جاؤ تو ہم دریا عبور کر آئیں، خالد رضہ نے انکار کیا۔ انکار سُن کر آپس میں مشورہ کیا کہ خالد رضہ ایک بہادر اور ضدی سپاہی ہے اپنی بات سے ہٹنے والا نہیں ہم کو خود دوسرے گھاٹ سے فرات کو عبور کرنا چاہیے۔ چنانچہ مخالف نے دریا عبور کیا اور خالد رضہ کے مقابلے میں آ جما خالد نے ایک ایسا سخت حملہ کیا کہ دشمن کو دور تک ہٹنا پڑا پھر دوسرے حملے میں دشمن پست ہو گیا اور میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا خالد رضہ نے تعاقب کیا اور کثرت سے دشمن کے سپاہی

مارے گئے۔

کامیابی کے بعد دس روز فراض میں قیام کیا اور ۲۵ ذیقعد کو عاصم بن عمرو کو حکم دیا کہ وہ فوجوں کو لیکر حیرہ واپس جائیں اور اپنے آپ کو ظاہر کیا کہ میں ساقہ پر رہوں گا لیکن وہاں کے چند ساتھیوں کو لیکر غیر معروف راستہ سے سیدھے مکہ پہنچے اور حج کر کے اسقدر جلد واپس آئے کہ ابھی تک فوج کا آخری حصہ یعنی ساقہ حیرہ میں داخل نہ ہو سکا تھا۔

واپس آئے تو فرمان خلافت ملا جس میں اس جسارت پر کہ لشکر سے علیحدہ ہو کر حج ادا کیا تنبیہ تھی اور آیندہ احتیاط کی ہدایت۔

اس طرح خالد رض نے ۱۲ھ کے اختتام سے پہلے تجویز شدہ مہم عراق کو پورے طور پر دائرہ اسلام میں داخل کر دیا۔

اس کے بعد فرمان خلافت اور موصول ہوا کہ تم شام کی طرف جاؤ اور یرموک کی اسلامی فوج میں شریک ہو جاؤ۔

حضرت خالد عراق میں کل ۱۴ مہینے رہے۔ اس زمانہ میں انہوں نے وہ وہ کارنمایاں کیئے کہ اتنے قلیل عرصہ میں آجکل باوجود اسقدر معقول جنگی سامان کے دنیا کا کوئی سپہ سالار ایسے کام نہیں کر سکتا یعنی مقام اُبلہ سے فراض تک سارا علاقہ ایران جیسی زبردست سلطنت سے چھین لیا اور ایرانیوں، عربوں اور رومیوں سے متعدد جگہ جنگ پیش آئی مگر ہر جگہ خالد ہی کو کامیابی ہوئی کسی جگہ مغلوب نہیں ہوئے۔ جس جگہ یہ جاتے تھے فتح آگے آگے چلتی تھی۔ واپسی کے مقامات کی ہمیشہ حفاظت رکھتے تھے تاکہ دشمن پیچھے سے نقصان نہ پہنچا سکے اور جب کسی مقام کو فتح کرتے تو وہاں کی رعایا کو خوش رکھنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے۔ خراج کی وصولی اور امن و امان قائم رکھنے کے لیئے ہر جگہ عامل مقرر کر دیتے۔ کاشتکاروں اور پیشہ وروں کے ساتھ رحم اور مہربانی کا

برتاؤ کرتے یہاں تک کہ وہ اسلامی حکومت کو ایرانی حکومت کے مقابلہ میں زیادہ پسند کرنے لگے۔ اور امن وامان کے ساتھ اپنے کاروبار میں مصروف ہوگئے۔

رعایا کے ساتھ جسقدر ان کا برتاؤ نرم اور نیک تھا اُسی قدر دشمنوں کے لئے وہ سخت تھے۔

مورخ طبری نے حضرت خالد رضؓ کی نسبت لکھا ہے کہ جب وہ موقع جنگ دیکھتے یا لڑائی کی خبر سُنتے تو پھر صبر ہوتا فوراً حملہ کردیتے اور سب سے پہلے دشمن کی فوج کے افسروں پر حملہ کرتے اور مقابلہ کرکے اُن کا خاتمہ کردیتے اور پھر لڑائی طول نہ پکڑتی اور فیصلہ فوراً ہوجاتا۔ غرضکہ حضرت خالد رضؓ کے کارنامے اسلامی تاریخ کا نور ہیں۔

ذی الحجہ سنہ ۱۲ھ میں حضرت ابو بکر رضؓ نے حج ادا کیا اُن کے پیچھے حضرت عثمان قایم مقام رہے۔

فتوحات روم

سنہ ۱۳ھ

جس زمانہ میں ملک شام کے غسانی بادشاہ سلطنت روم کے ماتحت تھے اونہوں نے عیسوی مذہب اختیار بھی کرلیا تھا اسی وجہ سے عراق کی طرح روم کی عربی سرحد پر بھی قبایل عرب آباد تھے جو اہل حجاز کے ساتھ گوناگوں تعلقات رکھتے تھے۔ ہجرت کے بعد جب مدینے کے گرد ونواح کے یہود مسلمانوں کی مخالفت پر تیار ہوکر اُٹھے اور اُن کی خصوصیت کا دائرہ وسیع ہوا تو اس مخالفت کا اثر حدود روم تک پہنچا اور پھر اس طرف سے بھی کاوش اور آویزش شروع ہوئی۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرجیل بن عمرو غسانی کے نام دعوت اسلام کا فرمان حارث بن عمیر ازدی کے ہاتھ روانہ کیا تو اس نے حارث نامہ بر رسول صلعم کو قتل کرادیا۔

اس کے نقصاص کے لئے ۸؁ہجری کے وسط میں ایک مہم تین ہزار مسلمانوں کی مدینہ سے رومیوں کے مقابلہ پر روانہ کی جو غزوہ موتہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس مہم کا جس کثیر فوج سے مقابلہ ہوا اس میں خود ہرقل روم عربوں کی ایک جماعت کثیر کے ساتھ موجود تھا۔ اور اس لڑائی میں حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر طیار وغیرہ شہید ہوئے آخر میں حضرت خالد اس قلیل فوج کو دشمن کے نرغہ سے نکال لائے اور مدینہ معہ فوج کے واپس آئے۔

رجب ۹؁ھ میں غسانیوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کیں لیکن قیصر روم نے بھی ان کی امداد چالیس ہزار فوج سے کی آنحضرت صلعم اس کی خبر پاکر تیس ہزار فوج لیکر خود تبوک تک تشریف لیگئے اس مہم کا مقصود ہرقل کے حملے کا روکنا تھا مگر رومی مقابلہ پر نہ آئے اسلئے مدینہ واپس آنا پڑا۔

مدینہ میں غسانیوں کی طرف سے وحشتناک خبریں پہنچا کرتی تھیں اور ہر وقت ان کے حملہ کا خطرہ لگا رہتا تھا اس وجہ سے نبی صلعم نے ۱۱؁ھ میں دوبارہ ایک لشکر ان کے مقابلہ کے لئے روانہ کرنا چاہا اور اسکا سردار اسامہ کو منتخب کیا جن کے باپ جنگ موتہ میں سپہ سالار فوج تھے اور شہید ہوئے تھے۔ مگر یہ لشکر حضور صلعم کی علالت کی وجہ سے رُک گیا اب ہی بیان ہو چکا ہے کہ مہم عراق کے دوران میں کس طرح رومی خود بخود میدان میں مسلمانوں کے مقابل آگئے تھے۔ انہی وجوہات سے حضرت ابوبکر کی نگاہیں جن دو شیروں پر پڑ رہی تھیں ان میں ایک ہرقل روم تھا عراق کی کامیابی کے بعد سفر حج سے واپس آکر حضرت ابوبکر نے مہم روم کا اہتمام کیا۔

اور فراہمی لشکر کے لئے چاروں طرف قاصد روانہ کئے۔

صدیق اکبر رضؓ کی دعوت پر چاروں طرف سے عرب کے قبائل اپنی سرداروں کی ماتحتی میں مدینہ آکر جمع ہونے لگے۔ حضرت ابوبکر کو مسلمانوں کی آمد کا انتظار تھا مدینہ کے باہر ایک دن انتظار کر رہے تھے کیونکہ انس بن مالک خادم رسولؐ اللہ نے ان کی روانگی سے پہلے ہی اطلاع کرادی تھی اسلئے

صحابہ اعظم آپ کے ہمراہ لوگوں کے منتظر تھے کہ اتنے میں ذوالکلام حمیری اپنے قبیلے کے لوگوں کے ساتھ صدیق اکبر رض کے سامنے آئے اور کہا۔

اتاک حمیر بالاھلین والولد	تمہاری طرف اے خلیفہ بنی حمیر اپنے اہل اور اولاد لیکر آئے ہیں
اھل السوابق والعالون فی الرتب	یہ لوگ تیز دست اور عالی مرتبہ ہیں۔
اسد غطارفۃ شوس عمالقہ	پہلوانوں کو میدان جنگ میں غضبناک ہو کر زمین میں ٹپکتے ہیں
یردوا الکماۃ غداۃ فی الحرب بالغضب	جنگ کرنا ہماری عادت ہے اور حملہ کرنا ہماری ہمت ہے
الحرب عادتنا والضرب ہمتنا	اور ذوالکلاح اپنے قبیلے اور اہل کیساتھ خود آیا ہے
وذوالکلاع دعانی الاہل والنسب	اور دمشق کو میں تنہا ہی فتح کرسکتا ہوں دوسروں کی مدد کی ضرورت نہیں
دمشق لی دون کل الناس اجمعھم	اور دمشق والوں کو میں جلدی تلوار کے گھاٹ اتار سکتا ہوں
وساکنیھا ساھریھم الی العطب	

اسی طرح اور بہت سے قبائل سابق دستور کے مطابق اشعار فخریہ پڑھتے ہوئے صدیق اکبر رض کے سامنے آئے اسی اثنا میں قبیلہ ندحج گھوڑوں پر سوار آپہنچے ان کا سردار قیس بن ہبیرہ خلیفہ وقت کے سامنے آیا اور اس طرح بولا۔

اتتاک کتائب منا سراعا	اے خلیفہ وقت۔ قبیلہ کے نوجوان پہلوان تیری طرف آئے ہیں،
ذوی التیجان اعنی من مراد	یہ لوگ صاحب تاج بنی مراد سے ہیں۔
فقدمتا امامک کے ترانا	ہم سب تیرے روبرو اس لئے آئے ہیں کہ تو ہمیں دیکھے
نبیذ القوم بالسیف البخاری	ہم کیا ہی اچھی قوم ہیں جنکے پاس کیسے عمدہ تلواریں ہیں

اسی طرح قبیلہ بنی طے حارث بن سعد طائی کے ہمرکاب اور قبیلہ بنی ازد جندب بن عمر دوسی کے ہمراہ اور بنو عیس مغیرہ کے ماتحت، اور بنو کنانہ حیشم بن اسلم کے ہمراہ دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔

تھوڑے عرصہ میں اہل مکہ و طائف و بنو کلاب و ہوازن و ثقیف بھی باری باری مدینہ میں آپہنچے اور تمام میدان اسلامی لشکر سے بھر گیا۔

سرداران قبیلہ کا روزانہ یہ اصرار تھا کہ چونکہ اب مدینہ میں گنجائش نہیں ہے اسلئے مہم پر جلد تر روانہ کر دیا جائے۔ صدیق اکبر رضہ نے ایک ایک ہزار کے دستے مرتب کئے اور اسپر ایک سپہ سالار اور سپہ سالار کے نیچے اور چند ماتحت افسر نامزد کر کے حضرت خالد بن ولید کو تمام افواج اسلامیہ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔

کل فوج چار حصوں میں تقسیم کی گئی اور ہر حصۂ فوج پر چار جلیل القدر سپہ سالار مقرر کئے اور ہر سپہ سالار کے سپرد جو علاقہ سپرد کئے گئے وہ ذیل میں درج ہیں۔

عمرو بن العاص	فلسطین براہ معرقہ جسکا صدر مقام بیت المقدس تھا۔
یزید بن ابی صفیان	دمشق
شرجیل بن حسنہ	اردن یا علاقہ بلقا یعنی بلندی شام
حضرت خالد بن سعید	حمص

اس تمام فوج کی تعداد جو ان چاروں سپہ سالاروں کے ساتھ تھی ۳۶ ہزار تھی۔

حضرت خالد اور حضرت ابو عبیدہ کے ہمراہ مزید فوج تھی جو اس وقت عراق کی مہم میں مصروف تھے جن کو اس وقت ہرقل روم کی فوجوں کے مقابلہ کے لئے حکم بھیجا گیا۔

ہرقل کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا ارادہ رومی سلطنت فتح کرنیکا ہے اور اسلامی فوج چار حصوں میں تقسیم ہو کر چار طرف بھیجی جا رہی ہے تو اس نے بڑے پیمانہ پر اہتمام کیا اور مندرجہ ذیل امرا کو سپہ سالار مقرر کیا۔

تذارق اپنے حقیقی بھائی کو ۹۰ ہزار فوج کا افسر بنا کر عمرو بن العاص کے مقابل۔

جرجہ بن توذر ۹۰ ہزار فوج کا افسر بنا کر یزید بن ابی صفیان کے مقابل

راقص " شرجیل کے مقابل

فیقار بن نسطوس ۶۰ ہزار " ابو عبیدہ کے مقابل

ان رومی سپہ سالاروں کے علاوہ اور مشہور سپہ سالار عیسائی بھی اُن کے نائب مقرر کئے گئے۔ جن سے اکثر مقامات پر جنگ پیش آئی جن کا ذکر اپنے اپنے مقام پر آئیگا۔

ہرقل بھی اپنی پوری قوت کے ساتھ حمص میں آگیا تاکہ امدادی فوجیں عین وقت پر پہنچ سکے اور یہ ارادہ کیا کہ مسلمانوں کے ہر لشکر کا علیحدہ علیحدہ مقابلہ کیا جائے تاکہ ان کو ایک جگہ جمع ہونے کا موقع نہ ملے۔

محاصرہ بصریٰ

مقام بصریٰ علاقہ حوران میں دمشق سے چار منزل پر حدود شام پر واقع ہے۔ یہ ایک مضبوط قلعہ بند شہر تھا۔ عراق۔ شام اور حجاز کے قافلے یہاں آکر قیام کرتے تھے اور اسی لئے یہ ایک اچھی خاصی منڈی ہو گئی تھی اور تجارت کی وجہ سے یہ شہر بارونق اور دولتمند ہو گیا تھا اور سلطنت نے اس کو قلعہ اور فوج سے مستحکم کر دیا تھا۔

یہ وہی مقام ہے جہاں دیر بصریٰ کی عمارات تھیں اور بحیرہ راہب کی ملاقات نبی اکرم سے ہوئی تھی اس وقت نبی صلعم ایک تاجر کی حیثیت سے اس جگہ تشریف لائے تھے۔ شعراء عرب نے اس شہر کی بہت تعریف لکھی ہے۔

رومانس نامی ایک عیسائی سلطنت روم کی طرف سے یہاں کا گورنر تھا۔ فلسفہ۔ حکمت اور تاریخ میں شہرہ آفاق تھا عربی مورخ اس کے مداح ہیں۔

شرجیل بن حسنہ اس شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ اور اہل بصریٰ بھی ان کے مقابلے

اور لڑنے کے لئے آمادہ تھے۔ روماس نے ان لوگوں کو لڑنے سے منع کیا اور کہا کہ اوّل مسلمانوں کا منشا دریافت کرلو اگر صلح سے کام نکل جائے تو لڑنے کی ضرورت نہیں۔ مگر لوگوں نے نہ مانا۔

ایک روز روماس خود ہی شرجیل بن حسنہ کے پاس آیا شرجیل نے نہایت تعظیم اور تپاک سے اس کا استقبال کیا[لہ]۔ رومی گورنر نے مسلمانوں کی فوج اور سامان حرب کا ایک ہی نگاہ میں اندازہ کرلیا اور اس وقت جو گفتگو ہوئی ذیل میں درج ہے۔

روماس۔ آپ کا مذہب کیا ہے۔

شرجیل بن حسنہ۔ میرا مذہب اسلام ہے۔

[لہ] ایک دوسری روایت اس طرح ہے کہ روماس نے اپنے لوگوں کو بہت سمجھایا کہ صلح مناسب ہے مگر کوئی نہ مانا اور اس کو بہت کچھ ملامت کی آخر کار جب لڑائی شروع ہوئی تو یہ اپنی صف سے نکلا اور شرجیل کو اپنا مبارز طلب کیا بعض راوی کہتے ہیں کہ خالد اس وقت آگئے تھے اور میدان جنگ میں گفتگو ہوئی جب روماس نے اپنا اسلام ظاہر کیا اور یہ وعدہ کیا کہ کچھ روز کی مہلت دیجائے تاکہ میں لوگوں کو بھی اپنا ہم خیال بنالوں تو خالد نے یا شرجیل نے منظور کرلیا اور جب روماس واپس ہونے لگا تو اس نے کہا کہ میرے بدن پر کچھ زخم لگا دو تاکہ لوگوں کو یہ نہ معلوم ہو کہ ہم دونوں مل گئے چنانچہ اس کے ایک زخم لگا دیا گیا روماس جب اپنے لوگوں میں گیا تو مسلمانوں کی بہادری کا ذکر کیا اور صلح کی ترغیب دی یہ سُنکر وہ لوگ ناراض ہوئے اور اس کو اُسی کے مکان میں بند کردیا جو قلعہ کی فصیل سے ملا ہوا تھا۔ اور اپنا دوسرا اپنا حاکم بنالیا۔ روماس اپنے مکان اور دیوار قلعہ میں نقب لگا کر ایک رات کو خالد کے پاس گیا اور فتح کرانے کا وعدہ کرکے عبدالرحمٰن کے ماتحتی میں سو جوان لیکر اور نقب سے گذار لے گیا اور رومی حاکم کو اُسی کے مکان پر قتل کردیا اور پھر پھاٹک شہر کا کھول دیا خالد اور شرجیل داخل ہوئے اور اس طرح شہر فتح ہوگیا۔ ۱۲-۱۲-

رومانس ۔ تم کس پیغمبر کو مانتے ہو۔

شرجیل ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جس کی تعریف توریت اور انجیل میں موجود ہے۔

رومانس ۔ محمد کہاں ہیں۔

شرجیل ۔ وہ وفات پا گئے اور میں ان کا ایک صحابی ہوں۔

رومانس ۔ محمد کا قایم مقام کون ہے۔

شرجیل ۔ ابوبکرؓ صدیق بن ابی قحافہ بن بکر

رومانس ۔ یہ شخص تو میرا دوست ہے اور یہاں کئی مرتبہ تجارت کے لئے آچکا ہے ۔ یہاں تم کس ارادہ سے آئے ہو۔

شرجیل ۔ دعوت اسلام کے لئے اور تم کو سیدھا راستہ دکھانے کے لئے۔

رومانس ۔ کیا تم ہم کو گمراہ سمجھتے ہو۔

شرجیل ۔ بیشک بلکہ ایسا گمراہ جس کا علم تم کو بھی نہیں یعنی تم ایک انسان کو خدا کا فرزند بتاتے ہو۔

رومانس ۔ مگر وہ تو کنواری مریم سے پیدا ہوا تھا۔

شرجیل ۔ یہ تو کوئی معقول دلیل نہیں کیونکہ آدم تو بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے تھے۔

رومانس ۔ جواب معقول پاکر کچھ دیر خاموش رہا اور پھر بولا آپ کی بات تو معقول ہے میں اسپر غور کروں گا ۔ کچھ مہلت مجکو دو۔

شرجیل ۔ اگر تم کو ہمارے مذہب میں کچھ بھی شک وشبہ ہو تو اسکو دریافت کر لینا۔

رومانس ۔ کیا اچھا ہو کہ جنگ موقوف کر دو ۔ ابوبکرؓ میرا دوست ہے اور اگر اس وقت وہ تمہاری جگہ ہوتے تو میری درخواست منظور کر لیتے۔

شرجیل ۔ میں اپنے خلیفہ وقت کے حکم کا پابند ہوں اگر وہ مجھ کو تنہا لڑنے کا حکم دیتے تو ہرگز تامل نہ کرتا

اور ہمارے خلیفہ کی نسبت بھی آپ کی رائے غلط ہے آپ کی جگہ اگر ان کا بیٹا یا باپ بھی ہوتا تو بپاس اسلام ہرگز وہ رعایت نہ کرتے۔

رومانس - میری یہ تمام گفتگو جو آپ سے ہوئی اس سے آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں لڑائی میں کمزور ہوں اور لڑنے سے جی چراتا ہوں مجکو آپ کی فوج کی کمی اور اپنی مستحکم قلعہ جات کا پورا اندازہ ہے - اگر لڑائی واقع ہوئی تو میں بشرطیہ فتح یاب ہونگا اور یہ بھی مجکو معلوم ہے کہ آپ لوگ اپنے ارادے کے پکے اور لڑنے میں جوشیلے ہیں لیکن اگر ہم قلعہ بند ہو جائیں تو آپ کے لئے فتح ناممکن ہے مگر میں بے فائدہ لڑنا اور خلق خدا کا فضول خون بہانا پسند نہیں کرتا۔

شرجیل - شاید آپ کو یہ نہیں معلوم کہ میں محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا فیض یافتہ اور کاتب وحی ہوں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ	ترجمہ - تھوڑے زیادہ پر غالب آتے
فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ	ہیں ہاں اگر اللہ چاہے (مگر)
مَعَ الصَّابِرِينَ -	استقلال شرط ہے۔

رومانس - میں اس کو تسلیم کرتا ہوں - مگر یہ بتایئے کہ کوئی معقول صورت مصالحت کی بھی ہے؟

شرجیل - کیوں نہیں - بلکہ ہم کو تو خلیفہ وقت کا حکم ہے کہ جہانتک ہو لڑائی سے پرہیز کرو اور صلح اور نرمی کے برتاؤ کی کوشش کرو - اور اسی غرض سے تین شرطیں پیش کرنے کا حکم ہے - اول یہ کہ دعوت اسلام دو اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو کچھ تشدد اور زبردستی مت کرو دوسری شرط اس حالت میں یہ پیش کرو کہ جزیہ دیں تاکہ ان کے جان و مال کی حفاظت ہو اور جزیہ کے لئے بہت آسانی ہے یعنی ایک دینار سے چار دینار تک فی کس سالانہ موافق حیثیت اور اس میں عورتیں - بچے - بڈھے - اپاہج - گوشہ نشین - فقیر اور مسکین مستثنیٰ ہیں - یہ

جزیہ کا روپیہ فوجی انتظام میں صرف ہوتا ہے جو آپ کے جان و مال کی حفاظت کے لئے مقرر ہے۔ اگر اس سے بھی انکار ہے تو تیسری شرط میں تلوار ہے۔

رومانس۔ آپ کے شرائط تو نہایت نرم ہیں اور فتحمند قوم سے ایسی توقع مشکل ہے۔

شرجیل۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم کو ہوس ملک گیری کی نہیں ہے بلکہ اشاعت اسلام ہمارا منشا اور فرض ہے تاکہ لوگ ایک دفعہ نور حق سے واقف ہو جائیں۔ چونکہ اب زمانہ ترقی کر گیا ہے اور بھلے برے کی تمیز لوگوں میں موجود ہے اور ہر فرد بشر حق و باطل کو تمیز کر سکتا ہے اسلئے ہر شخص اپنا نفع نقصان خود سوچ سکتا ہے اسلام قبول کرنے میں ہرگز کسی پر جبر و اکراہ نہیں ہے کیونکہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔

لا اکراہ فی الدین قد	ترجمہ۔ کچھ۔ زبردستی نہیں دین اسلام میں
تبیّن الرشد من الغی	(کیونکہ) ظاہر ہوگئی ہدایت اور گمراہی۔

رومانس۔ یہ تو آپ کی سب باتیں حکمت سے بھری ہوئی ہیں اور ایسی معقول باتیں ہیں کہ کوئی ذی عقل ان سے انکار نہیں کر سکتا۔

شرجیل۔ بیشک یہ خیال آپ کا صحیح ہے کہ ان باتوں سے انکار کرنے والے صرف بیوقوف ہی ہوں گے لیکن اگر وہ بیوقوف ہماری صحبت میں کچھ دن رہیں تو ضرور راہ راست پر آجائیں۔

رومانس۔ درحقیقت اگر اسلام کے یہی اصول ہیں تو مجکو بھی قبول ہے۔

شرجیل۔ بیشک اسلام یہی ہے کہ خدا واحد اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے۔

رومانس۔ کون شخص اس کی بشریت سے انکار کر سکتا ہے

شرجیل۔ مگر تمہاری قوم انکار کرتی ہے اور حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا تسلیم کرتی ہے۔

رومانس - مگر میں اسکو ابن خدا تسلیم نہیں کرتا۔

شرجیل - الحمد للہ - اگر تم ہر نبی کو خدا کا بندہ تسلیم کرتے ہو تو پھر ہم میں اور تم میں کچھ فرق نہیں رہا۔

رومانس - بیشک میں خدا کو واحد اور اس کے رسول کو اس کا بندہ مانتا ہوں۔

شرجیل - اگر تمہارا یہ خیال ہے تو تم مومن اور مسلمان ہو اور تمہاری لیاقت کی جو شہرت میرے کانوں تک پہنچی تھی وہ صحیح ثابت ہو گئی۔

رومانس کچھ دیر خاموش رہا اور پھر بولا - اگر آپ کچھ روز صبر کریں تو میں اپنی قوم کو ہدایت کروں اور راہ راست پر لانے کی کوشش کروں اگر وہ نہ مانیں تو پھر آپ کو اختیار ہے جیسا آپ مناسب سمجھیں کریں۔

شرجیل نے یہ مشورہ منظور کیا۔ رومانس یہاں سے رخصت ہو کر اپنی قوم میں گیا اور ایک مجلس شورہ منعقد کی جس میں تمام اکابر قوم شامل تھے اور سب کو یہ مشورہ دیا کہ جزیہ پر صلح کر لینی چاہیے۔ یہ سنکر تمام لوگ برافروختہ ہوئے اور بولے اگر تم ایسے ہی بزدل تھے تو فوجی کاموں میں کیوں حصہ لیا۔ زنان خانہ میں بیٹھ کر زندگی بسر کی ہوتی۔ رومانس نے ہر چند سمجھایا مگر جواب نامعقول سنا مجبوراً سب کام انپر منحصر رکھا اور اس کی اطلاع شرجیل کو پہنچادی۔

رومانس تمام فوجی کاروبار دوسروں کے سپرد کر کے اپنے مکان میں جو قلعہ کے متصل تھا جا بیٹھا۔

دوسرے روز دیر جان - فوج کا سپہ سالار بنگر اور اہل بصری کو تیار کر کے فصیل شہر پر نمودار ہوا یہاں مسلمان صف بستہ تیار تھے یہ دیکھکر قلعہ سے تیر برسنے لگے یہاں سے بھی جواب دیا گیا مگر اسلامی فوج اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھی اسی طرح کئی روز تک جانبین میں تیر اندازی ہوتی رہی یہ حالت دیکھ کر اہل قلعہ کو مسلمانوں کی کمزوری محسوس ہوئی اور ان کی جرأت اور ہمت میں

ترقی پیدا ہوئی اور اہل شہر کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ مسلمانوں سے کھلے میدان میں مقابلہ کرنا ہمارے لئے مفید ہوگا اور آخر ایک دن فوج کو شہر سے باہر نکالا اور مسلمانوں کے مقابل صفیں آراستہ کردیں۔

شرجیل کا بھی یہی مطلب تھا کہ وہ میدان میں آئیں تو اسلامی تلوار کے جوہر دکھائے جائیں آخر ایک روز ویرجان اپنی فوج کو شہر پناہ سے باہر نکال کر مسلمانوں کے مقابل ہوا پھر کیا تھا ایک دن حملہ رومی فوج پر کیا گیا اور دست بدست کی لڑائی شروع ہوگئی۔ مسلمان تعداد میں کم پھر اس پر یہ کہ آفتاب سامنے اس لئے مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اور ویرجان مسلمانوں کو دباتا ہوا دور تک لے گیا۔

حضرت خالدرضؓ اس وقت اپنی عراقی فوجی کارروائیوں میں مصروف تھے۔ کہ یہاں سے حضرت ابوعبیدہ کا ایک خط صدیق اکبرضؓ کے پاس پہنچا کہ قیصر روم نے اپنی فوجی مہم کا بہت بڑا اہتمام کیا ہے یہاں اسلامی سپاہ تعداد میں بہت کم ہے صدیق اکبرضؓ اس وقت جسقدر حضرت خالدؓ کی فتوحات سے خوش تھے اسی قدر آپ کا دل اس خط کے آنے سے پژمردہ ہوگیا آپ نے فوراً ہی خالد کو لکھا کہ وہ عراق عرب کی کارروائیوں کو کسی ہوشیار ماتحت کے سپرد کردیں اور خود شام کی حکومت عام کی طرف مدد کے واسطے روانہ ہوجائیں چنانچہ حضرت خالد نے فوراً ہی اپنی عراقی فوج مثنیٰ ابن حارث کی ماتحتی میں چھوڑ کر آپ معہ پندرہ سو سواروں کے شام کی طرف روانہ ہوئے۔

شرجیل بن حسنہ دعا کر رہے تھے کہ اللھم انصرنا علی القوم الکفرین اور تمام فوج میں ایک افسردگی چھائی ہوئی تھی کہ اسی وقت ایک غبار حوران کی طرف سے اٹھتا نظر آیا سب کی نظریں اس طرف جم گئیں کہ دیکھیے یہ کس کی فوج ہے مسلمانوں نے اسلامی پھریرے

کا گمان کرکے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور اُدہر سے جواب فوراً تکبیر میں ملا - اور پھر آناً فاناً میں حضرت خالد معہ عبدالرحمن بن ابی بکر رض و رافع بن عمرہ طائی علم بردار ڈیڑھ ہزار کی جماعت سے میدان جنگ میں آ داخل ہوئے یہ دیکھ کر مسلمانوں کا پلہ بھاری ہوگیا اور خوشی کے مارے میدان جنگ گونج اٹھا - اسی قدر دشمن کی فوج پر ہراس و خوف طاری ہوگیا اور رومی سپاہی لڑنے سے جی چرانے لگے اور بھاگنے کا راستہ تکنے لگے - اہل شہر چار دیواری سے یہ معرکہ دیکھ کر گھبرائے اور دفعتاً انپر بھی خوف طاری ہوگیا اور تمام شہر میں ایک تہلکہ مچگیا - شہر کے گرجوں میں گھنٹیاں بجنے لگیں عیسائی عابدوں کی دعا کی آواز بلند ہوئی عورتوں اور بچوں کے رونے کا شور پھیل گیا آخر کار بصری کا لشکر بھاگا اور شہر کے پھاٹک میں تباہ اور زخمی جس طرح بھی ہوسکا گرتے پڑتے داخل ہوگئے اور قلعہ کا دروازہ بند کرلیا اور پھر پہرہ اڑایا گیا اور قیصر روم کے پاس چند قاصد مدد کے واسطے روانہ کئے مسلمانوں نے قلعہ تک تعاقب کیا اور اس عرصہ میں کئی ہزار کا سر زمین پر گرادیا -

دیرجان سپہ سالار کو خالد رض کی اس بے وقت آنے سے یہ خیال ہوا کہ مسلمانوں نے سپاہیانہ چال چلی یعنی مقابلے میں بہت کم فوج رکھی اور کمین گاہ میں فوج کا بہت بڑا حصہ چھپا دیا اور راب نہ معلوم کہ اور کسقدر فوج پوشیدہ ہے اور اُن کی اس چال نے ہم کو میدان میں لڑنے پر مجبور کردیا اب ہم کو قلعہ بند ہوکر قیصر کی مزید امداد کا انتظار کرنا چاہیے اور قلعہ شہر اس قدر مستحکم ہے کہ مسلمان اگر پوری قوت سے بھی حملہ کریں گے تو ہرگز فتح نکر سکیں گے -

خالد رض نے اپنی تمام فوج کو فصیل شہر کے چاروں طرف ڈال دیا اور شرجیل سے کہا کہ یہ تمہارا ہی حوصلہ تھا کہ اسقدر قلیل فوج سے دشمن کے مقابلے میں جمے رہے - شرجیل بولے کہ میں نے حضرت ابوعبیدہ رض کے حکم کی تعمیل کی تھی مجکو دوست اور دشمن کی گنتی نہیں آتی - اللہ پر بھروسہ میرا شیوہ ہے اور تم بھی اس کے قائل ہو -

اب ہی ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ ایک روز رات کے وقت حضرت خالد کے خیمہ میں شرجیل بن حسنہ

اور رومانس داخل ہوئے۔ خالد کو رومانس کا حال پہلے سے معلوم ہوچکا تھا کہ یہ شہر کا والی ہے اور مسلمان ہوچکا ہے اس لئے نہایت خلوص اور محبت سے پیش آئے۔

رومانس نے کہا کہ مجکو یقین کامل ہوگیا ہے کہ آپ صداقت پر ہیں اور خدا سچے کا حامی ہوتا ہے میرا مکان فصیل شہر سے ملا ہوا ہے میں اس وقت بذریعہ کمند نیچے اُتر کر آپ تک آیا ہوں اگر آپ کی خواہش ہو تو میں آپ کو ویرجان کی خوابگاہ تک پہنچا سکتا ہوں لیکن آپ کو اول یہ عہد کرنا ہوگا کہ اگر قلعہ فتح ہوجائے اور اہل قلعہ مقابلہ نہ کریں تو آپ بھی اون کو قتل نہ کریں۔

شرجیل نے جواب دیا کہ جو شخص ہم سے نہیں لڑتا ہم بھی ہرگز نہیں لڑتے اور نہ قتل کرتے ہیں کیونکہ ہمارے لئے اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ اُس سے لڑو جو تم سے لڑے۔ اہل شہر اگر امان کے خواستگار ہوں تو انکو امان دیجائے گی ہم لوگ اپنے عہد سے ہرگز نہیں پھرتے آپ ہر طرح اطمینان رکھئے جو امن کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ مستحکم ہے

رومانس کو اطمینان ہوگیا۔ اور بولا کہ پھر دیر کیا ہے چلنے کے لئے تیار ہوجاؤ۔ حضرت خالد رضؓ نے عبد الرحمن بن ابی بکرؓ اور ضرار بن ازور کو معہ چند جوانوں کے رومانس کے ہمراہ کردیا اور کہا کہ بسم اللہ کرو یہ سب لوگ رومانس کی رہنمائی سے ایک ایک کرکے بذریعہ کمند فصیل شہر پر چڑھے اور ویرجان کے مکان کا راستہ لیا راستہ میں طلایا نے روکا رومانس نے اپنا نام بتایا اور ان سب کو اپنا دوست بتا کر صاف نکال کر لیگیا ویرجان کے مکان پر پہنچکر اول رومانس اور عبد الرحمن آگے بڑھے اور آواز دی۔ ایک ملازم باہر آیا اور ویرجان کو رومانس کی اطلاع دی ویرجان نے اندر بلایا تو اس کے ہمراہ عبد الرحمن کو دیکھ کر پوچھا یہ کون۔ کہا کہ یہ میرا رفیق ہے ویرجان برہم ہو کر خاموش ہوگیا۔ پھر طنزاً بولا کہ اس وقت آنے کی کیا وجہ کیا مرد بن کر آیا ہے یا زنانہ لباس میں آیا ہے۔

رومانس نے یہ کہا کہ یہ شخص جو میرے ہمراہ ہے یہ میرے ایک بڑے دوست کا لڑکا ہے آپ سے

ملنے کا ان کو نہایت شوق تھا اور اُنھوں نے ہی مجھکو مجبور کیا کہ میں آپ سے اُن کو ملوادوں۔

دیرجان - پھر مسلح ہو کر آنے کی کیا ضرورت تھی۔

رومانس - چونکہ آج کل شہر خطرہ میں ہے اس لئے ہر شخص پر اپنی حفاظت ضروری ہے۔

دیرجان - آخر یہ شخص کس کا بیٹا ہے۔

رومانس - یہ عتیق کا بیٹا ہے جس کی فوجیں شہر کا محاصرہ ڈالے ہوئے ہیں۔

یہ سُنکر دیرجان ایک دم اچھل کر عبدالرحمٰن پر جھپٹنا چاہتا تھا کہ عبدالرحمٰن نے اس کو مہلت نہ دی اور لپک کر ایک دم اُس کو دبوچ لیا اور تلوار گردن پر رکھدی۔ اور خاتمہ کردیا۔

یہاں سے کامیاب ہو کر سب لوگ دروازہ شہر پر پہنچے دربانوں نے مزاحمت کی مگر کمزور ہونیکی وجہ سے مغلوب ہوئے دروازہ فوراً کھول دیا گیا اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا گیا۔ حضرت خالد اسی آواز کے منتظر تھے۔ ایک دم دروازہ پر حملہ کردیا اور اپنی فوجوں کو شہر میں داخل کرکے چاروں طرف پھیلادیا اور اس طرح صبح سے پیشتر تمام شہر پر قبضہ کرلیا۔

جب اہل شہر کو اس مصیبت کا حال معلوم ہوا تو ممتاز لوگوں کو اپنی طرف سے حضرت خالدؓ کے پاس بھیجا اور امن کی درخواست پیش کی۔ ایک شخص نے دوران گفتگو میں کہا کہ اے سردار ہم کو ہرگز یقین نہ تھا کہ مسلمان اس طرح شہر پر قابو پائیں گے اب چونکہ صلح اور امن کا عہد ہوچکا ہے اس لئے ہم کو شہر کی تسخیر کا راز بتا دیا جائے حضرت خالد خاموش ہوگئے کیونکہ اُن کو رومانس کا نام بتانا منظور نہ تھا۔ مگر رومانس فوراً کھڑا ہوا اور بولا کہ میں نے تم لوگوں سے پہلے ہی کہا تھا کہ صلح کرلو۔ تم نے نہ مانا اور اگر اب بھی تمہاری جان بچی ہے اور تم کو امان دیگئی ہے تو میری ہی امان کی وجہ ہے۔ میں ہی وہ شخص ہوں جس نے مسلمانوں کی امداد کی اور میں ہی وہ شخص ہوں جس نے اول تمہاری جان محفوظ رکھنے کا عہد مسلمانوں سے لیا۔

قبضہ ہونے کے بعد رومانس بدستور والئی بصریٰ مقرر رہے اور ہمیشہ مسلمانوں کے خیرخواہ
رہے اور رسد اور فوجی امداد دیتے رہے۔

فتوحات دمشق

دمشق زمانہ قدیم سے اپنی دلچسپ عمارات۔ مال اور خوبصورتی کے لئے مشہور رہا ہے یہ شہر
مشرقی اطراف میں نہایت مرصع اور وسیع شاداب زرخیز زمین میں واقع ہے اور نہایت محفوظ جگہ
ہے اس کو چاروں طرف سے کوہ لبنان گھیرے ہوئے ہے چونکہ اس شہر میں اس ریشمین چیز کی ایجاد
ہوئی جس کو دمشق کہتے ہیں اس لئے یہ شہر اسی کے نام سے مشہور ہو گیا۔
دمشق کو حصن الشام اسلئے کہتے تھے کہ اس کی مضبوط کوہستانی سنگین دیواریں ناقابل تسخیر خیال کی گئی
تھیں حضرت ابراہیمؑ سے پیشتر بھی یہ شہر آباد تھا اس لئے تاریخی دنیا میں یہ سب سے پرانا شہر ہے۔
اگرچہ اس کی دیواروں کی مرمت مختلف زمانوں میں ہوتی رہیں مگر پھر بھی اس وقت تک باقی رہنا
حیرت انگیز ہے۔

چونکہ دمشق ناقابل تسخیر قلعہ تھا جہاں فوج اور رسد کا پورا انتظام رہتا تھا اسلئے اسکی فتح کے بعد
اسکے فاتح کو تمام شام میں کوئی روکنے والا نہ تھا درحقیقت شام کی قسمت کا فیصلہ اسی ایک شہر پر منحصر تھا
چونکہ اس شہر کے فتح کے لئے مسلمانوں نے دو ماہ کامل خونریزی جاری رکھی اسلئے دمشق کا پورا
حال لکھا جاتا ہے تاکہ آئندہ کا مضمون بخوبی سمجھ میں آجائے۔ قلعہ دمشق کی دیوار بیضاوی شکل میں
شہر کے چاروں طرف بنی ہوئی ہے۔

نقشہ شہر و قلعہ دمشق ملاحظہ ہو

قلعہ دمشق

باب الفرادیس

باب الفرج

باب السلام

باب توما

باب شرقی

باب الجابیہ

باب کیسان

باب صغیر

جامع اموی

شارع مستقیم

خندق قلعہ

قلعہ کی دیوار شہر کے چاروں طرف بیضاوی شکل میں بنی ہوئی ہے۔ اس قلعہ شہر کے آٹھ دروازے ہیں جن سے سڑکیں نکل کر شام کے دوسرے مقامات کو جاتی ہیں۔

دروازہ اوّل کا نام باب الشرقی ہے جو جانب شمال واقع ہے یہ تین دروازہ کا پھاٹک ہے وسطی محراب ۴۸ فٹ بلند ہے اور ۲۰ فٹ ۶ انچہ چوڑی ہے دائیں بائیں کے دروازے اسکے نصف ہیں۔ اس دروازے سے جانب جنوب یہ دیوار خمدار ہوگئی ہے جس کے کونہ پر ایک مینار ہے جس کے دائیں بائیں دو شیر پتھر کے بنے ہوئے ہیں۔ یہاں سے دیوار باب کیسان تک چلی گئی ہے جسکے راستہ میں تین مربع شکل کی میناریں تعمیر ہیں۔ عیسائی اس دروازہ کو باب پولوس کہتے ہیں[1]۔ یہاں سے دیوار خم کھاکر باب صغیر کو جاتی ہے اور پھر یہاں سے باب جابیہ تک پہنچتی ہے اس جگہ بھی مثل باب شرق کے تین دروازے ہیں باب جابیہ سے ایک مشہور سڑک مقام مرج صفر کو جاتی ہے اسی سڑک کا نام شارع جابیہ ہے۔ جس کا ذکر انجیل میں آیا ہے[2]۔ یہ سڑک پچاس فٹ چوڑی تھی اور حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں یہاں یہودی رہا کرتے تھے پولس رسولؑ کے زمانہ میں ان کے شاگردوں نے بھی یہاں قیام ڈالدیا تھا۔

اسی سڑک پر ایک مشہور گرجا تھا جو گرجہ مریم یا گرجہ یوحنا کے نام سے مشہور تھا۔ اس گرجہ کا پہلا

---

[1] وجہ تسمیہ اس دروازہ کی یہ ہے کہ پولس ابتدا میں عیسائیوں کا دشمن تھا یہ ان کو دق کرنے دمشق آیا تو اس کو ایک نور دکھائی دیا اور یہ آواز حضرت عیسیٰؑ کی سنائی دی کہ تو مجھے کیوں ستاتا ہے پولس یہ سنکر ایمان لے آیا اور پھر دمشق میں آیا آنکھیں نور کی چمک سے جاتی رہی تھیں چنانچہ حضرت عیسیٰؑ کے اعجاز سے اچھی ہوگئیں۔ جب یہاں کے یہودیوں کو معلوم ہوا تو یہ جان کے خوف سے بھاگنے کی تجویز کرنے لگا اور ایک رات موقع پاکر اس دروازے سے دو تین گز کے فاصلہ پر ایک ٹوکری میں رکھ کر اپنے آپ کو نیچے اتار دیا اور بھاگ گیا اسلئے اس دروازہ کا نام باب پولوس مشہور ہوگیا (اکارنتھیس ۱۱-۲۳) [2] رسولوں کے اعمال باب ۹

نام البریض تھا اور یہاں سورج کی پرستش ہوتی تھی۔ جب مسلمانوں کے قبضہ میں آیا تو اس کا نام جامع اموی ہوا۔

یہاں سے دیوار خمیدہ ہو کر اور باب الغرب کو طے کرکے باب سرایا تک پہنچتی ہے یہاں ایک قلعہ ہے جس کے آثار اس وقت تک موجود ہیں اس کی ایک دیوار شہر کی مغربی دیوار سے ملی ہوئی ہے قلعہ کا وہ دروازہ جو جانب شمال ہے باب الفرج کہلاتا ہے جو دمشق کا نیک فال دروازہ مشہور ہے۔ دوسرا دروازہ قلعہ کا باب الفرادیس کے نام سے مشہور ہے اس کو باب العمارہ بھی کہتے ہیں اسی کے سامنے دیر صلیبا تھا جو بعد میں دیر خالد کے نام سے مشہور ہوا۔

پھر اس حصار کی دیوار باب اسلام پر ختم ہوتی ہے چونکہ یہاں کوئی معرکہ نہیں ہوا اس لئے عرب اس دروازہ کو باب السلام کہتے ہیں یہاں سے دیوار چل کر باب توما یا تھومس تک جاتی ہے تھومس قیصر کے داماد کا نام تھا باب توما سے باب الشرق پر یہ قلعہ کی دیوار ختم ہو کر شہر کو اپنے حصار میں لے لیتی ہے۔

اس دیوار کے چاروں طرف ایک خندق تھی جس میں پانی دمشق کی پوری نہروں سے آتا تھا۔ نہریں کثرت سے تھیں جو ملک کے ہر حصّہ کو شاداب کرتی تھیں اور کچھ اس وقت بھی موجود ہیں۔ ایک نہر جس کو نہر ابانہ کہتے ہیں شہر کو شاداب کرتی ہے اس کے علاوہ اور بہت سی نہریں ہیں جو اطراف ملک میں پھیلی ہوئی ہیں سب میں زیادہ مشہور ابانہ۔ فرفر ہیں جن کو اب بردی اور اعوج کہتے ہیں دوسری نہریں نہر اقربا۔ نہر تورا۔ نہر قنوات۔ نہر یانیاس کے مشہور ہیں۔

کوہ لبنان چاروں طرف اس شہر کا حلقہ کئے ہوئے ہے جس کی مشہور چوٹیاں جبل قاسون اور المز ہیں یہیں سے نہریں نکلتی ہیں۔

ابتداءِ جنگ

ہرقل ابتدا میں خالد رضؓ کو ایک معمولی لٹیرا خیال کرتا تھا اس لیے اس نے پانچ ہزار آدمی کیلوس سپہ سالار کی ماتحتی میں شہر کی حفاظت کے لیے روانہ کیے کیلوس نے راستہ میں دیکھا کہ آدمی خوف زدہ ہو کر قلعوں اور برجوں میں بھاگتے ہیں یہ کیفیت دیکھ کر وہ بعلبک پہنچا یہاں کی مرد اور عورتیں پریشان حال سامنے آئیں اور کیلوس سے رو کر کہا کہ افسوس عربوں نے عراقہ۔ سکنہ اور بصریٰ فتح کر لیا اور اب دمشق پر دھاوا ہے اور کوئی ان کو دفع نہ کر سکا دیکھیے اب یہ شہر کون بچاتا ہے کیلوس نے خالد رضؓ کے لشکر کی تعداد دریافت کی تو معلوم ہوا کہ صرف ڈیڑھ ہزار سوار ہیں یہ تعداد سُنکر بہت خوش ہوا اور بولا کہ اطمینان رکھو اب میں خالد کا سر کاٹ کر جنگ کا فیصلہ کیے دیتا ہوں یہ کہہ کر نہایت تیزی کے ساتھ خالد سے قبل دمشق جا پہنچا اس وقت یہاں عزرائیل نامی ایک ہر دل عزیز حاکم مقرر تھا کیلوس نے اپنی حکومت کا فخر ظاہر کر کے اس کو معزول کر دیا مگر عزرائیل نے معزولی سے انکار کیا آپس میں تکرار ہوئی کہ خالد کا لشکر آ پہنچا جو تعداد میں چالیس ہزار تھا۔ اس نزاع کی حالت میں جو یہ تعداد دیکھی تو دونوں کے ہواس باختہ ہو گئے۔ آپس میں سمجھوتہ کر لیا اور دونوں اپنی مجموعی قوت سے مقابلہ کے لیے آمادہ ہو گئے۔

جب دونوں فوجیں مقابل ہوئیں تو حضرت خالد رضؓ اور اُن کے بھائی ضرار سپاہ کے آگے عمدہ گھوڑوں پر سوار کھڑے تھے۔ خالد نے اپنے بھائی ضرار کو دشمن کی تعداد اور طاقت دریافت کرنے کے لیے روانہ کیا اور چلتے وقت کہا کہ اے ضرار آج موقع بہادری دکھانیکا ہے۔ حق میں سبقت کرنا دشمن اسلام کو نیست و نابود کرنے میں دریغ نہ کرنا خدا تمہارا مددگار ہے۔

نوجوان ضرار اپنی مختصر فوج کو لیکر برچھا سیدھا کر کے دشمن کی کثیر تعداد میں گھس گئے اور اول ہی

حملہ میں چار سو سوار زمین پر گرا دیئے پھر پیادوں پر جا گرے اور چھ آدمی قتل کر دیئے اور اکثروں کو پامال کر دیا اس قلیل عرصہ میں دشمن کی فوج میں ایک انتشار پھیل گیا عیسائیوں نے یہ دیکھ کر بڑی تعداد سے ضرار پر حملہ کیا مگر یہ ہوشیار نوجوان اپنی چستی اور بہادری سے صاف اُن کے چنگل سے نکل گیا۔

اب دشمن کے دوسرے دستہ پر عبدالرحمن بن ابو بکرؓ نے حملہ کیا مگر ان کے رسالہ کے مقابلہ میں رومی پیدلوں کا لشکر لمبے لمبے برچھے لیکر آ گیا اور ان کے سواروں پر چاروں طرف سے برچھا پڑنے لگا جس سے گھوڑے زخمی ہو گئے۔ دوسرے حصہ نے پتھر برسانا شروع کئے اس پر تھوڑی دیر یہ دشمن کی فوج میں جمے رہے اور تھوڑی خونریزی کے بعد اپنے لشکر میں واپس آئے۔

جب اِن دونوں بہادروں سے دشمن کی تعداد اور قوت کا اندازہ ہو گیا تو حضرت خالد ان کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھے اور اپنا مبارز طلب کیا۔ دونوں رومی حاکم موجود تھے آپس میں عزرائیل نے نے کیلوس سے کہا کہ چونکہ تم شہر کی حفاظت کے لئے بھیجے گئے ہو اس لئے مقابلے کے لئے بڑھو کیلوس اگرچہ لڑنے سے جی چراتا تھا مگر غرور کی وجہ سے انکار نہ کر سکا اور شکستہ دل خالد کے مقابل ہوا اور تھوڑی دیر اپنے لشکر کے ساتھ لڑ کر بھاگنے کا راستہ تکنے لگا خالد نے ارادہ پہچان کر اسُ کو حصار میں لے لیا اب چار ناچار اسُ کو لڑنا پڑا۔ لڑائی سخت ہو گئی اور کیلوس زخمی ہوا۔

کیلوس اپنا خون بہتا دیکھ کر سنّاٹے میں آ گیا ادہر خالد نے آگے بڑھ کر زین سے کھینچ لیا اور قید کر کر واپس آئے قیدی کو سپرد کر کے اور گھوڑا تبدیل کر کے فوراً دشمن کی طرف پھر بڑھے چلتے وقت کیلوس نے کہا کہ عزرائیل جو سابق کا حاکم ہے اسُ کی گرفتاری میں کوشش بلیغ کرنا کیونکہ تمہاری فتح اسُی کی گرفتاری پر منحصر ہے۔

خالد نے میدان میں آکر عزرائیل کو اپنا مبارز طلب کیا وہ زرہ پوش اور ہتیاروں سے مرصع ہو کر آگے بڑھا خالد نے نام پوچھا اسُ نے اپنا نام عزرائیل بتایا خالد بولے کہ تمہارا ہمنام روح قبض

کرنے کو حاضر ہے تیار ہو جا۔ مجبوراً اس کو لڑنا پڑا مگر خوف اسقدر غالب تھا کہ لڑنے سے جی گھبراتا
تھا آخر مکر کرنے کا ارادہ کیا اور میدان سے اس طرح بھاگا گویا اب نہیں لڑے گا مگر دوسری طرف
سے آکر حملہ کا ارادہ کیا۔ خالد کی تیز نگاہ نے اس کا مکر نہ چلنے دیا اور جب قریب آگیا تو خالد نے
اس کے گھوڑے کے پاؤں پر ایسی تیز ضرب لگائی کہ وہ اوندھا آپڑا اور فوراً قید کر لیا گیا۔
اپنے لشکر میں آکر کیلوس اور عزرائیل کو مقابل کیا اور اسلام لانے کو کہا مگر انہوں نے انکار کیا تو
دونوں کا سر کاٹ لیا گیا اور اہل شہر کو خوف زدہ کرنے کے لئے دونوں سر شہر پناہ کی دیوار پر پھینکدیے

رومی فوج کا دوسرا حملہ

اہل شہر اپنے ان دونوں حاکموں کے قتل سے بہت ہی شکستہ دل ہوئے مگر دمشق کی حفاظت
بڑی کوشش سے جاری رکھی قلعہ کا لشکر روز بروز کم ہوتا گیا اور موجودہ لشکر بغیر افسر کے لڑتے
لڑتے پہلو تہی کرنے لگا۔ خالد دشمن کو کمزور سمجھ کر شہر پناہ کے شمالی دروازہ کے قریب تک آگئے اور
نصف لشکر حضرت ابو عبیدہ کے ساتھ مغربی طرف رکھا۔ جب اہل شہر کو مسلمانوں کی یہ ہمت معلوم
ہوئی تو تنگ آکر خالد کو کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنا محاصرہ اٹھا لو تو ہم تم کو ہزار اشرفی اور دو سو عبا دمشقی دے
سکتے ہیں مگر خالد نے قطعی انکار کر دیا۔

ایک روز اسلامی لشکر کو کچھ شہر والوں کی خوشی کی آواز سنائی دی دریافت سے معلوم
ہوا کہ اہل شہر کی امداد کو ایک بڑا لشکر آرہا ہے درحقیقت ایک روز اہل شہر نے ایک ہوشیار
شخص کو کمند کے ذریعہ نیچے اتار دیا جس نے ہرقل سے افسروں کے مارے جانے اور شہر پر بلائے
عظیم نازل ہونے کی خبر دی۔

جب قیصر کو شہر کے حالات معلوم ہوئے تو ایک لاکھ کا جرار لشکر وردان کے زیر کمان جو حمص کا سردار نہایت تجربہ کار دلیر جوان تھا خالد کے مقابلہ کو روانہ کیا۔

خالد کو جب اس لشکر کی تحقیق ہوئی تو فوراً اس کے مقابلہ کو تیار ہو گئے یہ خیال کر کے کہ اتنا عظیم لشکر مختلف حصوں میں آتا ہو گا اور اس کے ہر مختلف حصہ کو جدا جدا شکست دینا آسان ہو گا مگر حضرت ابو عبیدہ نے خالد کو رائے دی کہ یہاں کا محاصرہ تم ہی جاری رکھو اور کوئی لائق سپہ سالار بنا کر اپنی جگہ روانہ کر دو جو قیصر کے بڑھتے ہوئے لشکر کو یہاں تک نہ آنے دے خالد نے یہ رائے پسند کی اور ضرار کو اس کام کے لیے منتخب کیا۔

ضرار ایک ہزار سوار لیکر دو منزل کی ایک منزل کرتے ہوئے وردان کے عظیم لشکر کے سدراہ ہو گئے جو اطمینان سے آہستہ آہستہ آ رہا تھا۔

ضرار اور وردان کا مقابلہ ضرار نے اول صفیں آراستہ کیں اور میدان میں آ کر اعلان جنگ دیدیا ان کے ہمراہ رفیع ابن عمیرہ بھی تھے جو صفوں کی ترتیب قائم رکھنے پر مقرر تھے۔

جب فوجی انتظام درست ہو گیا تو خالد نے چیدہ سواروں کے ساتھ دشمن کے قلب پر حملہ کیا اور اس تلاش میں تھے کہ سب سے اول سردار لشکر کو قتل یا گرفتار کیا جائے تا کہ لشکر کا زور گھٹ جائے۔

ایک جگہ پر ایک شخص کو بہت سے محافظین سے گھرا ہوا پایا معلوم ہوا کہ افسر وہی ہو گا اور اس پر حملہ کیا اور دائیں طرف کے افسر کو قتل کر دیا۔ ضرار موقع پا کر نشان والے آدمیوں کی طرف بڑھے یہ نشان ایک صلیب تھا جو سر تا پا جواہرات سے مرصع تھا اس کی حفاظت میں بڑے بڑے بہادر معمور تھے اس کی طرف جو شخص بڑھتا مارا جاتا مگر ضرار نے بے جگری سے بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا لیکن زخمی ہو گئے جب وردان کے بیٹے کا نیزہ لگا تو ضرار نے پھر کر اس پر نیزہ کا دار کیا

نیزہ تو لگا مگر کھینچنے میں نیزہ کی آہنی نوک ٹوٹ گئی اور اب وہ بے ہتیار ہو گئے تھوڑے عرصہ
تک تو ضرار نے اُسی ٹوٹے نیزہ سے کام لیا اور دشمن کا وار روکتے رہے مگر پھر بہت سے آدمی ان پر
ٹوٹ پڑے اور گرفتار ہو گئے۔ مسلمانوں نے خلاصی کے لئے اپنی جانیں لڑادیں مگر کارگر نہ ہوئیں
رومی گرفتار کرتے ہی ضرار کو میدان جنگ سے لے بھاگے مسلمان ان کی گرفتاری سے بہت افسردہ خاطر
ہوئے اور قریب تھا کہ پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ جاتے مگر بہادر رفیع نے بلند آواز سے کہا کہ جو بھاگ گیا
وہ خدا اور رسولؐ کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے گا اگر تمہارا سردار اب تم میں نہیں رہا تو خدا کو بھی تم بھول
گئے جو سب کا مالک ہے اور تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے اس شرم دلانے سے لوگ سنبھلے اور اپنی
جگہ پر قایم ہو گئے۔ رفیع نے ترتیب قائم کرکے دشمن پر حملہ کیا مگر وہ دن مسلمانوں کے خلاف تھا کیونکہ
مسلمانوں کے مقابلہ میں دس گنا رومی فوج مقابل تھی شاید سب کے سب شہید ہو جاتے اگر حضرت خالد رضؓ
ایسے نازک وقت میں نہ آن پہنچتے جن کے پاس ایک تیز رفتار سوار ضرار کی گرفتاری کی خبر لیکر گیا تھا
حضرت خالد کو اپنے بھائی کی گرفتاری اور مسلمانوں کے زیر ہونے سے سخت فکر ہوئی فوراً ہی وہ
اپنی فوج کو لیکر دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے گھس گئے اور اس طرح فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا
جبطرف بہت جھنڈے دیکھے اس طرف ضرار کا خیال کرکے خود حملہ کیا مگر ضرار کو نپایا جو قیدی کہ اس
حملے میں ہاتھ لگے اُن سے معلوم ہوا کہ ضرار حمص کو بھیجدیے گئے ہیں۔

خالد نے رفیع بن عمیرہ کو سو سوار دیکر روانہ کیا جنھوں نے فوراً ہی ضرار کے محافظین کو راستہ میں
جا گھیرا اور ایک سخت حملہ کرکے بہت آدمیوں کو قتل کر ڈالا باقی جان کے خوف سے ضرار کو چھوڑ کر
بھاگ گئے۔

اتنے ہی عرصہ میں کہ رفیع اور ضرار لشکر اسلام میں داخل ہوئے خالد نے وردان کے عظیم لشکر کو
شکست فاش دیدی یعنی قیصر کے قریب ایک لاکھ لشکر نے اپنے تیسرے حصہ سے شکست کھائی ہزاروں

آدمی مارے گئے اور صدہا گرفتار ہوئے بے شمار خزانہ اور بے حساب غنیمت ہتیار اور اسباب اور گھوڑے اور بار برداری کے جانور مسلمانوں کے قبضے میں آئے خالد بعد اس فتح عظیم کے واپس دمشق آئے اور وردان ہرقل کے پاس پہنچا۔

تیسرا معرکہ

جب وردان کا شکست خوردہ لشکر قیصر کے پاس پہنچا تو اس کو انطاکیہ کے محل میں ملک شام کی حفاظت کے پریشان خواب دیکھنے لگے اور خیال کیا کہ اگر دمشق قبضہ سے نکل گیا تو پھر تمام حکومت معرض خطر میں پڑ جائے گی۔ فوراً ہی ایک قوی لشکر ستر ہزار چیدہ اشخاص کا جمع کیا اور وردان کی ماتحتی میں دے کر اجنادائن روانہ کیا۔

حضرت خالد نے ابوعبیدہ سے مشورہ کیا کہ اس بلائے عظیم سے بچنے کا کیا بندوبست کرنا چاہیئے۔ بالآخر یہ امر طے پایا کہ مقابلہ اجنادائن میں کرنا چاہیئے اس میں دو مصلحتیں ہیں ایک تو یہ کہ وہاں آکر وہ قوت نہیں پکڑ سکتے دوسرے پیش قدمی کرنے سے اُن کے دلوں پر خوف اور ہیبت طاری ہوگی اسلئے خالد کو اپنے لشکر کی تعداد بڑھانے کی ضرورت پیش آئی اور اپنے ماتحت جرنیلوں کے پاس اس مضمون کے خطوط روانہ کئے۔

از طرف خالد بن الولید بنام عمرو بن العاص کو معلوم ہو کہ ہم ستر ہزار یونانی اور رومی لشکر کے مقابلہ کو اجنادائن روانہ ہوتے ہیں تم معہ اپنے لشکر کے ہم سے آکر ملو ہاں

خالد نے اپنا خیمہ اکھاڑ دیا اور دمشق کا محاصرہ چھوڑ کر اجنادائن روانہ ہو گئے اور حضرت ابوعبیدہ کو لشکر کے پیچھے جہاں عورتیں اور اسباب رہتا تھا حفاظت کے لئے چھوڑ دیا۔

مسلمان خاتون کی بہادری

اہل دمشق جو مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے ہر وقت اس تاک میں تھے کہ کوئی موقع ایسا ہاتھ لگے جس سے مسلمانوں کو نیچا دیکھنا پڑے چنانچہ ان کو یہ موقع ہاتھ لگ گیا کہ جب خالد معہ لشکر کے روانہ ہو گئے اور پیچھے سے اسباب اور مستورات روانہ ہوئیں تو قلعہ دمشق کے لشکر نے زیر کمان دونوں بھائی اور رئیس شہر یعنی پیٹر اور پال کے عقب سے حملہ کیا ان دونوں کے ہمراہ چھ ہزار پیدل تھے مسلمانوں کا لشکر آہستہ آہستہ بے خوف جا رہا تھا کہ پیچھے سے یہ آفت ناگہانی نازل ہوئی قلیل مسلمان تیار بھی نہ ہو سکے کہ انھوں نے چاروں طرف سے گھیر کر کشت و خون کر ڈالا اور پیٹر معہ اپنے پیادوں کے خیمہ اور اسباب پر جا گرا اور سب اسباب لوٹ لیا عورتوں کو قید کر لیا اور دمشق کو لوٹ گیا۔

خالد کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو نہایت برہم ہوئے اور اسی وقت ضرار۔ رفیع ابن عمیرہ اور عبدالرحمن کو معہ دو سو سواروں کے روانہ کیا، ضرار نے آتے ہی ایک سخت حملہ کیا اور پال کے محافظ سپاہ کو قتل کر کے پال پر جا لپکے پال اور اس کے باقی ماندہ سپاہی بھاگے راستہ میں پال گھوڑے سے اتر کر کسی خفیہ جگہ چھپنا چاہتا تھا کہ ضرار جا پہنچے اور گرفتار کر لیا مگر جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ عورتوں میں ان کی بہن قائلہ بھی ہیں تو ان کی خوشی رنج سے بدل گئی۔

پیٹر معہ کل مال متع اور عورتوں کے پہلے بھاگ گیا تھا۔ دمشق کے راستہ میں آرام لینے ایک درخت کے نیچے ٹھر گیا اور وہاں مال غنیمت تقسیم کیا گیا قائلہ منجملہ اور مال غنیمت کے پیٹر کے حصہ میں آئیں جب یہ تقسیم ختم ہو گئی تو لوگ اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے اور عورتوں کو اسباب کے پاس چھوڑ دیا۔

قائلہ مثل اپنے بھائی ضرار اور خالد کے لایق اور بہادر تھیں بجائے رونے پیٹنے کے خلاصی کی فکر میں تھیں اپنی ساتھیوں سے کہا کہ ہم شجاعان عرب کی بیٹیاں ہیں اور محمد صلعم کی امت۔ ان جنگلی بت پرستوں کی اطاعت کیونکر کر سکتے ہیں ان کی ماتحتی سے موت بہتر ہے، قائلہ کی ہمراہیوں میں حمیانہ اور حرضر دم

کی عورتیں بھی نہیں جو شروع ہی سے نیزہ لگانے اور گھوڑے پر چڑھنے کی عادی ہوتی ہیں آخر قائلہ کی گفتگو نے اثر کیا اور بولیں کہ یہ سب آپ کا کہنا درست ہے مگر خالی ہاتھ ہم کیا کر سکتے ہیں قائلہ نے کہا کہ خیمہ کی بانس اور میخیں جان لینے کو کافی ہیں انہی سے لڑو یہانتک کہ رہائی پاؤ یا مرجاؤ۔ اور اس طرح کوئی دھبہ ہماری قوم پر نہ آئے گا۔

عفضرہ نامی ایک بہادر اور قوی عورت نے اس کی تائید کی اور بانس بلی ہاتھ میں لیکر تیار ہو گئی اُدھر قائلہ نے باقیماندہ عورتوں کو بانس اور میخیں دیکر مسلح کر دیا۔ پہرہ دار نے جو یہ دیکھا تو اندر آنا چاہا مگر قائلہ نے سب سے اوّل اُس کے سر پر ایسا بانس مارا کہ بھیجہ نکل پڑا اس کے شور سے دوسرے پہرہ والے آئے اور انہوں نے عورتوں کو گھیر لیا مگر جو شخص عورتوں کے قریب گیا مارا گیا تب پیٹر اپنے خیمہ سے نکلا اور عورتوں پر تلوار سے حملہ کرنے کا حکم دیا اس حکم سے عورتوں کی تمام جماعت قتل ہو جاتی مگر ضرار کو اپنی پشت پر بے ساختہ آتے ہوئے دیکھ کر پیٹر کے ہوش جاتے رہے اس نے اپنے آدمیوں کو حملہ کرنے سے روکا اور کہا کہ ہم تمہاری بہادری کی عزت کرتے ہیں اب تم آزاد ہو۔

یہ کہکر پیٹر نے اپنے گھوڑے کی باگ پھیری مگر قائلہ نے اس کو پھرتے دیکھ کر لکڑی کی ضرب سے اس کے گھوڑے کا پاؤں توڑ ڈالا گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور پیٹر نیچے گرا اب یہ وقت تھا کہ ضرار قریب پہنچے تھے ضرار نے لپک کر بھالا مارا جس کی ضرب سے وہ وہیں کا وہیں رہ گیا اور فوراً سر کاٹ کر نیزہ پر بلند کر دیا اسپر ایک سخت لڑائی ہوئی مگر سر دیکھ کر دشمن کے پاؤں اُکھڑ گئے ان کا تعاقب دمشق تک کیا گیا اور اپنے تمام مال پر قبضہ کر لیا۔

پال قیدی بھی حضرت خالدؓ کے سامنے پیش ہوا اور اس کے بھائی کا سر دکھا کر اسلام قبول کرنے کے لئے کہا گیا کہ اگر قبول نہ کروگے تو یہی حال تمہارا ہوگا، پال سر دیکھ کر رو دیا اور کہا کہ مجھے بھائی کی موت مرنا منظور ہے چنانچہ خالد کے حکم سے اس کا سر کاٹا گیا۔

اب مسلمانوں کا لشکر پھر ابوعبیدہ کی قیام گاہ پر معہ مال واسباب اور مستورات کے واپس آیا اور
یہاں سے رخصت ہو کر خالد سے جا ملا۔
وردان ستر ہزار لشکر لئے ہوئے اجنادین میں آگیا تھا اس کے لشکر میں کچھ ناتجربہ کار لوگ بھی
تھے۔ شاہی خیمہ نہایت تکلف سے آراستہ تھا اور اس کے سازوسامان کی بڑی شہرت تھی۔ سپاہیوں کی
پوشاک نہایت زرق برق ہتیار چمکیلے نیزے آبدار اور تمام فوجی سامان سے مرصع مسلمانوں کو دشمن کی
کثرت اور سامان حرب دیکھکر کچھ ہراس ہوا مگر خالد نے کہا کہ ہماری قوت دشمن کے زک دینے کو کافی
ہے کیا تم نے اس سے قبل کے معرکے نہیں دیکھے۔ ہماری تعداد جب کہ ہم راستی اور خدا پر شاکر ہیں
بہت زیادہ ہے کیا تم کو یاد نہیں کہ رسول صلعم نے فرمایا تھا کہ یہ ملک عنقریب مسلمانوں کے قبضہ میں ہوگا
بس وہ فتح کا وقت یہی ہے تم خدا کی راہ میں لڑتے ہو اپنے واسطے نہیں۔ انشاء اللہ کل یہ ملک ہمارا
ہوگا۔ مسلمانوں کو اس سننے سے تسلی ہو گئی۔ اور دوسرے روز لڑائی شروع ہو گئی۔ عین معرکہ جنگ میں جبکہ
دونوں فریق آمادہ پیکار تھے اور ایک دوسرے پر فتح پانے کی کوشش کر رہا تھا کہ ایک سمت سے غبار اٹھتا
ہوا نظر آیا ہر دو فریق حیرت سے اس کو تکنے لگے جب وہ لشکر قریب آیا تو معلوم ہوا کہ اسلامی لشکر ہے
جس کو خالد نے طلب کیا تھا اس لشکر نے صبح تک آرام کیا اور دوسرے دن خالد کے لشکر کے ساتھ
دشمن کے مقابلہ پر میدان میں آگیا۔
خالد نے ضرار کو دشمن کی تعداد اور فوج کی تقسیم دریافت کرنے کو روانہ کیا اور تاکید کر دی کہ حملے
کی ضرورت نہیں ہے اپنا کام نکال کر واپس آجاؤ، ضرار ایک سمت روانہ ہوئے وردان نے جب
ان کو اپنے لشکر کی طرف تنہا آتے دیکھا تو تیس سوار ان کی گرفتاری کے لئے روانہ کئے۔ ضرار ان کے
آگے سے بھاگے انہوں نے تعاقب کیا اور پیچھا کرتے کرتے اپنے لشکر سے دور نکل گئے تو ضرار
نے ان کی طرف رخ کیا اور مقابلے پر جم گئے نیزہ بازی شروع ہوئی اور ضرار نے ایک ایک کر کے سترہ

آدمی گرا دیے باقی مقابلہ سے بھاگے اور ضرار واپس لشکر میں آگئے۔

خالد نے دشمن کی پوری تعداد اور نظام فوجی دریافت کر کے اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ دائیں طرف نعمانؓ معاذ اور بائیں طرف سعدؓ ابن ابی وقاص اور شرجیل کو مقرر کیا اور وسط لشکر کو اپنی ماتحتی میں کیا اور اپنے وسطی دستوں پر ضرار۔ قیسؓ۔ رفیعؓ۔ عمرؓ اور عبدالرحمٰن کو رکھا۔

چار ہزار آدمیوں کا رسالہ عورتوں اور اسباب کی حفاظت کے لئے مامور کیا اور اس پر یزید ابن ابوصفیان کو سردار کیا۔

یہ ایک ایسی جنگ تھی جس میں عورتیں بھی شریک تھیں یعنی قاؔئلہ اور عفیرہؔ نے اپنی حال کی فتح پر خوش ہو کر اپنے تئیں ہتیار بند کیا اور لڑائی میں شرکت کی درخواست کی حضرت خالد نے ان کی بہادری کی تعریف کی اور کل مستورات کے دو حصّے کر کے ہر حصّہ پر ان کو افسر بنا دیا اور کہا کہ تم پر اپنی حفاظت تو فرض ہے مگر جس مرد کو دیکھو کہ لڑائی سے جی چُراتا یا مُنہ موڑتا ہے تو اس کو بھی مار دو تا کہ دوسروں کو تنبیہہ ہو۔

اب صفیں درست کی گئیں اور حضرت خالد نے سب کا معائنہ کیا اور جرات دلا کر کہا کہ آخری وقت تک لڑنا فریقین کے مذہبی نعرے بلند ہوئے۔

اب ھی لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی قریب تھا کہ خالد مقابلہ کا حکم دیتے کہ اسی اثنا میں ایک ضعیف عیسائی اپنی صف سے باہر نکلا اور خالد کے پاس حاضر ہو کر بولا کہ کیا آپ ہی لشکر اسلام کے سردار ہیں، خالد نے کہا ہاں۔ ضعیف نے کہا کہ تم سے پہلے جس سردار اور حاکم نے اس سرزمین کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اس کو بجائے فتح کے قبر نصیب ہوئی ہے ذرا اس لشکر کو دیکھو کہ کیسے کیسے جوانوں سے آراستہ ہے اوّل تو تم سے تعداد میں زیادہ پھر قواعد دان۔ اس سے لڑنا اپنی فوج کو برباد کرنا ہے میں تمہاری بھلائی کی کہتا ہوں اور یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ تم صلح کرو اور

صحیح سلامت گھر کو چلے جاؤ اگر تم میری رائے منظور کر لوگے تو تمہارے ہر سپاہی کو ایک جوڑا کپڑا اور ایک اشرفی اور تمہارے ماتحت سرداروں کے لئے ایک ہزار اشرفی اور سو عبا اور خاص تم کو سو جوڑے پارچہ اور دس عبا ریشمین اور سو اشرفی دیجائیں گی۔

خالد نے کہا کہ اے بڑے میاں آپ کی عقل آپ کی طرح بڈھی ہو گئی ہے کیونکہ خدا ہم کو جو چیز پوری دینا چاہتا ہے آپ ہم کو اس کا ایک حصہ دینا چاہتے ہیں۔ ہم کو آپ کی کوئی بات منظور نہیں بلکہ آپ کے سامنے تین شرطیں پیش کیجاتی ہیں آپ اس میں سے ایک شرط منظور کریں۔

اوّل۔ اسلام قبول کرو۔

دوم۔ اگر اس سے انکار ہے تو جزیہ دو۔

سوم۔ اگر یہ بھی منظور نہیں ہے تو لڑو۔

بڈھا عیسائی سُنکر خاموشی کے ساتھ واپس گیا۔ اسلامی سرداران لشکر نے تقاضا کیا کہ اب کیا دیر ہے لڑائی شروع کیجائے خالد نے جواب دیا کہ ذرا اور ٹھہرو یہاں تک کہ شام ہو جائے کیونکہ وہی وقت رسول صلعم کی فتح پانے کا ہے۔

رومی افسروں نے ارمنی تیر اندازوں کو آگے رکھا تھا جنھوں نے اشارہ پاتے ہی تیر برسانا شروع کر دیے۔ کئی مسلمان زخمی اور کئی شہید ہوئے مگر اس وقت بھی مُسلمانوں کا لشکر خالد کے حکم سے ایک قدم آگے نہ بڑھا جب اُنہوں نے تیر و تفنگ کی زیادتی کی تو آخر ناچار ہو کر ضرار نے حملے کی اجازت چاہی اور اپنے لشکر سے نکل کر تیزی کے ساتھ دشمنوں پر جا پڑے دشمن اس حملہ سے کانپ گیا اور ایک بڑی جماعت ان پر آ ٹوٹی مگر ضرار کی امداد کو بھی ایک دستہ پہنچ گیا فریقین کے بہت سے آدمی کام آئے عنقریب تھا کہ دست بدست کی لڑائی شروع ہو جائے کہ ایک سوار عیسائی لشکر سے باہر نکلا اور دریافت کیا کہ مسلمانوں کا سردار کون ہے خالد نے یہ خیال کر کے کہ میرے مقابلہ کو آیا ہے نبرد دیدہ ہا

گیا وہ چلایا کہ مجھے مت مارنا میں ایلچی ہوں اور پیغام صلح لایا ہوں خالد نے سنکر وہ نیچا کرکے اُسکی طرف مخاطب ہوئے اور کہا کہ کہو مگر جو کہو جھوٹ مت کہنا خالد کے اس الفاظ نے بجلی کا کام دیا اور بولا کہ سچ کہنے سے میرے لئے خطرہ ہے اگر آپ سچ سُننا چاہتے ہیں تو اوّل آپ میری اور میرے خاندان کی حفاظت کا وعدہ کیجئے خالد نے وعدہ کیا تب وہ قاصد جس کا نام ڈیوڈ (داود) تھا بولا۔ کہ مجھہ کو وردان نے بھیجا ہے کہ لڑائی ملتوی کردی جائے تاکہ فضول خونریزی نہ ہو اور شرائط صلح آپس میں طے کرلئے جائیں اسلئے آپ کو صبح کے وقت بلایا ہے بس یہی پیغام لایا ہوں خالد نے کہا وہ بات کیا ہے جسپر تونے حفاظت کا وعدہ لیا ہے یہ تو معمولی بات ہے۔ ڈیوڈ بولا کہ وردان نے جو آپ کو صبح بلایا ہے تو وہ آپ سے دغا کرنا چاہتا ہے دس چھُپے ہوئے بہادر آدمی ہتیاربند رات سے ملاقات کی جگہ چھپے رہیں گے تاکہ جب تم صبح پہنچو تو تم کو گرفتار کرلیں یا مار ڈالیں۔ خالد نے وہ سب جگہ اُس سے دریافت کرلی اور کہا کہ وردان سے کہدو کہ ملاقات منظور ہے۔

ادہر خالد نے فوج کو واپسی کا حکم دیا ان کو تعجب ہوا کیونکہ قریب تھا کہ مسلمانوں کو فتح حاصل ہو جاتی حضرت ابو عبیدہ اور ضرار نے واپسی کا سبب پوچھا تو حضرت خالد نے مفصل کیفیت اُڈیوڈ ایلچی کی کہہ سنائی اور کہا کہ تنہا کل جاؤنگا اور سب کا سر لاؤنگا۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ دانستہ اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا چاہتے بہتر ہے کہ اپنے ہمراہ بھی دس آدمی لیجانا ضرار نے کہا کہ اُن مکاروں کی سزا کل پر کیوں موقوف رکھی جائے جب راز معلوم ہوگیا تو آج ہی سزا ملنی چاہئے اور یہ کام میرے سپرد کیا جائے کہ میں کسطرح اُن کا فریب اُنہیں پر لوٹاتا ہوں۔

ضرار کی حکمت وردان کا قتل ضرار نے اجازت لیکر دس دلیر آدمی چُنے اور رات کے وقت مقررہ جگہ پر روانہ ہوئے جب موقع کے قریب پہنچے تو تمام وردی اُتار دی تاکہ زرہ کی آواز نہ ہو اور شمشیر برہنہ لیکر ان کی کمین گاہ کو جا نکا معلوم ہوا کہ دسوں آدمی سورہے ہیں ضرار اُلٹے پاؤں واپس آئے اور

اپنے دس آدمی لیکر دشمن کے ہر ایک آدمی پر مقرر کیا اور کہا کہ میرے اشارہ پر فوراً تلوار ماردی جائے چنانچہ اشارہ پاتے ہی سب آدمی سوتے کے سوتے رہ گئے، مُردے پھکوادیے گئے اور ان کی وردی مُسلمان سپاہیوں کو پہنادی گئی اور آیندہ کی ہدایت کردی۔

علی الصباح دونوں طرف کے لشکر صفوں میں آراستہ ہوئے اور اپنے افسروں کی گفتگو کے منتظر رہے وردان ایک قیمتی سفید خچر پر سوار ہوا اور مرصع پوشاک پر سونے کی زنجیر اور جواہرات سے آراستہ ہو کر خالد کا انتظار کرنے لگا خالد سبز عمامہ اور زرد ریشمین عبا پہن کر وردان کی مقررہ جگہ پر پہنچے شروع میں ہر شخص نے اپنی نسبت فخریہ گفتگو کی کیونکہ ہر شخص اپنے کو دوسرے پر حاوی سمجھتا تھا۔

وردان بولا۔ مُسلمان بھوکے لوگ ہیں اسلئے ہماری زرخیز زمین پر حملہ کرتے ہیں۔

خالد ۔ ادب سے گفتگو کرو۔ کیا تم ہم لوگوں کو بھوکا سمجھتے ہو۔

وردان ۔ یہ امر ظاہر ہے اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو تم لوگ ہرگز اسقدر دور دراز آکر حملہ نہ کرتے۔

خالد ۔ ہمارا مطلب توحید پھیلانے کا ہے۔ جو ظلمت کہ آجکل پھیلی ہوئی ہے اسکو دور کرنا ہمارا اور ہمارے نبی صلعم کا فرض ہے۔

وردان ۔ سخت کلامی سے بولا۔ یہ تمہارا منشا ہرگز نہیں تم ہم لوگوں کو مالدار سمجھ کر لوٹنا چاہتے ہو۔

خالد ۔ فضول گفتگو سے وقت ضایع ہوتا ہے اگر تم صلح چاہتے ہو تو تین شرطیں پیش کیجاتی ہیں

(۱) اسلام قبول کرو (۲) یا جزیہ دو (۳) یا لڑو

وردان ۔ اسلام اور جزیہ کمزور منظور کرسکتا ہے میں ہتیار سے ابھی فیصلہ کئے دیتا ہوں اور یہ کہہ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ خالد نے اسکو سنبھلنے بھی نہ دیا اور ہاتھ بڑھا کر گلا دبا لیا وردان نے ساتھیوں کے بُلانے کا اشارہ کیا مُسلمان یونانی لباس پہنے نکل آئے وردان سمجھا کہ اب یہ


حفاظت میں ہوں مگر جب دیکھا تو اُس کو اپنی غلط فہمی معلوم ہوئی اور ضرار کو یونانی لباس میں دیکھ کر سہم گیا
اور چلا کر بولا رحم۔ رحم۔

خالد نے جواب دیا کہ بے ایمان کے لئے رحم نہیں تیری زبان پر صلح اور دل میں فساد ہے۔ تمہارا جرم تمہاری
گردن پر ہے اور ضرار کو اشارہ کیا اشارہ کے ساتھ وردان کا سر زمین پر تھا پھر سر کو نیزہ پر بلند کر کے مسلمان
یونانی لباس والوں نے وردان کے لشکر میں پھینک دیا لشکریوں نے دیکھا کہ سر ہمارے لوگوں نے پھینکا
ہے خالد کا ہوگا مگر جب غور کیا تو اپنے ہی افسر کا تھا ان کی تمام خوشی ہراس و خوف سے بدل گئی اور
بدحواس ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام لشکر میں بدامنی پھیل گئی۔

مگر خالد نے اپنے پنجہ سے نکلنے نہ دیا اور فوراً ہی حملہ عام کا حکم دیدیا۔ ایسی پریشانی کی حالت میں
مسلمانوں کا سر پر گرنا ان کے لئے ایک بلائے عظیم کا نازل ہونا تھا۔ لشکر کے قدم اکھڑ گئے اور جس کا جدھر منھ
اٹھا بھاگنے لگا مگر مسلمان ان کی تمام فوجوں کے اندر پھیل گئے تھے اور اُن کو مار مار کر اسقدر بدحواس کر دیا تھا
کہ وہ ایک طرف بھی نہ بھاگ سکے کچھ تو انطاکیہ پہنچے اور کچھ لشکر قیصر اور دمشق کی طرف بھاگا اور تھوڑی دیر
میں میدان صاف ہوگیا۔ مال غنیمت میں سونے اور چاندی کی صلیب جواہرات سے مرصع۔ سونے کی
زنجیر۔ زیور۔ قیمتی گلوبند۔ ہتیار۔ ریشمی عبائیں اور ہر قسم کے اوزار مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ خالد نے تاقبضۂ
دمشق تقسیم ملتوی رکھی۔

اس فتح عظیم کی خبر سُنکر عبدالرحمن بن ابوبکر مدینہ بھیجے گئے۔ صدیق اکبر نے سُنکر سجدہ شکر ادا کیا
اور تمام عرب میں یہ خبر شائع کرادی۔

جب اس فتح کی خبر مشتہر ہوئی تو لوگ چاروں طرف سے آآ کر فوج میں داخل ہونے لگے جن میں زیادہ
تر مکہ کے باشندے تھے حضرت ابوبکر رضؓ نے سب کو فوج میں داخل کرنا چاہا مگر حضرت عمرؓ نے کہا کہ ان میں بعض
وہ لوگ ہیں جو ہماری کامیابی دیکھ کر ہم میں شامل ہونا چاہتے ہیں ورنہ جب ہم بہت کمزور تھے تو یہی



اُس زمانہ کے اعتبار سے اس قلعہ کا استحکام قابلِ دید ہے۔ آتش باری اور سنگ باری کے اعتبار سے اُس زمانہ کے تمام قلعوں میں پوری شہرت رکھتا تھا۔ اور حفاظت فوج کے لئے ایک قابل قدر منزل جسکو مسلمانوں نے ایک قلیل عرصہ میں فتح کر لیا۔

(متعلق صفحہ ۶۸۷)

کی ہم کو تباہ کرنا چاہتے تھے۔ ان کو اب بھی اسلام کی پرواہ نہیں ہے بلکہ شام کی زرخیز زمین کی خواہش ہے ان کو لشکر میں داخل نہ کرنا چاہیئے کہ وہاں بھی فتنہ وفساد پیدا کریں گے۔ جنھوں نے فتوحات کی ابتدا کی ہے وہی انجام کے لئے کافی ہیں اور مال غنیمت انہیں لوگوں کا حصہ ہے۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے حضرت عمرؓ کے اس مشورہ سے مکی سائلوں کی درخواست نامنظور کر دی۔

اس پر اہل مکہ خاص کر اہل قریش نے ابوسفیان کو اپنا سردار مقرر کر کے خلیفہ وقت کے پاس بھیجا اُنھوں نے کہا کہ ہماری درخواست منظور کی جائے اگرچہ ہمنے ایام جاہلیت میں رسول صلعم کا مقابلہ کیا اور بدخواہ رہے وہ سب بیہودہ امر اس وجہ سے تھا کہ ہم میں ایمان کی روشنی نہ تھی جب اللہ تعالےٰ نے اپنا فضل کیا اور نیک راستہ دکھایا تو پھر کوئی ناشایستہ حرکت ہم سے سرزد نہیں ہوئی اور دائرہ اسلام میں آکر سب بھائی ہو گئے اسلئے آپ کو ہمارے اعمال پر خیال نہ کرنا چاہیئے۔

اس پر حضرت ابوبکر رضؓ کو رحم آیا اور حضرت علی رضؓ و عمر رضؓ سے مشورہ کیا بالآخر ان کی درخواست شرکت منظور کی گئی اور خالد رضؓ کو ایک خط لکھا جس میں اُن کی اس عظیم کامیابی کی مبارکباد دی گئی اور لکھا کہ ایک بڑا لشکر ابوسفیان کی ماتحتی میں روانہ کیا جاتا ہے اس خط پر آنحضرت صلعم کی مُہر ثبت کی گئی اور اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی معرفت روانہ کیا۔

تسخیر دمشق

جمادی الآخر ۱۳ھ

دمشق کی سنگین دیواریں چونکہ ناقابل تسخیر خیال کی گئی تھیں اس لئے اجداد اُن کے مغروریوں کا

بہت بڑا حصّہ اسی جگہ آکر پناہ گزیں ہوا مفروریوں کی وجہ سے شہر دمشق کے لشکر کی تعداد بہت بڑھ گئی اور شہر والوں کے دلوں پر جو خوف طاری ہو گیا تھا اس میں کسی قدر کمی ہو گئی ہرقل کو جب اس شکست کا حال معلوم ہوا تو دل بیٹھ گیا اور کمال درجہ افسوس و رنج ہوا اور ایک آخری جان توڑ کوشش کا ارادہ کیا۔ اور اسلامی ہر ایک لشکر کے مقابلہ میں کثیر فوج علیحدہ علیحدہ روانہ کی تاکہ مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر قوی نہ ہو جائیں اور سپہ سالار تذارق کا مقدمۃ الجیش آگے بڑھ کر ثنیہ نامی مقام پر جو فلسطین کا بلند حصّہ تھا، خیمہ زن ہوا۔

مسلمانوں نے جب قیصر کا یہ ٹیڑہی دل لشکر دیکھا تو گھبرائے اور حضرت عمرو بن العاص سے مشورہ کیا کیونکہ اس وقت فوج کا سب سے بڑا حصّہ انہیں کے پاس تھا، انہوں نے جواب دیا۔

الرای الاجتماع وذالک ان مثلنا اذا اجتمع لم یغلب من قلۃ واذا نحن تفرقنا لم یبق الرجل منا فی عدد یقرن فیہ لاحد ممن استقبلنا واعد لنا لکل طائفۃ منا فالتقوا الیرموک

یہ رائے ہے کہ سب جمع ہو جاؤ وجہ یہ ہے کہ ہم سے آدمی جب جمع ہو جائیں تو محض قلت کی وجہ سے مغلوب نہیں ہو سکتے اور اگر ہم علیحدہ علیحدہ ہو گئے تو پھر ہم میں سے کسی کے پاس اسقدر جمعیت نہیں رہیگی کہ اپنے مقابل حریف کا مقابلہ کر سکے ہمارے ہر لشکر کے مقابلہ کے لئے الگ الگ فوج بھیجی گئی ہے (اسلئے سب لوگ) یرموک پر جمع ہو جاؤ۔

جب حضرت ابوبکر رضؓ کو ان تمام واقعات کی خبر کی گئی تو آپ نے بھی یہی رائے پسند کی اور جواب میں لکھا۔

اجتمعوا فتکونوا عسکرا واحدا والقوا

سب مسلمان جمع ہو کر ایک فوج بنجاؤ اور مشرکوں کی

زحوف المشرکین بزحف المسلمین فانکم	صفین مسلمانوں کی فوج سے الٹ دو - اس کا یقین
اعوان اللہ واللہ ناصر من نصرہ	رکھو کہ تم اللہ تعالے کے مددگار ہو اور اللہ اپنے
وخاذل من کفرہ ولن یؤتیٰ مثلکم	مددگار کو فتح دیتا ہے اور جو اس کا منکر ہو اسکو
من قلۃ وانما یوتی العشرۃ الآلاف	رسوا کرتا ہے تمہاری مانند کوئی گروہ کمی کی وجہ سے
والزیادۃ علے العشرۃ الآلاف اذا	ہار نہیں سکتا حقیقت حال یہ ہے کہ ہزاروں
اتو من تلقاء الذنوب فاحترسوا	جماعتیں اگر راہ معصیت اختیار کریں تو بیدست و پا
من الذنوب واجتمعوا بالیرموک	ہو جاتی ہیں لہذا واجب ہے کہ گناہوں سے بچو
متساندین ولیصل کل رجل باصحابہ	مقام یرموک میں اپنے اپنے نشان کے نیچے
	جمع ہو اور ہر ایک سردار لشکر اپنے آدمیوں کے
	ساتھ نماز ادا کرے۔

....

جنگ یرموک ہرقل کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا ارادہ یکجا ہو کر لڑنے کا ہے تو اس نے بھی نقشہ جنگ بدل دیا کہ تمام فوج جمع ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ کرے اور موقع جنگ ایسا تجویز کیا جائے جس کا سامنا کشادہ اور عقب تنگ ہو۔ تذارق نے اپنے حقیقی بھائی کو تمام افواج کا سپہ سالار اعظم بنایا جس نے مقدمہ پر جرجہ دائیں حصہ پر قورانقص اور بائیں پر باہان کو مقرر کیا اور یہ بھی خوشخبری دی کہ عنقریب باہاں مزید فوج تمہاری امداد کو لیکر پہنچے گا۔

حکم شاہی کے موافق رومی لشکر نے واقوصہ نامی مقام پر پڑاؤ ڈالا یہ مقام دریائے یرموک پر واقع تھا۔ سامنے دریائے یرموک اور پشت پر ایک سیدھا بلند پہاڑ یہ محفوظ جگہ اس لئے انتخاب کیگئی کہ رومیوں کو اطمینان رہے اور مسلمانوں کا خوف جو اُن کے دلوں پر تھا دہ نکل جائے۔ مسلمانوں نے اس موقع کا خوب اندازہ کر لیا اور اپنا پڑاؤ چھوڑ کر رومیوں کے سامنے مورچہ جما لیا اور اس طرح

رومی فوج محصور ہو گئی کیونکہ رومیوں کی پشت پر پہاڑ اور آگے اسلامی فوجیں ہو گئیں۔ حضرت عمرو بن العاص نے جب یہ نقشہ دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں سے کہا۔

ایھا الناس ابشروا احصرت واللہ الروم وقل ماجاء محصور بخیر	مسلمانوں کو خوشخبری ہو کہ بخدا رومی فوج محصور ہو گئی اور محصور فوج بہت کم بازی جیتی ہے۔

مسلمان محاصرہ ڈالے پڑے رہے جن کے دونوں طرف دریا اور پہاڑ تھا اس لئے مسلمان خود حملہ نہ کر سکتے تھے۔

شہر کی یہ کیفیت تھی کہ اوّل تو پہلے ہی سے آباد تھا اور اب لوگ چاروں طرف سے بھاگ بھاگ کر اسکی سنگین دیواروں کی پناہ ڈھونڈھ رہے تھے۔ بصری سے پہلے ہی ایک بڑی جماعت اس میں آ چکی تھی میدان اجنادائن کی شکست خوردہ فوج کے اکثر حصے بھی اسی میں آ داخل ہوئے۔ شہر کی امن پسند رعیت کے لئے سب سے زیادہ مصیبت تھی مگر کیا کر سکتی تھی۔

شہر کی سنگین دیواریں جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے دشمنوں کے حملوں سے نہایت محفوظ کر لی گئی تھیں۔ منجنیق جس کے ذریعہ پتھر پھینکے جاتے ہیں جا بجا نصب تھے ان سے عرب کے لوگ محض ناواقف تھے۔

حضرت خالد کو دربار خلافت سے مراسلہ پہنچا کہ تم عراق کی مہم پر مثنیٰ ابن حارثہ کو مقرر کر کے خود شام میں آ کر مسلمانوں کی امداد کرو۔ حضرت خالد نے اس حکم کی پوری تعمیل کی اور دس ہزار فوج لیکر اس سرعت سے یرموک پہنچے کہ ان کے گھوڑے کے پاؤں بیکار ہو گئے۔ اسی روز ہامان بھی رومیوں کی کمک لیکر یہاں آیا تھا اس لشکر کے آگے آگے پادریوں کے مختلف طبقے راہب اور قسیس وغیرہ تھے جو مسلمانوں سے نفرت دلا کر لڑائی پر ابھار رہے تھے۔

رومیوں کی فوج کی تعداد بقول طبری دو لاکھ چالیس ہزار تھی جو وقتاً فوقتاً آ کر شامل

ہوتی گئی۔

مسلمانوں کی فوج کی تعداد حضرت خالدؓ کے ملنے سے چھیالیس ہزار تھی۔

یہ خبریں سُنکر صدیق اکبرؓ نے بھی نو ہزار فوج مالک بن اشتر اور عمرو بن معدی کرب کی ماتحتی میں اور بھیجدی اور اس طرح پچپن[1] ہزار اسلامی فوج ہو گئی۔ مگر جب بھی رومیوں کے مقابلہ میں پانچواں حصّہ تھی۔ جن میں ایک ہزار مہاجرین و انصار تھے جو رسول کریمؐ کی صحبت کے فیض یافتہ تھے ان میں ایک سو وہ صحابہ کرام تھے جو غزوہ بدر میں شریک تھے۔

رومی باوجود اپنی کثرت فوج اور سامان اور حریف کی قلت کے حضرت خالدؓ کے پہنچنے کے بعد بھی ایک مہینہ تک خندق میں چھپے رہے پادری ان کو ابھارتے اور نصرانیت کی تباہی کا ماتم کرتے تھے مگر کچھ اثر نہ ہوتا تھا آخر کار آمادہ جنگ ہوئے اور دو ماہ بعد میدان میں نکلے۔

اس وقت مسلمانوں کی مختلف فوجیں اپنے اپنے امیر کے زیر کمان تھیں اور کل فوج پر کوئی سردار نہ تھا جب رومیوں کے حملے کی اطلاع ہوئی تو اس جانب سے ارادہ ہوا کہ ہر حصّہ لشکر اپنے اپنے سردار کی ماتحتی میں مقابلہ کرے اس قسم کی لڑائی کو عرب لوگ تساند کہتے ہیں۔

حضرت خالدؓ نے یہ حالت دیکھی تو تمام فوج کے سامنے ذیل کا خطبہ دیا۔

آج کا دن ایک ایسا دن ہے جو ہمیشہ یاد رہے گا اس میں فخر اور ذاتی شرافت کا خیال چھوڑ دیا جائے اور صرف مرضی الٰہی کے لئے کوشش کرنا چاہئے دشمن ترتیب اور نظام کے ساتھ آمادہ پیکار ہے اس لئے ہم کو متفرق اور منتشر ہو کر جنگ نہ کرنا چاہئے خدانخواستہ اگر ہم کو شکست ہو گئی تو پھر ہمارا کہیں ٹھکانا نہ رہے گا اور اگر ہم نے آج ان کو پسپا

[1] بعض مورخ اسلامی فوج کی تعداد چھیالیس ہزار اور بعض پچاس ہزار لکھتے ہیں۔ ۱۲۔ ۱۲۰

کر دیا تو ہمیشہ کے لئے یہ مغلوب ہو جائیں گے لہٰذا وہ رائے قرار دو جو فائدہ مند ہو۔

سب نے کہا کہ تم بھی اپنی رائے ظاہر کرو۔ خالد نے کہا کہ خلیفہ کا اندازہ تھا کہ معرکے آسان ہونگے جو واقعات کہ یہاں پیش آئے ہیں اگر اس کی خبر ہوتی تو وہ ضرور تمام لشکر کو ایک امیر کے ماتحت کر دیتے اب میری رائے یہ ہے کہ سب لشکر ایک امیر کے حکم سے لڑے اور یہ امیر باری باری مقرر ہوں یعنی ایک دن ایک امیر ہو اور دوسرے دن سب کی اتفاق رائے سے دوسرا اگر سب صاحبوں کو پسند ہو تو آج کی امارت میرے سپرد کر دو۔ تمام امرا نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اس روز کی سپہ سالاری حضرت خالد کو دی گئی۔

رومیوں نے اپنی فوج کو نئے قواعد سے ترتیب دیا تھا سپہ سالار اسلام نے بھی معمولی ترتیب چھوڑ کر جدید طرز اختیار کی جو عرب کی نگاہ میں اس سے قبل نہیں گذری تھی۔ خوبی یہ تھی کہ فوج دوگنی معلوم ہوتی تھی۔

خالد نے تمام فوج کو چالیس دستوں میں تقسیم کیا۔ اٹھارہ دستے قلب میں رکھے اور اس کا افسر حضرت ابو عبیدہ کو بنایا۔ دس دستے میمنہ پر اور اس کا سردار عمرو بن عاص اور شرجیل بن حسنہ کو تجویز کیا۔ اور دس دستے میسرہ پر یزید بن ابی صفیان کی سرکردگی میں رکھے اور دو دستے اپنے بیٹے عبدالرحمن کی ماتحتی میں رکھے جن کی عمر اسوقت اٹھارہ سال کی تھی اور ہر دستہ فوج پر ایک تجربہ کار افسر کو تعینات کیا یعنی فوج کے قاضی حضرت ابودردا نقیب حضرت ابو صفیان بن حرب اور قاری حضرت مقداد مقرر ہوئے۔

غزوہ بدر کے بعد رسول صلعم نے یہ سنت مقرر کر دی تھی کہ لڑائی سے پیشتر سپاہ اسلام کے سامنے سورہ انفال پڑھی جائے یہ خدمت قاری کے سپرد تھی۔

نقیب یا قاضی کے سپرد یہ کام تھا کہ وہ سپاہیوں کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی جوشیلی نظم سے ان کو آمادہ پیکار کریں اور ان کے جوش کو تازہ کرتے رہیں۔ چنانچہ ابو سفیان ہر دستہ فوج کے سامنے جاتے اور کہتے :-

انتم زادۃ العرب و انصار الاسلام — تم جوان مردان عرب ہو اور اسلام کے انصار
وھم زادۃ الروم و انصار الشرک — وہ روم کے جوانمرد ہیں اور شرک کے مددگار
اللھم ھذا یوم من ایامك اللھم — اے اللہ آج کا دن معرکہ کا دن ہے اے اللہ
انزل نصرك علی عبادك۔ — اپنی مدد اپنے بندوں پر نازل فرما۔

حضرت خالد جس وقت صفیں ترتیب دے رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ رومیوں کی فوج کسقدر ہے اور ہماری کس قدر کم خالد نے کہا ہرگز نہیں ہماری فوج بہت زیادہ ہے اور ان کی کم۔ سپاہ کی قلت یا کثرت تعداد پر موقوف نہیں بلکہ نتیجہ جنگ پر منحصر ہے۔

جب فوجوں کی ترتیب درست ہو گئی تو حضرت خالد نے قلب کے دونوں بازوؤں سے عکرمہ بن ابی جہل اور قعقاع بن عمرو کو تیر اندازی کرنے کا حکم دیا۔ معرکہ کارزار گرم ہوا اور اس کے بعد عام حملہ کیا وہ خود قلب کے آگے تھے اپنی فوج کو لئے ہوئے رومی فوج کے پیادوں اور سواروں کے درمیان پہنچ گئے اور اسطرح رومی فوج کے سواروں اور پیادوں میں حد فاصل بن گئے۔

عین معرکہ کارزار میں مدینہ سے قاصد پہنچا لوگوں نے حال دریافت کیا تو اس نے خیریت اور جدید امداد کی خوشخبری سنائی حضرت خالد کے پاس پہنچا لوگوں نے حال دریافت کیا تر کش میں رکھ لیا اور فوراً ہی معروف جنگ ہو گئے۔

اب قدرت الٰہی کا کرشمہ دیکھو کہ ہنگامہ دار و گیر میں جبکہ تمام میدان میں ہتیار اور تیروں کے سوا کچھ نہیں دکھائی دیتا رومیوں کا سردار اعظم جرجہ بن توذر میدان میں آیا اور للکار کر کہا کہ خالد میرے

سامنے آئیں خالد نے آواز سنکر ابو صفیان کو اپنا نائب کیا اور خود گھوڑے کر سامنے لائے - اول ایک نے دوسرے کو پناہ دی اور پھر اسقدر مل کر کھڑے ہوئے کہ گھوڑوں کی کنوتیاں مل گئیں۔

جرجہ اور خالد کا مکالمہ

جرجہ نے کہا۔ خالد سچ کہنا جھوٹ نہ بولنا کیونکہ بہادر جھوٹ نہیں بولتے اور دھوکا نہ دینا کیونکہ فریب شرفا کا شیوہ نہیں ہے میں یہ پوچھتا ہوں کیا خدا نے تمہارے نبی کے پاس کوئی تلوار بھیجی تھی جو تم کو دیگئی جس کی وجہ سے تم جہاں لڑتے ہو فتح پاتے ہو۔

حضرت خالد - یہ بالکل غلط ہے۔

جرجہ - پھر تمہارا لقب سیف اللہ کیوں ہے۔

حضرت خالد - اللہ تعالےٰ نے ہماری ہدایت کے لئے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ انہوں نے اسلام پیش کیا شروع میں ہم کنارہ کش ہوئے اور ان کی بات نہ سُنی اور بعض نے اُن کی بات کو تسلیم کیا میں ان میں تھا جن کو رسول صلعم کی نبوت کا یقین نہ تھا کچھ عرصہ بعد اللہ نے ہمارے قلب پھیر دئیے۔ ہم لوگوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور ہدایت سے فیض یاب ہوئے جب میں نے اسلام قبول کیا تو حضور نے فرمایا۔

اِنت سیفٌ من سیوفِ اللّٰہ سلّہ علی المشرکین۔ — اے خالد تو خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جو مشرکین کے مقابلے کے لئے نیام سے نکلی ہے۔

پس یہ اُن کے زبان کی برکت ہے کہ میں جہاں لڑتا ہوں کامیاب ہوتا ہوں اور اب میں ویسا ہی مشرکوں کا دشمن ہوں جس طرح پہلے مسلمانوں کا۔

جرجہ - بیشک تم نے سچ کہا اب بتاؤ دعوت اسلام کیا ہے۔

خالد - اس امر کا اقرار کہ خدا واحد اور سب کا معبود ہے اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور اس کلام کی تصدیق جو وہ خدا کی طرف سے لایا۔

جرجہ۔ اگر ان باتوں کو کوئی نہ مانے۔

خالد۔ تو پھر جزیہ دے۔

جرجہ۔ اگر یہ بھی نہ مانے۔

خالد۔ پھر اس کو ہم اعلان جنگ دیں گے اور لڑیں گے۔

جرجہ۔ اگر کوئی تم میں ملجائے تو اس کا رتبہ کیا ہے۔

خالد۔ اللہ کا حکم ہے کہ سب مسلمان مرتبہ میں مساوی ہیں۔ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ اوّل ایمان لائے یا آخر۔

جرجہ۔ اور آج جو ایمان لائے کیا وہ بھی برابر ہوگا۔

خالد۔ بلکہ وہ ہم سے بھی اچھا۔

جرجہ۔ یہ کیونکر؟

خالد۔ ہم نے جب اسلام قبول کیا تو رسول صلعم حیات تھے اور وحی کا سلسلہ جاری تھا اور ہم معجزات وتصرفات مشاہدہ کرتے تھے اور جو آج ایمان لائے وہ بغیر دیکھے ایمان لاتا ہے اس لئے ہم سے افضل ہے۔

جرجہ۔ تم قسمیہ کہتے ہو تالیف قلوب تو نہیں کرتے۔

خالد۔ بخدا میں سچ کہتا ہوں جو تم نے پوچھا اس کا جواب دیا۔

جرجہ۔ مجھے یقین ہے کہ بیشک سچ کہا یہ کہہ کر اپنی ڈھال تلوار پیچھے ڈال لی اور کہا کہ مجھ کو اسلام کی تلقین کرو۔

خالد اسکو اپنے خیمے میں لیگئے۔ غسل دیا اور تلقین اسلام کے بعد مقتدی بنا کر دو رکعت نماز ادا کی۔ جرجہ کو خالد کے ہمراہ خیمہ میں جاتے ہوئے دیکھ کر رومیوں نے عام ہلہ کر دیا پہلے حملہ میں مسلمان دبتے چلے گئے اور قدم ڈگمگائے مگر حضرت عکرمہ اور حارث بن ہشام اپنی پامردی سے جمے رہے کہ

خالد جرجہ کو لیکر خیمے سے نکلے رومی اس وقت مسلمانوں کی صفوں میں گھس آئے تھے حضرت خالد نے للکارا تو مسلمانوں کے ہوش بجا ہوئے اور ایک سخت حملہ کر کے دشمن کو پیچھے ہٹا دیا۔

اب سیف اللہ نے ہلہ کیا صبح سے شام تک میدان برابر گرم رہا یہانتک کہ عصر کی نماز اشارے سے ادا کی گئی یہ عالم قابل دید تھا کہ وہ جرجہ جو آج صبح مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا اس وقت مسلمان سپہ سالار کے دوش بدوش اپنی ہی مشرک فوج سے لڑ رہا ہے اور ان پر بے دریغ وار پر وار کر رہا ہے اور پھر یہ قسمت دیکھو کہ عین معرکہ جنگ میں شہادت کی سعادت بھی حاصل کرتا ہے اور صرف وہ ایک ہی نماز جو آغاز اسلام کا نیاز تھی سرخرو اپنے پروردگار کے حضور پہنچتا ہے۔ رضی اللہ عنہ

شام کو رومیوں کے پاؤں اکھڑے خالد نے آثار دیکھ کر قلب کے مضبوط دستہ کو اپنے ہمراہ لیکر ایکدم رومیوں پر جا گرے اور پہلے ہی حملہ میں دشمن کے قلب میں گھس کر فوج کے دو حصے کر دیئے اور سواروں کے دستہ کو پیادوں سے جدا کر دیا اور اپنے دوسرے رسالوں پر دشمن کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور خود پیدلوں پر شمشیر کا وار شروع کیا۔ پیدلوں کی ہمت ٹوٹ گئی اور بھاگنا شروع کیا اور متفرق ہو کر خندق میں جا چھپی اُدھر سواروں نے پیدلوں کو بھاگتے دیکھ کر جی ہار دیا اور وہ بھی بھاگ نکلے مسلمانوں کے دل خوشی سے اوچھلنے لگے مگر اپنی جگہ پر قایم رہے اور تعاقب نہ کیا اور ان کو بھاگنے کا راستہ دیدیا چونکہ ان کی پشت پر پہاڑ تھا اس لئے ادھر راستہ نہ پایا اور پھر پلٹے اور کچھ دریا کی طرف بھاگے مسلمانوں نے ان کو یہاں تک دبایا کہ بقول طبری ایک لاکھ بیس ہزار قتل ہوئے اور پانی میں غرق ہو کر مر گئے۔ لڑائی دن بھر اور رات بھر جاری رہی اور جب صبح ہوئی تو حضرت خالد رومی سپہ سالار کے خیمہ میں بیٹھے نظر آئے۔

رومی شکست پا چکے تھے پھر بھی متفرق لڑائیوں کا سلسلہ صبح تک جاری رہا حضرت خالد کے گرد مسلمانوں کے رسالے تھے اور تذارق کے خیمہ گاہ سے وہ تمام رات فوج کو لڑاتے رہے رات کے وقت عکرمہ

نے چلا کر کہا کہ میں رسول صلعم کے ساتھ لڑتا رہا کیا ان رومیوں سے بھاگ جاؤنگا کون ہے جو میرے ہاتھ پر موت کی بیعت کرے یہ سُنکر حارث اور ضرار بن ازور وغیرہ چارسو دلاور مسلمانوں نے بیعت کی اور رات بھر خالد کے خیمہ کے سامنے لڑتے رہے ان کی صبر وثبات کا یہ عالم تھا کہ سب کے سب زخموں سے چور تھے۔ اور باستثنا معدودے چند سب کے سب شہید ہو گئے۔

صبح کے وقت بحالت نزع حضرت عکرمہ اور اُن کے بیٹے عمرو بن عکرمہ کو اٹھا کر حضرت خالد کے پاس لائے اُنھوں نے حضرت عکرمہ کا سر اپنی ساق پر اور عمرو بن عکرمہ کا ران پر رکھا چہرہ سے خاک کو صاف کیا اور منھ میں پانی ٹپکایا اسی حالت میں ان کی روحیں عالم بالا کو پرواز کر گئیں۔

یہ واقعہ قابل غور ہے کہ مسلمان خواتین بھی اس جنگ میں شریک تھیں اور اپنے دستے جداگانہ قایم کر کے قتل کرنے میں مصروف تھیں۔ جویریہ بنت ابوسفیان کے دستے نے سب سے زیادہ کارنمایاں کیا اور کافروں کو تہ تیغ کیا۔

مسلمان شہداء کی کل تعداد تین ہزار تھی۔

اس معرکہ کا یہ واقعہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رومیوں نے آغاز جنگ میں ایک عرب جاسوس کو مسلمانوں کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا ایک دن اور ایک رات وہ حالات جانچتا رہا جب وہ واپس گیا تو اُس نے جو الفاظ مسلمانوں کے نسبت کہے وہ یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

بالليل رهبانٌ وبالیوم فرسانٌ لو سرق ابن ملكهم قطعوا یده ولو زنى رجم لاقامة الحق فیهم۔

وہ لوگ رات میں درویش اور دن میں شہسوار حق پرستی کا یہ عالم ہے کہ اگر اُن کے بادشاہ کا فرزند چوری کرے تو اُس کا ہاتھ کاٹا جائے زنا کرے تو سنگسار کر دیا جائے۔

....

اس شکست کی خبر جب ہرقل کو پہنچی وہ حمص چھوڑ گیا اور چلتے وقت کہا کہ اے ملک شام

تجھ کو یہ میرا آخری سلام ہے۔

داخلہ شہر دمشق شہر کی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے کہ دشمن کے حملوں سے وہ خوب محفوظ کر لیا گیا تھا اور مفروریوں کی وجہ سے آدمی بھی کافی تعداد میں ہو گئے تھے مگر دو ماہ کے متواتر محاصرہ نے اُن کا ناک میں دم کر دیا تھا سامان رسد روز بروز کم ہو رہا تھا اور یہ یقین تھا کہ اگر چند روز اور یہی حالت رہی تو فاقہ کشی پر نوبت پہنچ جائے گی۔ اگرچہ قیصر نے وقتاً فوقتاً کمک بھیجی مگر مسلمانوں نے شہر کے قریب تک نہ آنے دیا محاصرہ طول پکڑ رہا تھا اور کوئی تدبیر کشادکار کی نظر نہ آتی تھی خالد کے نام سے ہر شخص خائف تھا مگر ابو عبیدہ کی نسبت یہ علم تھا کہ وہ رحم دل بزرگ ہیں اسلئے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ابو عبیدہ کے پاس ایک وفد بھیجنا چاہیے۔

شہر دمشق میں اس وقت دو رومی سردار ٹامس اور ہربیس مسلمانوں کا مقابلہ کر رہے تھے ان میں ٹامس قیصر ہرقل کا داماد تھا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس وقت تک انہی دونوں کی حسن تدبیر سے شہر محفوظ رہا ٹامس اور ہربیس نے بارہا قلعہ سے نکل نکل کر مسلمانوں پر حملے کئے مگر کوئی حملہ بھی کامیاب نہ ہوا۔ جب موقع پایا قلعہ سے نکل کر چھاپا مارا اور جب مسلمانوں نے مقابلہ کیا تو بھاگ کر قلعہ بند ہو بیٹھے اور یہ حالت ان کی ماہ صفر سے لیکر ربیع الثانی تک رہی لیکن اب یہ بھی قیصر کی طرف سے مایوس ہو چکے تھے کیونکہ جو امداد ان کو بھیجی جاتی تھی اُس کو مسلمان راستہ ہی میں روک دیتے اور قلعہ تک نہ پہنچنے دیتے تھے۔

رات کے وقت سرداران اسلامی لشکر باری باری ہر دروازہ پر نگہبانی کرتے رہتے تھے۔ ضرار دو ہزار سواروں کے ساتھ دیواروں کے چاروں طرف گشت لگایا کرتے تاکہ کوئی اچانک شب خون نہ مار جائے اور شہر کے اندر کسی طرف سے امداد نہ پہنچ سکے۔

اہل شہر کی طرف سے جو چند حملے ہوئے اُس میں ذیل کا واقعہ قابل ذکر ہے۔ ٹامس اور

مربیس نے ایک روز تمام سرداروں کو جمع کیا اور ہر طرح ان کی تسلی و تشفی کی پادری جو معہ انجیل اور صلیب کے آئے تھے اُنہوں نے کہا کہ ہمارا مذہب عیسوی سچا اور برحق ہے خدا تم کو مدد دے گا اور عیسیٰؑ ہم کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچائیگا ہرگز مسلمانوں سے خوف مت کھاؤ آگے بڑھو اور بہادری سے لڑو اور اپنی دو لاکھ فوج سے جو تمہاری دشمنوں سے لڑ رہی ہے مل جاؤ۔ بڑی مشکل سے یہ لوگ راضی ہوئے اور دروازہ سے نکل کر تیر و تفنگ برسانے لگے اور قلعہ سے بذریعہ انجن پتھر مارنے شروع کئے۔

ان کا سردار ٹامس اچھا دلاور سپاہی تھا اور تیر اندازی میں کامل مہارت رکھتا تھا بڑی دلیری سے لڑا اور چُن چُن کر اچھے مُسلمانوں کو شہید کیا قلعہ کے سب معرکوں میں یہ معرکہ سخت تھا اُن شہدا میں اَبان ابن زید بھی تھے جو زہر آلود تیروں سے زخمی ہوئے ہر چند اُنہوں نے اپنے زخموں کو کپڑے سے باندھا مگر زہر اثر کر چکا تھا۔ جب گرنے لگے تو لوگ اپنے خیمہ میں لے آئے اُنہوں نے حال میں حمیار قوم کی ایک عورت سے شادی کر لی تھی جو تیر اندازی میں کمال رکھتی تھی۔ یہ سُن کر کہ اُس کا شوہر زخمی ہو گیا ہے بھاگی مگر افسوس زندہ نہ دیکھ سکی اور بظاہر کچھ غم نہ کیا اور نہ روئی صرف یہ کہا کہ اے پیارے شوہر تم اللہ کے پاس ہو خوب ہو مگر میں تمہارے خون کا بدلہ لوں گی اور پھر تم سے بہشت میں آ کر ملوں گی۔ میں اب اپنے تئیں اللہ کی راہ میں وقف کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر اپنے شوہر کی تیر و کمان اٹھا لی اور ٹامس کی تلاش میں میدان کیطرف چلی اور وہاں پہنچی جہاں ٹامس لڑ رہا تھا جاتے ہی علم بردار کے ہاتھ میں نشانہ لگایا وہ نشان گرا اور مسلمانوں نے قبضہ کر لیا ٹامس نے جھنڈا چھیننے کے لئے حملہ کیا مگر وہ ہاتھوں ہاتھ شرجیل تک پہنچ گیا ٹامس نے شرجیل پر تلوار چلائی اُنہوں نے جھنڈے کو اپنے لشکر میں پھینک دیا اور خود اس سے لڑنے لگے۔ زوجہ ابان جو اس کی تاک میں لگی ہوئی تھی اپنی گھات سے آ پہنچی اور

ٹامس کے تیر مارا جس نے اس کی آنکھ کو ہمیشہ کے لئے تاریک کر دیا یہ اُس کے صدمے سے گرنے لگا مگر لوگ جھنڈے کا تعاقب چھوڑ کر فوراً ادھر پلٹ پڑے اور اس کو اُٹھا کر شہر میں لیگئے اور دوا دارو کے بعد جب کچھ تسکین ہوئی تو لڑائی کا تماشہ دیکھنے کے لئے صفیل شہر پر آبیٹھا۔

لڑائی برابر جاری رہی مگر مُسلمان تیروں اور پتھروں کی وجہ سے جو بذریعہ انجن پھینکے جارہے تھے دیوار شہر تک نہ آسکے رات ہونے پر لڑائی بند رہی مُسلمان اپنے خیموں میں واپس آرہے اور ہر شہر کے دروازے بند ہوگئے۔

ٹامس آج کی لڑائی دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اپنے لشکر کی جرأت دیکھ کر بہت تعریف کی اور اب اُس نے عام حملے کا ارادہ کیا اور رات بھر جنگی انتظام میں مصروف رہا صبح ہوتے ہی شہر کے تمام دروازوں سے حملہ کرنے کا حکم دیا اور ایک ہی اشارہ پر سب طرف سے حملہ ہونے لگا۔ عیسائیوں نے یہ تیاریاں ایسی ہوشیاری سے کیں کہ مسلمانوں کو قطعی سراغ نہ چلا باجوں کی آواز سُن کر مُسلمان ہوشیار ہوئے مُسلمانوں نے فوراً ہتیار اُٹھائے چونکہ وہ اچانک ہی آپڑے اس لئے کچھ عرصہ تک لڑائی کے بدلے سخت خونریزی ہوئی۔

خالدؓ یہ دیکھ کر کہ دشمن کا پلہ بھاری ہو رہا ہے چار ہزار سوار لیکر ٹامس کی طرف آپہنچے اس جگہ شرجیل موجود تھے اور خوب ہی داد شجاعت دے رہے تھے ان کے قریب زوجہ آبان تھی جو اپنے تمام تیر صرف کر چکی تھی اب صرف ایک تیر باقی تھا کہ ایک یونانی سپاہی نے حملہ کیا زوجہ آبان نے وہ تیر اُس کے مارا اور ہلاک کیا مگر اب بے ہتیار ہونے سے یہ گرفتار ہوگئی۔ اسوقت شرجیل اور ٹامس بھر سینہ بسینہ لڑے اور شرجیل کی تلوار ٹامس کی ڈھال پر ٹوٹ گئی بے ہتیار ہونے سے قریب تھا کہ یہ بھی گرفتار ہو جائیں کہ اتنے میں خالد اور عبدالرحمن معہ سواروں کے آن ٹوٹے اور زوجہ آبان کو چھڑالیا اور ٹامس شہر میں واپس چلا گیا۔

عیسائیوں کا وہ لشکر جو جابیہ کے دروازہ سے حملہ آور تھا سب سے زیادہ تباہ ہوا حضرت ابو عبیدہ اُس دروازہ پر تھے ۔جس وقت غنیم نے حملہ کیا وہ سو رہے تھے آواز سنکر اُٹھے نماز صبح ادا کی اور پھر ایک چیدہ رسالہ دشمن کے مقابل روانہ کیا اور خود ایک مختصر رسالہ لیکر دشمن کے درمیان میں گھس گئے اور حملہ آور عیسائیوں کو فصیل شہر سے علیحدہ کردیا یہ کارروائی ایسی ہوئی کہ جو شخص دروازے سے باہر آگیا تھا پھر اندر نہ جاسکا رات تک یہ لڑائی جاری رہی عیسائیوں کے لئے یہ دن بھی نامبارک ثابت ہوا ہر طرف شکست ہوئی جو بچے وہ شہر پناہ کی دیواروں میں جا چھپے اور ہزاروں مُردے میدان جنگ میں چھوڑ گئے مسلمانوں نے شہر پناہ تک مارا مگر پھر بالائی حصار کے پتھروں کیوجہ سے واپس آئے اب عیسائیوں کے دل نہایت افسردہ ہوگئے اور کوئی امید کامیابی کی اُن کو نظر نہ آتی تھی۔

شہر کے باشندے اور مصیبت زدہ لوگ اپنے اوپر اس اُمید سے یہ تکلیفیں برداشت کر رہے تھے کہ شاید توقف سے کچھ عمدہ شرائط پر صلح ہو جائے کیونکہ وہ سمجھے ہوئے تھے کہ مسلمان خود ہی صلح کریں گے مگر ان کی اب یہ امید بھی ٹوٹ گئی ٹامس جو قیصر کا داماد تھا - اگرچہ اس کا کوئی عہدہ نہ تھا مگر شہر والوں کی نظروں میں بوجہ اس کی ذاتی لیاقت و شرافت کے بڑا اعزاز تھا یہ جب اپنے لوگوں کو کچھ کبیدہ خاطر دیکھتا تو ان کو اس طرح سمجھاتا کہ یہ حملہ آور عرب لوگ ننگے بھوکے جنگلی آدمی ہیں ان کی لڑائی میں کچھ استحکام نہیں ہے کیونکہ بے قاعدہ ہیں ہمارے زرخیز ملک کی لالچ میں اسوقت تو جوش کے ساتھ لڑ رہے ہیں اگر کچھ عرصہ ہوگیا تو خود ہی تھک کر چلے جائیں گے مگر مسلمانوں کی متواتر کامیابیاں اور اُن کا استقلال دیکھ کر اب یہ سمجھانا بھی بیکار ہوا اور جو کچھ اُن کی گرہ میں تھا وہ بھی خرچ ہو گیا اور فاقہ کشی کی نوبت پہنچ گئی تو بہت پریشان ہوئے اور آپس میں مشورہ کرکے صلح کی ٹھان لی اور مجبور کرکے اپنے دونوں سرپرستوں کو بھی اپنا ہمخیال بنالیا۔

ایک رات کو جب کہ باب جابیہ پر ابو ہریرہ کا پہرہ تھا اور حضرت ابو عبیدہ باب پولوس کی نگرانی

پر تھے اور حضرت خالد باب الشرق پر مقیم تھے کہ باب جابیہ سے چند آدمی نکلے اور آواز دی کہ ہم صلح کے ارادے سے آئے ہیں اور ابو عبیدہ سے ملنا چاہتے ہیں ابو ہریرہ ان کو ابو عبیدہ کے پاس لے گئے ان لوگوں میں شہر کے معزز لوگ شامل تھے شرائط صلح نہایت نرم تھیں جو منظور کرلی گئیں عہد نامہ لکھا گیا مگر اس پر نہ تو ابو عبیدہ نے اپنا نام لکھا اور نہ کسی کی شہادت درج کی اور وفد کی تسلی کردی کہ صبح کو حضرت خالد کے دستخط کرادیے جائیں گے اس کے بعد اپنے چند رفقا کے ساتھ شہر میں اُسی عیسائی وفد کے ساتھ چلے گئے۔

یہاں تو یہ صلح کے شرائط طے ہوئے اب دوسرے دروازہ کا حال ملاحظہ ہو کہ خوش قسمتی سے جس دروازہ پر خالد موجود ہے ان کے پاس ایک شخص یونس بن مرقس آیا اور خالد سے کہا کہ شہر والے سخت پریشان ہیں اور اب اُن میں تاب مقابلہ نہیں فاقہ کشی پر نوبت پہنچ گئی ہے میرا گھر دیوار شہر سے ملحق ہے میں نے اپنے مکان میں نقب بقدر داخلہ ایک شخص لگادی ہے اگر آپ میرے خاندان کی جان بخشی کریں تو میں آپ کے آدمیوں کو شہر میں لیجا سکتا ہوں اس شخص کو معہ خاندان امان دیگئی۔ اور خالد نے سو آدمی اُس سوراخ کی راہ شہر میں داخل کردے جنہوں نے باب شرقی پر قبضہ کرلیا اور دروازہ کھول دیا تکبیر کی آواز بلند ہوئی اور خالد بزور شمشیر شہر میں داخل ہوگئے۔

تنازعہ خالد و ابو عبیدہ

صبح کے وقت شہر میں عجیب نظارہ تھا کہ خالد شارع مستقیم پر شمشیر بکف قتل و غارت کرتے ہوئے آرہے تھے کہ حضرت ابو عبیدہ سے کنیسہ مریم پر ملاقات ہوئی جن کو چاروں طرف عورتیں اور بچے گھیرے ہوئے تھے۔ خالد کو اس طرح دیکھکر ابو عبیدہ نے بڑھ کر منع کیا اور کہا کہ خونریزی بند کردی جائے کیونکہ از روئے عہد یہ شہر امن میں ہے۔

خالد نے کہا۔ میں نے بزور شمشیر فتح کیا ہے۔

ابو عبیدہ۔ میں نے ارکان شہر اور سرداران لشکر کی استدعا پر صلح کرلی ہے اس لئے اُنھوں نے شہر



یہ وہی بازار اور سڑک ہے جہاں حضرت ابو عبیدہ صلح کے ساتھ داخل ہوئے اور دوسرے دروازہ سے حضرت خالد شمشیر برہنہ اس جگہ پہنچے اور شہر کی تسخیر پر آپسمیں سخت گفت و شنید ہوئی جسکی اطلاع دربار خلافت کو دیگیئی - اسوقت بھی کچھ آثار قدیمہ اس سڑک پر موجود ہیں ؛

(متعلق صفحہ ۷۰۲)

ہمارے سپرد کر دیا ہے اور جان ومال کے ہم محافظ ہیں۔

خالد۔ میں اسوقت امیر ہوں اور بغیر میری منظوری کے کوئی عہد مجھ کو پابند نہیں بنا سکتا۔

ابو عبیدہ۔ اے امیر۔ میرے عہد کی پاسداری کر اور خدا سے ڈر

مگر خالد نے منھ پھیر کر اپنے ہمراہیوں سے مشرکین کے قتل کا حکم دیا ادھر ابو عبیدہ نے بہ آواز

اپنے رفقاء سے کہا کہ اے اصحاب رسول دیکھنا یہ اعرابی کسی پر ہاتھ نہ اٹھائیں۔

یہ سن کر معاذ بن جبل۔ یزید بن ابی صفیان۔ شرجیل بن حسنہ۔ عمرو بن عاص۔ ربیعہ بن عامر اور عبداللہ بن

عمر معہ دیگر صحابہ کرام کے شارع مستقیم کی عرض پر کھڑے ہو گئے۔

خالد۔ حیرت اور غصہ سے ابو عبیدہ کے منہ کو تکتے تھے آخر رہ نہ سکے اور کہا۔ امیر میں ہوں یا آپ

ابو عبیدہ۔ امیر بیشک آپ ہیں۔ مگر میرے عہد نامہ کا خیال رکھنا ضرور ہے کیا معلوم نہیں کہ ذمۃ المسلمین

واحدۃ میرا عہد تمام مسلمانوں کا عہد ہے بلکہ ایک مسلمان کا عہد تمام مسلمانوں کو پابند بنا دیتا ہے۔

خالد۔ مگر میں اسوقت اولی الامر ہوں اور میری اطاعت واجب ہے۔

شرجیل بن حسنہ۔ اولی الامر کی اطاعت اسی حد تک واجب ہے جب تک خدا اور رسول کے حکم کی مخالفت نہ ہو۔

ابن عمر۔ اے امیر امین الامتہ کے عہد کی عزت کریئے کیا آپ کو واقعہ یاد نہیں جب نبی صلعم نے فرمایا

تھا اللھم انی ابرء الیک مما صنع خالد

خالد۔ ابن عمر سے مخاطب ہو کر۔ جنگ بنی خدیمہ میں تم موجود تھے اور بنی خدیمہ میں خیانا۔ خیانا کہا تو

میں یہ سمجھا کہ وہ کفر پر قائم ہیں اسلئے ان کا قتل غلط فہمی تھی۔[۱]

---

۱ جب حضرت خالد بنی خدیمہ کی لڑائی پر بھیجے گئے تو بنی خدیمہ چلائے۔ خیانا۔ خیانا۔ اس زمانہ میں کفار قریش مسلمانوں کو صابی کہتے تھے اسلئے تمام کفار میں مسلمان صابی کے نام سے مشہور ہو گئے ان لوگوں نے پھر بھی کہا کہ ہم صابی یعنی مسلمان ہیں مگر خالد نے لفظ صابی سے سمجھا کہ وہ کفر پر قایم ہیں اسلئے قتل عام کر دیا۔ نبی صلعم کو معلوم ہوا تو آپ ناخوش ہوئے اور سب کی دیت ادا کر دی۔ ۱۲۔۱۲۔

ابن عمر - مگر یہاں معاملہ صاف ہے یہاں غلط فہمی کی کونسی وجہ ہے۔

خالد - مگر امارت کا بھی کچھ حق ہے - عہد نامہ میری طرف سے ہونا چاہئے کسی کو میری موجودگی میں میری طرف سے حق عہد کرنے کا نہیں ہے۔

ابو عبیدہ - تمہارا حق محفوظ ہے اور عہد نامہ تمہارے نام پر باندھا گیا ہے اسپر تمہارے دستخط ہونے باقی ہیں۔

خالد - اور اگر میں دستخط نہ کروں۔

ابو عبیدہ - عہد نامہ پھر بھی مکمل ہے کیونکہ میں ان سے امن کا وعدہ کر چکا ہوں۔

معاذ بن جبل - چونکہ عہد نامہ متنازعہ ہے اس لئے خلیفہ وقت کے پاس پیش ہونا چاہئے۔

عبداللہ بن عمر - میری رائے میں تو معاملہ بالکل صاف ہے خالد کو اپنی بات کی پچ پڑ گئی ہے۔

خالد - اگر تمہاری رائے میرے خلاف ہے تو بجا ہے کیونکہ تمہارے والد بھی ہمیشہ میرے مخالف رہے ہیں اور یہ مخالفت تم کو ورثہ میں ملی ہے۔

ابن عمر - اور تمام صحابہ کی مخالفت کا کیا جواب ہے۔

ابو عبیدہ - ابن عمر خاموش ہو جاؤ بات مت بڑھاؤ - ذرا سا اختلاف ہے میں خالد سے خود گفتگو طے کر لوں گا جب تک سب صاحب خاموش رہیں۔

ابو عبیدہ خالد کو علیحدہ لیگئے اور سمجھایا اگر مخالفت کرو گے تو تمام گرد نواح کے لوگ پھر ہمارے قول و فعل کی وقعت نہیں کریں گے - زمانہ پر اس کا بہت برا اثر پڑے گا - خالد نے دیکھا کہ بات معقول ہے اور تمام صحابہ ابو عبیدہ کی طرفدار ہیں اس لئے کہا کہ نصف شہر پر شمشیر کا حق اور نصف پر عہد نامہ کا حق تسلیم کیا جائے۔

ابو عبیدہ - سب شہر پر صلح کا حق رہ کہا جائے۔

خالد۔ اچھا تو ٹامس اور مربیس میرے حوالے کئے جائیں۔ مگر ابو عبیدہ نے اس سے بھی انکار کیا۔

آخر کار اس تنازعہ کی روئداد خلیفہ وقت کی خدمت میں بھیجی گئی۔

اکثر آدمیوں نے شہر میں رہنا قبول کیا اور اکثر شہری ٹامس کے ساتھ انطاکیہ جانے کے لئے آمادہ ہو گئے ٹامس نے مسلمانوں کی حدود سے گذرنے کے لئے پروانہ راہداری مانگا۔ بڑی مشکل سے حضرت خالد نے تین روز کی مہلت دی کہ اتنے عرصہ تک ان کا تعاقب نہ کیا جائے گا وہ بھی اس شرط پر کہ وہ اپنے ساتھ سوائے کھانے کی چیزوں کے اور کچھ نہ لیجائیں اور ہتیاروں میں سے صرف ایک ہتیار اپنے ساتھ رکھیں یعنی جس کے پاس تیر ہوں اس کو بھالے کی ضرورت نہیں وہ صرف اس لئے کہ چوروں سے بچ سکیں راضی ہو گئے۔

ٹامس اور مربیس اس قافلے کے رہنما تھے اپنا خیمہ شہر کے قریب چراگاہ میں نصب کیا یہاں سب جلا وطن جمع ہوئے سب چیزوں میں قیصر ہرقل کی ایک عبا نہایت قیمتی تھی یہ سب لوگ یہاں سے جلاوطن ہوئے ٹامس کی زوجہ یعنی ہرقل کی بیٹی انہیں جلاوطنوں میں شریک تھی۔ خورد و کلاں اس قافلے کے حسرت کی نگاہ سے مستحکم دمشق کی دیواروں اور عمارتوں کو تکتے اور روتے جاتے تھے جس میں انہوں نے آرام لیا تھا۔

خالدؓ کو معلوم ہوا کہ جلاوطن لوگ مسلح ہو کر روانہ ہوئے ہیں اور اپنا کل سامان بھی لے گئے ہیں تو تین روز گذرنے پر انہوں نے تعاقب کا ارادہ ظاہر کیا تاکہ مال واپس لیا جائے۔ ایک روز غلہ کے قبضہ میں کہ آیا شہر والوں کا ہے کہ ہمارا اور صرف ہوا۔

اب خالد اور ضرار تعاقب کے واسطے تیار تھے کہ ایک شخص رہنمائی کے واسطے آیا اور بولا کہ میں مختصر پہاڑوں سے لیچلونگا

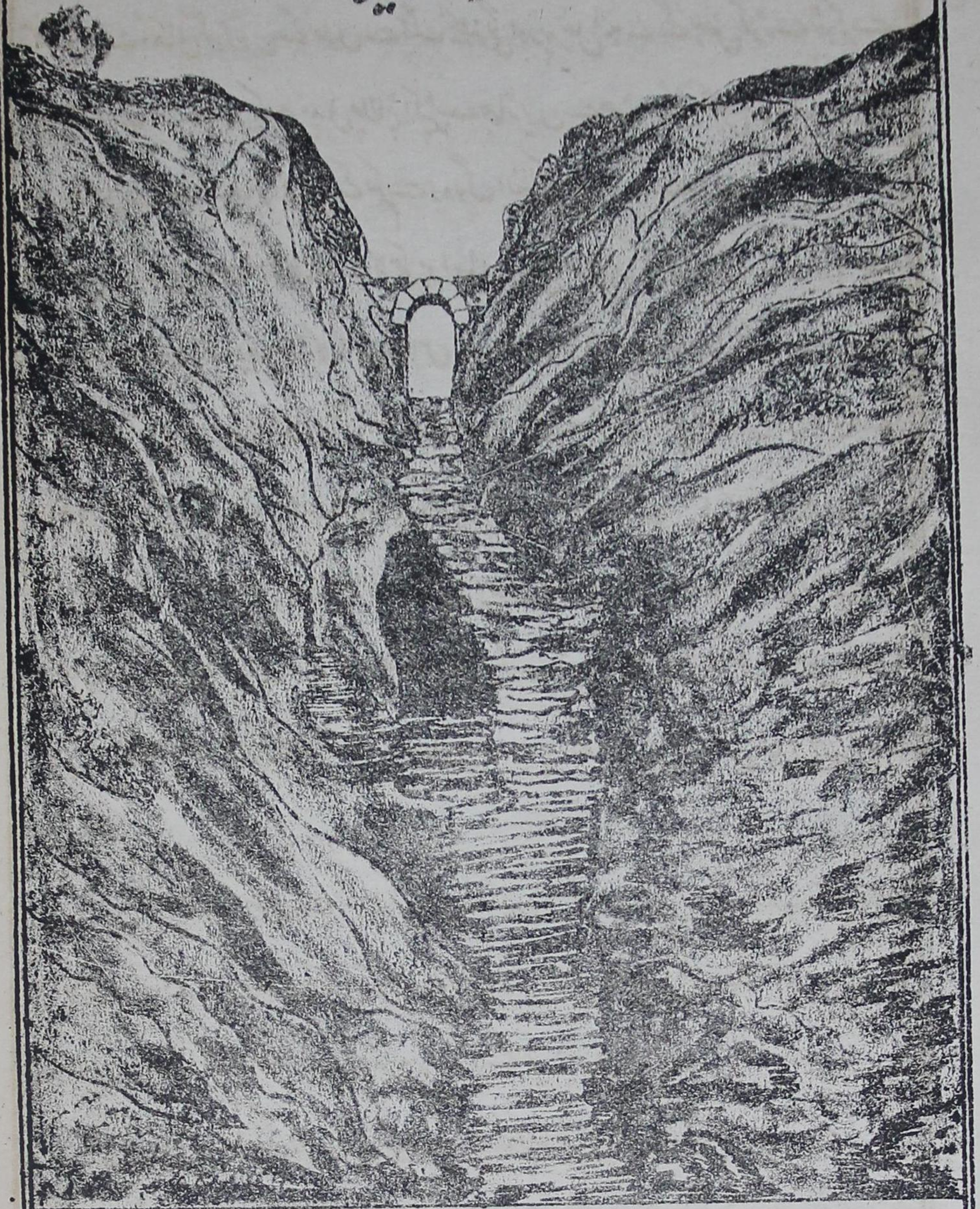
ایک عجیب واقعہ	اس رہنما کا عجیب قصہ ہے کہ جب ضرار دو ہزار آدمیوں کے ساتھ شہر کی گرد اوری سے

کر رہے تھے کہ قاذان کے دروازہ سے ایک سوار کو نکلتے دیکھا ضرار نے گرفتار کر لیا یہ شخص عمدہ لباس پہنے ہوئے تھا اور صورت سے رئیس معلوم ہوتا تھا اس کے بعد ایک اور دوسرا شخص اُس دروازے سے آتا دیکھا مگر اس کی یونانی زبان سن کر واپس گیا۔ اس شخص کا نام یونس تھا اور وہ سوار جو واپس گیا اس کی معشوقہ یوڈوشیا نامی تھی۔ پہلے یونس کی منگنی اس کے ساتھ ہوئی تھی پھر اس کے والدین نے کسی لالچ سے دوسری جگہ اس کی منگنی کر دی اس لئے دونوں نے مشورہ کیا کہ دمشق کو چھوڑ دیں اور دربان کو کچھ رقم دیکر پوشیدہ گھر سے نکل کھڑی ہوئے مگر جب یونس گرفتار ہو گیا تو اس نے یوڈوشیا سے کہدیا کہ تو واپس جا میں گرفتار ہو گیا ہوں۔

یونس جب حضرت خالد کے سامنے پیش ہوا تو ایمان لانے کے لئے کہا گیا اور وعدہ کیا گیا کہ بعد قبضہ دمشق تم کو تمہاری منگیتر دلوا دی جائیگی وہ صدق دل سے ایمان لے آیا اور قبضہ دمشق کے لئے جان توڑ کر لڑا جب دمشق پر قبضہ ہو گیا تو یوڈوشیا کے مکان پر پہنچ کر اُس کی محبت اور ہمدردی کا قصہ سُنا کہ اس نے یہ سُن کر کہ یونس گرفتار ہو گیا اور مسلمان نہ ہونے کی وجہ سے قتل ہوا ایک معبد میں رہنا قبول کیا یونس بہت خوشی کے ساتھ اُس معبد کی طرف گیا مگر جب اُس کو معلوم ہوا کہ یونس اب مسلمان ہے تو اس نے نفرت ظاہر کی اور منہ پھیر کر چلی گئی اور ٹامس کے ساتھ جلا وطن ہو گئی۔ یونس نے تقاضہ کیا کہ عورت دلوا دی جائے۔

اس لئے خالد نے جلا وطنوں کے تعاقب کا ارادہ کیا مگر زیادہ وقفہ ہو جانے سے کچھ تامل کیا۔ یونس نے وعدہ کیا کہ میں آپ کو ایسے مختصر پوشیدہ راستوں سے لیجا سکتا ہوں کہ کسی کو مطلق خبر نہ ہوگی اور بہت جلد اُن کو پالیں گے۔ خالدؓ نے چار ہزار سواروں سے تعاقب کیا اور یونس کے مشورہ سے تمام نے یونانی لباس پہن لیا۔ کوہ لبنان کے پہاڑوں تک پتہ لگا مگر پھر نشان گم ہو گیا مسلمان سراسیمہ ہوئے مگر یونس نے اطمینان دلایا کہ وہ ضرور یہاں سے راستہ بھولے ہیں میں ابھی ڈھونڈ نکالونگا۔

طور سینا



یہ طور سینا کا وسطی حصہ حاجیون کا شارع عام ہے جو ایک زینہ کی صورت مین پہاڑ کے بالائی حصہ تک چلا گیا ہے اس کا خاص بندرگاہ طور ہے جو جبل موسیٰ کے جنوب مین خلیج سویز پر واقع ہے۔

اسمین اختلاف ہے کہ حضرت موسیٰ کے زمانہ مین جب بنی اسرائیل فرعون کے ظلم سے بھاگے تو اسی راستہ سے گزرے یا عربون کے قول کے موافق خلیج کے کچھ زیرین حصہ سے گزرے جہان کہ ہوا کا شور اسوقت بھی ایسا سنا جاتا ہے جسکو وہان کے لوگ کہتے ہین کہ فرعون کے غائب شدہ فوج کا شور و غل ہے غرضکہ حدود عرب پر یہ جگہ نہایت قدیم ہے اور متبرک مانی جاتی ہے۔

متعلق صفحہ

اور مسلمانوں کو ایک طرف چلنے کا اشارہ کیا۔ اب یہ لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلنے لگے اور پتھریلی سطح سے
سخت تکلیف اٹھائی گھوڑوں کے نعلوں سے آگ نکلنے لگی اور پھر نعل نکالے گئے بعض گھوڑے ٹھوکر سے
لنگڑے ہوگئے اور مسلمانوں کو پھر پیدل چلنا پڑا کپڑے جھاڑیوں سے پھٹ گئے بمشکل مقام جبلہ پر پہنچے
وہاں دہقانیوں سے معلوم ہوا کہ قیصر کے حکم سے وہ لوگ انطاکیہ میں آنے سے روک دیے گئے تاکہ
لوگوں میں پریشانی نہ ہو اور قسطنطنیہ جانے کا حکم ہوا یہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ اور لشکر امداد کو آرہا ہے
اور ان کے درمیان ایک ایک پہاڑ کا فاصلہ ہے اس لئے خالد کا ارادہ ہوا کہ مفروریوں تک جلد پہنچنا چاہیے
مگر اسی رات آندھی اور مینھ کا طوفان آگیا اس لئے مسلمانوں کو قیام کرنا پڑا۔ علی الصباح روانہ ہوئے
اور مفروریوں کو ایک چشمہ کے گرد سبزہ زار میں گہری نیند میں سوتا پایا یونس اپنی محبوبہ کی تلاش میں
تنہا آگے بڑھا اور خالد نے اپنی فوج کو چار حصوں میں تقسیم کیا اور رفیع۔ ضرار اور عبدالرحمٰن کو اس پر مقرر
کیا اور چوتھے کو اپنی ماتحتی میں رکھا اور ہر حصہ کو یکے بادیگرے آنے کا حکم دیا تاکہ دشمن کو اصل تعداد نہ
معلوم ہو۔ نماز سے فارغ ہو کر خالد نے حملہ کیا عیسائی نیند سے چونکے اور دشمن کو یونانی لباس میں اپنے
سر پر دیکھا۔

ٹامس نے پانچہزار آدمیوں سے مقابلہ کیا مگر جب مسلمانوں کی اور فوج یکے بادیگرے آتی دیکھی
تو گھبرایا اور سخت حملہ خالد پر کیا مگر خالد کی تلوار سے زخمی ہو کر گرا عبدالرحمٰن قریب تھے جنھوں نے لپک کر
فوراً سر تن سے جدا کر دیا اور صلیب کے نیزہ پر بلند کر کے عیسائیوں کو دکھایا۔

رفیع بن عمیرہ عورتوں کی طرف گئے مگر عورتوں نے دلیری سے مقابلہ کیا اور پتھر مارنے شروع
کیے ان عورتوں میں ایک عورت نہایت خوبصورت قیصر کی بیٹی تھی یہی ٹامس کی زوجہ تھی۔ رفیع نے
اس کو گرفتار کرنا چاہا مگر اُسنے پتھر مار کر گھوڑے کا سر زخمی کر دیا کہ وہ مر گیا رفیع نے پیادہ پا ہو کر تلوار سے
حملہ کیا قریب تھا کہ جسم کے دو ٹکڑے ہو جائیں مگر وہ چلائی کہ رحم کرو رحم کرو اس لئے وہ گرفتار کر لیگئی

یونس نے ایک جگہ اپنی محبوبہ کو بھی تلاش کرلیا پہلے تو وہ اُس کو کافر سمجھتی تھی مگر اب معنی بھی سمجھنے لگی کہ یہی شخص کل مصیبت کا باعث ہے ۔یونس نے اپنی کل خطائیں معاف کرائیں اور اُس کے ساتھ قسطنطنیہ جاکر کسی معبد میں رہنے کا وعدہ کیا مگر یہ گفتگو سب بیکار ثابت ہوئی اور وہ اس کے ساتھ کسی طرح رہنے پر رضامند نہ ہوئی۔ یہ حالت دیکھ کر یونس نے اس کو گرفتار کرلیا۔ وہ گھاس پر خاموش موقع کی منتظر بیٹھی ہوئی تھی یونس کی نگاہ ذرا پھری تو اس نے خنجر اپنے سینہ میں مار لیا اور مرگئی۔

دوسری طرف خالد کو مربیس کی تلاش تھی ایک جماعت کے ساتھ وہ بھی ملا پیچھے سے آکر خالد کے تلوار ماری اگر خود نہ ہوتا تو کام تمام ہوگیا ہوتا مربیس کے ہاتھ سے وہ تلوار جھٹکا کھاکر گر پڑی اور فوراً ہی خالد کے ہمراہیوں نے وہ تلوار اُٹھالی اور دوسروں نے پکڑ کر اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور اسطرح عیسائیوں کی لڑائی ستر دن بعد ختم ہوئی اس مقابلہ میں سب مارے گئے یا قید ہوئے صرف ایک شخص بچا جس نے قسطنطنیہ جاکر خبر دی۔

یونس کو اپنی محبوبہ کی خودکشی پر سخت صدمہ ہوا۔ اُس کو ہر طرح تشفی دی گئی اور رفیع نے کہا کہ اگر ہرقل نے اس کو واپس نہ لیا تو یہ شاہزادی تم کو دلوادی جائیگی۔ مگر اُس کو تسلی نہ ہوئی۔

اب مسلمان دشمن کی جستجو میں اپنے اصلی مقام سے قریب ڈیڑھ سو میل دُور نکل آئے تھے اسلئے روانگی کا حکم تیزی کے ساتھ دیا گیا تمام اسباب بار کیا اور قیدیوں کو لیکر روانہ ہوئے راستہ میں ایک روز کچھ فوج نظر آئی اور اس میں صلیبی جھنڈا دکھائی دیا خالد فوراً تیار ہوئے مگر پھر معلوم ہوا کہ وہ شاہزادی کو زر فدیہ دیکر چھڑانے آرہے ہیں خالد نے معاوضہ لینے سے انکار کیا اور بوڑھے پادری کے حوالے کردیا اور کہلا بھیجا کہ اس کے معاوضہ میں ہم خود قیصر ہی کو گرفتار کریں گے۔ اور جب تک پورا قبضہ نہ ہوگا لڑائی جاری رکھیں گے۔

اب خالد نے یونس کو بہت اشرفیاں دیں اور کہا کہ ان قیدیوں میں سے جس عورت کو چاہو

پسند کرو مگر اُس کا دل اب عورتوں سے ایسا بیزار ہو گیا تھا کہ اس نے کہا کہ میں اب دنیوی نعمت نہیں چاہتا۔ بعد موت بہشت میں ہر طرح کی نعمتیں لونگا۔ چنانچہ یرموک کی جنگ میں اس کے سینہ تیر لگا اور شہید ہوئے۔[1]

جب دمشق پر پورا تسلط ہو گیا اور تمام مال غنیمت یکجا کیا گیا تو اُس کی تقسیم اس طرح کی گئی۔ مال کے چار حصے سوار اور پیدل سپاہیوں میں تقسیم کئے گئے اور پانچواں حصہ بیت المال کے واسطے حضرت ابوبکر رضہ کی خدمت میں مدینہ روانہ کیا گیا۔

اب مدینہ منورہ کا حال سُنئے کہ جب قاصد حضرت ابو عبیدہ اور حضرت خالد کے تنازعہ کی رودداد اور فتح دمشق کی خوشخبری لیکر مدینہ پہنچا تو صدیق اکبر رضہ کا انتقال ہو چکا تھا اور سخت افسوس اس امر کا ہے کہ جس فتح کے لئے آپ نے کوشش کی اُس کی فتح کی خوشخبری سُننا قسمت میں نہ تھی۔

اور جب خالد اور ابو عبیدہ کا جھگڑا ہو رہا تھا اسوقت صدیق اکبر کو قبر میں رکھ رہے تھے۔

یہ معاملہ پھر فاروق اعظم کی عدالت میں پیش ہوا جنھوں نے ابو عبیدہ کے حق میں فیصلہ دیا اور عنان خلافت اپنے ہاتھ میں لیکر جو کام سب سے اوّل کیا وہ یہی تھا کہ خالد کو معزول کر کے ایک سپاہی بنا دیا اور حضرت ابو عبیدہ کو کل افواج شام کا افسر بنایا۔

اب یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ وقت جنگ عام جو قاصد مدینہ سے ایک مراسلہ لیکر آیا تھا جس کو دیکھ کر خالد نے فوراً ترکش میں رکھ لیا تھا اور خود مصروف جنگ ہو گئے تھے وہ یہی مراسلہ معزولی تھا خالد نے تا فتح اس کا اظہار ملتوی رکھا تا کہ لوگوں میں بد دلی نہ پھیل جائے جب تمام پر قبضہ ہو گیا اور کسی قسم کا اندیشہ نہیں رہا تو یہ مراسلہ سب کو دکھایا گیا اور خالد نے سب کے روبرو حضرت ابو عبیدہ کو اپنا

[1] یونس کے مرنے کے بعد رفیع نے خواب دیکھا کہ یونس نفیس کپڑے پہنے ایک چمن میں ٹہل رہا ہے اور ستر حسین عورتیں اُسکے ہمراہ ہیں یونس نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے ایک کے بدلے یہ ستر عورتیں مجکو عنایت کی ہیں۔

افسر تسلیم کیا۔

اس میں ذرا شک نہیں کہ حضرت خالد ایک دلاور سپاہی اور فن حرب کے ماہر تھے مگر نہایت غصہ ور شخص بھی تھے اور یہ غصہ وقت جنگ ظاہر ہوتا تھا۔ کہ دشمن کے مقابلہ میں ان کو تاب نہیں رہتے تھی اور یہ غصہ ایک زیور سمجھا جاتا تھا۔ اسی لئے کئی مرتبہ رسول صلعم اور صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں ان سے چند بے اعتدالیاں ظہور میں آئیں جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

فاروق اعظم نے دیکھا کہ یہ بے اعتدالیاں بحالت امارت اور افسری ہی ظہور میں آسکتی ہیں اور خالد اکثر موقعوں پر خودرائی سے کام لیتے ہیں تو اونکو افسری سے معزول کر دیا اور یہ بھی لکھا کہ خالد کو شاید یہ خیال ہے کہ یہ تمام فتوحات انہی کے زور بازو اور تدبیر کا نتیجہ ہیں حالانکہ نصرت آلٰہی اپنا کرشمہ دکھا رہی ہے اور یہ تمام فتوحات تائید غیبی کا نتیجہ ہیں۔

معزولی کے بعد بہ روایت حضرت ابوعبیدہ خالد سپہ سالاری سے بڑھ کر کام کرتے رہے جیسا کہ ابتداء میں اُنہوں نے حضرت ابوعبیدہ سے کہا تھا کہ آپ میری معزولی پر افسوس نہ کیجئے میں اپنے نام کے واسطے نہیں لڑتا بلکہ اسلام کے لئے لڑتا ہوں۔ میں خواہ افسری کی حالت میں رکھا جاؤں یا ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے میرے جوش اور خیال میں فرق نہیں آسکتا اور اُنہوں نے ایسا ہی ثابت کر دکھایا بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کا بیان آئندہ خلافت فارق اعظم میں آئیگا۔

اب یہ بات بھی سوچنے کے قابل ہے کہ رومی فوج جس کی تعداد مُسلمانوں سے پانچ گنی زیادہ تھی کس طرح مُسلمانوں کے مقابلہ میں شکست کھا گئی حالانکہ قواعد داں اور فوجی آلات حرب سے کامل طور پر آراستہ پھر جنگ دیدہ اور کار آزمودہ جس نے حال ہی میں ایرانیوں پر نمایاں فتح حاصل کی تھی اس کا سبب اگر کچھ ہو سکتا ہے تو صرف یہ کہ مُسلمان جو اس جنگ میں شریک ہوتا تھا اُس کے دل کو پورا اطمینان ہوتا تھا کہ فتح ہماری ہوگی کیونکہ قرآن مجید اور نبی صلعم کے اقوال سے ان عظیم فتوحات کی



طور سینا بالاتفاق مسلمان اور نیز عیسائی لوگون مین متبرک
مانا جاتا ہے جسکو جبل موسیٰ کہتے ہین اس پہاڑ کے جنوبی گوشہ
مین جستانی لوگون نے یہ ایک قلعہ نما خانقاہ بنائی تھی جسکی
حفاظت زمانہ اسلام تک یونانی راہب کرتے چلے آئے
تھے اپنے ہمسایہ بدو لوگون کے حملہ روکنے کے لیے انکا
کچھ کھانا مقرر کردیا جسکو وہ قلعہ کی دیوار سے اتار کر دیدیا
کرتے تھے۔ اس مین خانقاہ کے بانی سینٹ کیتھرائن و
نیز یا ذن کے بیش بہا دستی نسخے موجود ہین اسکے اندر
ایک تہ خانہ ہے جس مین لوگ بہت احترام کے ساتھ داخل ہوتے
ہین کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہان خدا کا نور حضرت موسیٰ پر ظاہر ہوا تھا
اور اسی کے قریب حضرت موسیٰ کی چٹان جس سے آپ نے پانی
نکالا تھا اور پیتل کے سانپ کا نظارہ ہے۔
اسکے اوپر حضرت محمد صلعم کی عبادت گاہ ہے جہان حضور صلعم
نے راہبون کو دعوت اسلام دیکر نور اسلام سے منور کیا تھا

متعلق صفحہ

بشارتیں ان کو پہنچ چکی تھیں - اور یہ اطمینان قلبی ان کو تائید غیبی کا کام دیتی تھی پھر فوق الامریہ انکا
اعتقاد تھا کہ اگر مارے گئے تو شہید ہو کر ابدی زندگی پائیں گے اور بچے تو غازی ہو کر لوگوں میں سرخروئی
حاصل کریں گے - پھر اس پر مزید یہ بات ہوئی کہ اسلامی فوج کو سپہ سالار بھی ایسے جانباز ملے کہ دنیا
کی تاریخ میں انکی نظیر نہیں ملتی ایک حضرت خالد ہی کو ملاحظہ کیجئے کہ ان کے کارنامے دنیا کی اعلیٰ ترین
تاریخوں میں طلائی حروف سے لکھنے کے قابل ہیں -

حضرت ابوبکر رض کا سوا دو سال عہد خلافت میں رومیوں اور ایرانیوں پر فتوحات کا سلسلہ یہیں تک پہنچکر
ختم ہو گیا -

انتقال پُرملال حضرت ابوبکر صدیق رض

۲۱ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ مطابق ۲۲ اگست سنہ ۶۳۴ء

مدت خلافت ۲ سال ۳ ماہ دس روز

۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو ہوا سرد چل رہی تھی آپ نے غسل کیا - سردی اثر کر گئی اور بخار آ گیا
اور یہی بخار انجام کار مرض وفات ثابت ہوا - پندرہ دن برابر علیل رہے اور طبیعت روز بروز بگڑتی
گئی جب مسجد تک آنے کی قوت نہ رہی تو حضرت عمر رض کو امامت کے لئے مقرر کیا - شدت مرض کی
حالت میں بعض صاحبوں نے کہا کہ حکیم کو بلوایا جائے آپ نے جواب دیا کہ میرا طبیب دیکھہ چکا
لوگوں نے پوچھا کہ اس نے کیا کہا آپ نے کہا اس کا قول ہے -

انی فعال لما ارید — یعنی میں جو ارادہ کرتا ہوں کر ڈالتا ہوں

لوگ اس کا مطلب سمجھ کر خاموش ہو گئے علالت کا تمام زمانہ اس گھر میں بسر ہوا جو رسول صلعم نے

مسجد نبوی کے قریب عنایت کیا تھا حضرت عثمان رضؓ آپ کے ہمسایہ تھے اس لئے زیادہ تر آتے رہتے تھے

جب مرض کی شدت ہوئی تو آپ نے سمجھ لیا کہ اب وقت آخر آپہنچا اس لئے اپنے جانشین کی فکر ہوئی تاکہ مرنے کے بعد مسلمانوں میں اختلاف نہ پیدا ہو۔ اول خود غور کیا پھر صحابہ کرام سے مشورہ لیا اور اپنی رائے عمر رضؓ کے حق میں ظاہر کی۔

عثمان۔ عبدالرحمن بن عوف اور حضرت علی مشورہ میں شریک تھے ان سب کی رائے عمر رضؓ کے بارہ میں ہوئی۔ زاں بعد سعید بن زید و مہاجر و انصار کی ایک جماعت سے مشورہ کیا اور سب نے انہیں کو پسند کیا۔

طلحہ بھی مشورہ میں شریک تھے انہوں نے کہا کہ آپ خدا کو کیا جواب دیں گے کہ عمر جیسے سخت مزاج آدمی کو ہم پر خلیفہ مقرر کئے جاتے ہیں۔

صدیق اکبر رضؓ نے کہا کہ مجھے اٹھا کر بیٹھا دو۔ اور پھر فرمایا کہ میں اپنے رب سے کہونگا میں نے تیری مخلوق پر بہترین مخلوق کو مقرر کیا ہے اس میں شک نہیں کہ عمر ذرا سخت ہیں مگر وہ اس لئے کہ میں نرم دل تھا میرا تجربہ ہے کہ جب میں غصہ ہوتا تو وہ غصہ فرو کرنے کی کوشش کرتے اور اگر نرمی دیکھتے تو سختی کا مشورہ دیتے جب ان کے سر پر خلافت کا بار پڑے گا تو خود بخود نرمی اختیار کریں گے۔

جب رائے پختہ ہوگئی تو ایک دن حضرت ابوبکر رضؓ بالاخانہ پر تشریف لے گئے ضعف اسقدر تھا کہ کھڑے نہ ہو سکتے تھے اُن کی بی بی حضرت اسما بنت عمیس نے دونوں ہاتھوں سے سنبھالا نیچے آدمیوں کی جماعت دیکھنے کے مشتاق کھڑی تھی۔ آپ نے اون کو مخاطب کر کے کہا۔

اترضون بمن استخلف علیکم فانی	کیا آپ اسکو پسند کریں گے جس کو میں ولیعہد منتخب کروں
واللہ ما الوت من جھل الرای ولا	اسکو خوب سمجھ لو اور میں قسمیہ کہتا ہوں کہ میں نے غور و فکر میں کوئی

وَلَّیتُ ذَا قرابۃٍ وَاِنِّی قد استخلفُ عُمَرَ بن الخطاب فاسمعوا واطیعوا

وتیقہ اٹھا نہیں رکھا اور میں نے اپنے کسی رشتہ دار کو تجویز نہیں کیا میں عمر بن الخطاب کو اپنا جانشین مقرر کرتا ہوں تم میرا کہنا مانو اور سنو۔

سب نے بہ آواز کہا سمعنا واطعنا یعنی ہم نے سُنا اور مانا اس کے بعد نیچے اُتر آئے اور حضرت عثمان کو بُلا کر کہا کہ عہدنامہ لکھو۔ چنانچہ حضرت عثمان نے ذیل کا عہدنامہ لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما عہد ابوبکر بن ابی قحافہ فی آخر عہدہ بالدنیا خارجا منہا وعند اول عہدہ بالآخرۃ داخلا فیہا حیث یومن الکافر ویوقن الفاجر ویصدق الکاذب انی استخلفت علیکم بعدی عمر بن الخطاب فاسمعوا لہ واطیعوا وانی لم آل اللہ ورسولہ ودینہ ونفسی وایاکم الا خیرا فان عدل فذلک ظنی بہ وعلمی فیہ وان بدل فلکل امرء ما اکتسب والخیر اردت ولا اعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ عہدنامہ ابوبکر بن ابی قحافہ کی آخر وقت کا ہے جبکہ وہ دنیا سے سفر کر رہا ہے اور عالم آخرت کے واخلہ کی پہلی ساعت ہے جس جگہ کافر مومن۔ بدعقیدہ عقیدتمند اور جھوٹا صادق ہوجاتا ہے میں نے عمر بن الخطاب کو اپنا ولیعہد مقرر کیا اس لیے ان کا حکم سنو اور مانو۔ خوب سمجھ لو کہ اس بارہ میں خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین کی خود اپنی اور تمہاری خیرخواہی کا حق ادا کرنے کی میں نے پوری کوشش کی ہے اگر وہ انصاف کریں گے تو ان کی نسبت میرا یہی خیال اور علم ہے اگر وہ بدل گئے تو ہر شخص اپنے عمل کا پھل پائیگا۔ میری نیت بخیر ہے اور غیب کا مجکو علم نہیں ہے جو لوگ ظلم کریں گے وہ جلد دیکھ لیں گے کہ وہ کس پہلو پر پلٹا کھائینگے اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

جب وصیت لکھوا چکے تو کہا کہ مجھے باہر لے چلو - لوگوں کا ہجوم ہو رہا تھا خلیفہ وقت کی علالت کا حال سُنکر لوگ جوق جوق آ رہے تھے اور خلیفہ اور خلافت کے بارہ میں متفکر تھے - آپ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ میری وصیت لوگوں کو پڑھکر سُنا دو تشہیر کے بعد ایک شخص نے صدیق اکبر سے کہا کہ تم نے عمرؓ کو ولیعہد کیا ہے حالانکہ تم جانتے ہو کہ وہ لوگوں سے تمہارے سامنے کیسا برتاؤ کرتے تھے جب وہ تنہا حاکم ہو جائیں گے تو کیا ہوگا اور تم اپنے رب کے پاس جا رہے ہو جب تم سے رعیت کے بارہ میں تمہارا رب سوال کریگا کہ کس حالت میں چھوڑ کر آئے تو تم کیا جواب دو گے -

صدیق اکبر اس وقت لیٹے ہوئے تھے سنکر فرمایا مجھ کو ذرا اٹھا دو جب بیٹھ گئے تو کہا -

ابالله تخوفنی اذا لقیت الله قلتُ استخلفت علی اهلك خیرَ اهلك

کیا تم مجھکو خدا سے ڈراتے ہو میں جس وقت اللہ کے روبرو جاؤں گا تو کہوں گا کہ میں تیری امت سے ایک بہتر بندہ کو اپنا جانشین مقرر کر آیا ہوں -

پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا - اے لوگو میں نے اپنے کسی عزیز و اقارب کو خلیفہ نہیں بنایا میں نے عمرؓ کی نسبت تمہاری بہتری کے خیال سے وصیت کی ہے کیا تم سب اُس کی خلافت پر راضی ہو، حاضرین نے بآواز بلند دو مرتبہ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہا -

اس کے بعد حضرت عمرؓ کو قریب بلایا اور کہا اے عمر میں نے تم کو خلافت کے لئے منتخب کیا ہے حضرت عمرؓ کا دل صدیق اکبر کی حالتِ زار دیکھ کر بھر آیا مگر نہایت ضبط سے کہا کہ مجھے خلافت کی ضرورت نہیں "فرمایا" مگر خلافت کو تمہاری ضرورت ہے حضرت عمرؓ کا دل بھر آیا تھا مُنہ سے آواز نکلتی نہ تھی " صدیق اکبرؓ نے فرمایا -

اے عمرؓ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ سے ظاہر و باطن ڈرنا

اے عمر رض بے شک اللہ کا ایک حق رات میں ہے جس کو وہ دن میں قبول
نہ کرے گا اور اس کا ایک حق دن میں ہے جس کو وہ رات میں قبول نہیں
کرتا بیشک اللہ نوافل کو قبول نہ کرے گا جب تک فرائض ادا نہ کئے جائیں۔
اے عمر رض جن کے اعمال قیامت میں بھاری ہوں گے وہی گراں ہوں گے
اور جن کے ہلکے ہوں گے وہی سُبک ہوں گے۔ اے عمر رض کیا تم نے نہیں
دیکھا کہ قرآن میں نرم آیات کے ساتھ سختی کے آیات اور شدت کی آیات کے
ساتھ نرمی کی آیات نازل ہوئی ہیں تاکہ مومن اللہ سے ڈرتا رہے اور مغفرت
مانگتا رہے اے عمر رض جب اہل نار کا ذکر آئے تو یہ کہنا کہ اے اللہ مجھکو اس میں نہ ڈالیو
اور جب اہل جنت کا ذکر آئے تو کہنا کہ اے رب مجھکو اس میں داخل کریو۔ اور جب
تم میری ان وصیتوں پر عمل کروگے تو مجھے اپنے پاس بیٹھا دیکھو گے۔

جب حضرت عمر رض کو سمجھا چکے تو ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

اللھم انی لم ارد بذلک الا اصلاحھم وخفت علیھم الفتنۃ فعلمت فیھم بما انت اعلم بہ واجتھدت لھم رایا ولیت علیھم خیرھم واقویھم واحرصھم علی ما ارشدھم وقد حضرنی من امرک ما حضر فاخلفنی فیھم فھم عبادک ونواصیھم بیدک اصلح الیھم دلاتھم واجعلہ

اے اللہ میں نے یہ انتخاب صرف مسلمانوں کی بہبودی کے لئے کیا ہے اس اندیشہ سے کہ ان میں فساد نہ پیدا ہو میں نے وہ عمل کیا ہے جسکو تو بہتر جانتا ہے میں نے خوب غور و فکر کے بعد رائے قائم کی ہے اور قوی ترین شخص کو ولیعہد کیا ہے جو سب سے زیادہ مسلمان کی بہتری کا خواہشمند ہے میرے لئے کوچ کا حکم آچکا اب میں ان کو تیرے سپرد کرتا ہوں وہ تیرے بندے ہیں اور ان کی باگ تیرے ہاتھ میں ہے

من خلفائک الراشدین واصلح لہٗ رعیتہٗ۔

اے اللہ ان کے حاکموں کو صلاحیت عطا کر اور ولیعہد کو خلفائے راشدین کے زمرہ سے کر اور رعیت کو صلاحیت عطا کر۔

یہ بیان اوپر ہو چکا ہے کہ حضرت خالد نے شام سے روانہ ہوتے وقت عراق کی حکومت مثنیٰ بن حارثہ کے سپرد کر دی تھی اس کے بعد کسریٰ نے تازہ دم فوج روانہ کی اور ادھر صدیق اکبر کی علالت کی وجہ سے خط و کتابت کا سلسلہ منقطع ہو گیا حضرت مثنیٰ متردد ہوئے اور بشیر کو اپنا نائب مقرر کر کے خود مدینہ چل پڑے جس دن وہ مدینہ پہنچے ہیں حضرت صدیق اکبر کی حیات کا آخری دن تھا تاہم مفصل حالات سُنے اور حضرت عمر رض کو بُلا کر فرمایا کہ جو میں کہتا ہوں سُنو اور عمل کرو۔ مجھے امید ہے کہ آج میری زندگی ختم ہو جائیگی اگر دن میں میرا خاتمہ ہو تو شام سے پہلے اور اگر رات میں دم نکلے تو صبح ہوتے ہوتے مسلمانوں کو ہمت اور ترغیب دلا کر مثنیٰ کی امداد پر آمادہ کرنا۔ کسی مصیبت کی وجہ سے تم کو دین حق کی خدمت اور حکم الٰہی کی تعمیل سے نہ رُکنا چاہیئے۔

رسُول صلعم کی رحلت سے بڑھ کر کوئی مصیبت زیادہ نہیں ہو سکتی مگر تم کو معلوم ہے کہ اس روز میں نے کیا کیا قسم ہے خدا کی اگر میں اس روز امر حق میں ذرا بھی کوتاہی کرتا تو اللہ مجھکو سزا دیتا اور مدینہ میں آتش فساد بھڑک اُٹھتی اگر اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو شام میں فتح دے تو خالد رض کے لشکر کو عراق روانہ کر دینا کہ وہ جنگ آزمودہ اور وہاں کے حالات سے واقف ہیں۔

ایک روز دوران مرض میں دریافت کیا کہ مجکو بیت المال سے اس وقت تک کسقدر روپیہ ملا ہے حساب کیا گیا تو چھ ہزار درہم یعنی قریب ڈیڑھ ہزار روپیہ کے ہوا وصیت کی کہ میری فلاں زمین کا قطعہ فروخت کر کے بیت المال میں داخل کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ زمین فروخت کر کے روپیہ واپس کیا گیا۔

ایک روز یہ بھی دریافت کیا کہ بیعت کے بعد میرے مال میں کیا اضافہ ہوا۔ کہا کہ ایک حبشی غلام جو بچوں کو کھلاتا اور مسلمانوں کے تلوار پر صیقل کرتا ہے ایک اونٹنی جس پر پانی آتا ہے۔ اور ایک چادر سوا روپے قیمت کی اس کی نسبت وصیت کی کہ یہ سب چیزیں بعد وفات خلیفہ وقت کے پاس بھیجدی جائیں۔

انتقال کے بعد جب یہ چیزیں حضرت عمر رض کے سامنے آئیں تو دیکھ کر رو دیے اور کہا کہ اے ابوبکر رض تم اپنے جانشینوں کے لئے کام بہت دشوار کر گئے۔

قریب وفات حضرت عائشہ رض سے پوچھا کہ نبی صلعم کو کتنے کپڑے کا کفن دیا گیا تھا کہا تین پارچہ کا وصیت کی کہ میرا کفن بھی تین پارچہ کا ہو یہ دو چادریں جو میرے بدن پر ہیں دھوئی جائیں اور ایک کپڑا نیا لیا جائے۔

حضرت عائشہ رض نے کہا کہ اے ابا جان ہم ایسے تنگدست نہیں جو نیا کپڑا نہ خرید سکیں، جواب دیا کہ اے بیٹی پیاری نئے کپڑے بمقابلہ مُردوں کے صرف زندوں ہی کے لئے زیادہ موزوں ہیں کفن تو خون اور پیپ کے واسطے ہوتا ہے۔

عین انتقال کے روز دریافت کیا کہ رسول صلعم نے کس روز وفات پائی تھی لوگوں نے کہا دوشنبہ کو سُنکر کہا کہ مجکو بھی امید ہے کہ میری موت بھی آج ہی ہوگی کیونکہ دوشنبہ آج ہے۔

وصیت کی کہ میری بیوی اسمار بنت عمیس مجکو غسل دے اور میری قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بنائی جائے۔

جب دم سینہ میں تھا تو حضرت عائشہ رض منہ تک رہی تھیں چہرہ تغیر دیکھا تو نہایت حسرت سے یہ شعر پڑھا۔

وَابیضَ یُستَسقی الغَمَامُ بِوَجہِہٖ رَبِیعُ	وہ نورانی صورت جس کے چہرہ کی تازگی سے بادل
الیَتَامیٰ عِصمَۃٌ للارَامِل ۔	سیراب ہو یتیموں پر شفیق بیواؤں کی پناہ ہے۔

یہ شعر سن کر آنکھیں کھول دیں اور کہا کہ یہ شان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔
جب بالکل آخری ساعت ہوئی تو زبان سے رُک رُک کر کہا۔

رَبِّ تَوَفَّنِی مُسْلِماً وَالْحِقْنِی بِالصَّالِحِین — اے رب تو مجکو مسلمان اٹھا اور صالحین سے ملا۔

یہ آخری سانس تھا جس نے یہ الفاظ ادا کیئے پھر سانس نہ آیا اور آنکھیں ہمیشہ کے لیئے دنیا سے پھر گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

۲۲ رجادی الآخر ۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء دوشنبہ کے دن مغرب وعشا کے درمیان حضرت عائشہ رضؓ کی آغوش میں وفات پائی۔

کُل عمر تریسٹھ سال کچھ روز اور مدت خلافت دو سال تین ماہ دس روز ہوئی

وصیت کے مطابق آپ کی بیوی اسما بنت عمیس نے غسل دیا اور تین کپڑوں میں جس میں دو پرانے اور ایک نیا تھا کفن دیا گیا۔ حضرت عمر رضؓ نے قبر و منبر کے درمیان نماز جنازہ چار تکبیروں سے پڑھائی اور اسی مسریہ پر جس پر نبی صلعم کو اٹھایا تھا آپ کو بھی اٹھایا۔ عمر رضؓ۔ طلحہ رضؓ اور عثمان رضؓ نے قبر میں اُتارا اور حضرت عائشہ رضؓ کے حجرے میں رسول صلعم کی قبر کے پہلو میں اس طرح کہ آپ کا سر آنحضرتؐ کے دوش مبارک کے بالمقابل ہے دفن کیا اور آپ کی لحد کو آنحضرتؐ کی لحد سے ملا دیا اور قبر کو نبی صلعم کی قبر کی طرح مسطح کر دیا اور وہ پہلا یار غار اب یار مزار ہو گیا۔ صدیق اکبر کی وفات کا غم ہر مسلمان کو تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے۔

آپ کے والدین اس وقت حیات تھے اور آپ کے والد کی عمر اس وقت ستانوے ۹۷ سال کی تھی۔

ذاتی حالات اور فضائل

تمام مورخین متفق ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ قریش میں بڑے دولتمند اور نہایت معزز اور محترم تھے قبول اسلام کے وقت مالی سرمایہ چالیس ہزار درہم تھا۔ تجارت ذریعہ معاش تھا۔ اس رقم کو اسلامی خدمت میں صرف کرتے رہے۔ ہجرت کے وقت اس رقم کا آٹھواں حصہ باقی تھا جس کو اپنے ساتھ مدینے لے گئے تاکہ آنحضرت صلعم کے کام آئے چنانچہ رسول صلعم نے فرمایا کہ میں نے ہر شخص کے احسان کا بدلہ دنیا میں ادا کر دیا مگر ابوبکر کے احسانات مجھ پر باقی رہ گئے انکا اجر اللہ تعالےٰ اُن کو قیامت میں دے گا۔ وفات کے بعد ایک کوڑی بھی باقی نہ تھی۔

جب مدینہ میں آئے تو تجارت اور خدمت اسلامی کا سلسلہ جاری رہا۔ زمانہ خلافت میں بھی کچھ روز تجارت کا شغل جاری رہا روزانہ کپڑے کی گٹھری کندھے پر رکھ کر بازار میں گشت لگاتے اور خرید و فروخت سے اپنا گذارہ کرتے جب خلافت کا کام زیادہ بڑھ گیا اور فرصت نہ ملی تو صحابہ کو جمع کیا اور کہا کہ خلافت کے مشاغل ذاتی کاروبار تجارت کی مہلت نہیں دیتے اور میں اپنے بال بچوں کا پیٹ نہیں بھر سکتا یہ سُن کر صحابہ معظم نے اُن کے مصارف بیت المال سے مقرر کر دیے وظیفہ کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ نصف بکری کا گوشت اور معمولی لباس مقرر کیا وہ بھی اس شرط پر کہ پُرانا لباس بیت المال میں جمع کر دیا جائے۔ بعض نے نقد لکھا ہے اور نقد تعداد میں بھی اختلاف ہے مگر وفات کے وقت جب آپ نے چھ ہزار درہم اپنے سوا دو سال ایام خلافت کا بعد منہائی کچھ ماہ حساب کر کے واپس کیا تو قریب سو اور دو سو درہم کے ماہوار ہوتے ہیں اور یہ نہایت صحیح ہے

خلافت سے پہلے محلہ سُنخ میں رہتے تھے وہیں آپ کی بی بی حضرت حبیبہ ایک کمل کے مختصر خیمہ میں زندگی بسر کرتی تھیں۔ جس روز وہاں جانے کی باری ہوتی تو بعد عشار پیدل یا گھوڑے پر جاتے اور نماز فجر کے وقت آجاتے۔

عادت و خصلت | خلافت سے قبل محلہ کی لڑکیاں اپنی اپنی بکریاں آپ کے پاس دودہ دوہانے لایا کرتی تہیں جب آپ خلیفہ ہوکر محلہ میں گئے تو ان کو خیال ہوا کہ اب دودہ نہ دوہیں گے سنکر کہا کہ اس منصب سے میری کسی عادت میں فرق نہ آئیگا بکریاں وہ لے آتیں اور آپ خود دودہ نکال کر حوالہ کرتے اکثر اپنی بکریوں کے ساتھہ محلہ کی بکریاں بہی چرالاتے۔ اخلاق کا یہ عالم تہا کہ جب محلہ سے گذرتے تو بچے بابا بابا کہہ کر دوڑتے اور دامن پکڑ کر لپٹ جاتے۔ ہر جمعہ کی صبح کو سُنخ میں ٹہر کر سر اور ڈاڑہی میں سُرخ خضاب لگاتے اور غسل کرکے کپڑے بدلتے اور نماز جمعہ مدینہ میں پڑہاتے چھ ماہ کے بعد سُنخ کو چھوڑ کر مدینہ کے مکان میں مسجد نبوی کے متصل سکونت اختیار کی۔

ایک روز نبی صلعم کے گرد چند صحابہ جمع تھے حضور سرور عالم نے سب کو مخاطب کرکے فرمایا آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا ہے۔

صدیق اکبر نے کہا میں نے

پھر فرمایا جنازہ کے ساتھہ کون گیا

حضرت ابوبکر رضہ نے کہا۔ میں

پہر پوچھا محتاج کو کھانا کس نے دیا

حضرت ابوبکر رضہ نے کہا میں نے

پھر ارشاد ہوا بیمار کی عیادت کو کون گیا

حضرت ابوبکر رضہ نے کہا۔ میں

یہ سُنکر ارشاد ہوا کہ یہ سب اوصاف جس میں جمع ہوں گے وہ قطعی جنتی ہے اس حدیث سے اُن بزرگوں کی روزانہ زندگی کے حالات کا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے۔

مدینے کے قریب ایک محتاج اندھی بڑھیا رہا کرتی تھی حضرت عمرؓ ہمیشہ اس فکر میں رہتے کہ جا کر اس کی کچھ امداد کریں مگر جب وہاں پہنچتے تو معلوم ہوتا کہ ان سے قبل کوئی شخص آکر اس کا سب کام کر گیا ہے ایک روز بہت ہی صبح گئے اور دروازے میں چھپ کر راستہ دیکھنے لگے وقت مقررہ پر وہ شخص آیا دیکھا تو خلیفہ وقت حضرت ابوبکرؓ ہیں۔

کفایت شعاری ونفس کشی	ایک روز صدیق اکبر کی بی بی نے کچھ مٹھائی کی فرمایش کی جواب دیا کہ میرے

پاس تو کچھ نہیں اُنہوں نے کہا اگر اجازت ہو تو روزانہ خرچ سے کچھ پس انداز کرلوں آپ نے کہا جمع کرو چنانچہ کچھ روز میں چند پیسے جمع کرکے صدیق اکبرؓ کے حوالے کئے آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خرچ روزانہ مصارف سے زیادہ ہے پس یہ بیت المال کا حق ہے اور وہ پیسے خزانہ میں جمع کرا دیے اور پھر اسی قدر اپنا وظیفہ کم کر دیا۔

اگر کوئی شخص مُنہ پر تعریف کرتا تو فرماتے اے اللہ تو میرا حال مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور تعریف کرنے والوں سے میں اپنا حال بہتر جانتا ہوں جو اِن لوگوں کا گمان میری نسبت ہے اے رب تو مجھ کو اس سے اچھا کردے اور میرے وہ گناہ بخشدے جن کو یہ نہیں جانتے اور جو یہ کہتے ہیں اُس کا مواخذہ مجھسے مت کیجیو۔

اپنے کل کام خود کرتے تھے دوسروں سے کام لینا پسند نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اگر اونٹ کی نکیل گرجاتی تو خود اونٹ سے اُتر کر نکیل اُٹھاتے ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ آپ ہمسے کام کیوں نہیں لیتے فرمایا میرے محبوب نبی کا مجکو حکم ہے کہ میں کسی سے کچھ نہ مانگوں۔

حُلیہ	صدیق اکبرؓ گورے چِٹے دُبلے پتلے آدمی تھے کمر خمیدہ اور نیچے کا حصّہ دُبلا یہاں تک کہ

تہمد کمر سے نیچے کو کھسک جاتا تھا - چہرہ ستا ہوا آنکھیں بیٹھی ہوئیں - پیشانی بلند - انگلیوں کے جوڑ گوشت سے خالی - قد موزوں - بال گھونگروالے - آواز دردناک - بات بہت کم کرتے اور جو کہتے سنجیدہ کہتے انداز کلام ذوق اور محویت کی شان لئے ہوئے - نہایت رقیق القلب اسی لئے اوّاہ لقب تھا - سخی باوقار حلیم الطبع اور شجاع - اور نہایت صائب الرائے تھے -

اصول خلافت بنیاد حکومت یا خلافت قرآن وحدیث تھی جب کوئی معاملہ پیش آتا تو قرآن سے جواب طلب کرتے اور نہ ملتا تو حدیث کی طرف رجوع کرتے اگر خود حدیث نہ معلوم ہوتی تو مجمع میں دریافت کرتے اگر کسی کے ذریعہ حدیث معلوم ہوجاتی تو خدا کا شکر ادا کرتے کہ میری امداد کے لئے سنت رسول کے جاننے والے موجود ہیں اگر حدیث بھی نہ ملتی تو مشورہ کرکے رائے قایم کرتے -

بیت المال کی آمدنی مساوی طور پر تقسیم کیجاتی اور جوان بڈھا، عورت، مرد سب کا حق برابر ہوتا آپ کا قول تھا تم میں سے کوئی شخص کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے اس لئے کہ چھوٹا سا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا ہے -

ایک مرتبہ مجمع عام میں ایک شخص نے آکر کہا السلام علیکم یا خلیفہ رسول اللہ آپ نے فوراً ٹوکا کہ مجمع عام میں تم نے مجکو سلام خصوصیت کے ساتھ کیوں کیا -

دوران خلافت میں عمرہ کے واسطے مکہ گئے لوگ اُن کے پیچھے پیچھے چلنے لگے آپ نے کہا پیچھے کیوں چلتے ہو جہاں کو جانا ہے آگے پیچھے ہوکر جاؤ -

ایک مرتبہ ایک فاتح سپہ سالار نے نامہ فتح کے ساتھ دشمن کا سر بھی بھیجدیا آپ دیکھ کر ناخوش ہوئے اور آیندہ کے لئے ہدایت کردی کہ سر ہرگز نہ بھیجا جائے -

عُمّال یا گورنر کی بابت یہ اصول تھا کہ رسول صلعم کے زمانہ کے مقرر کردہ جو عمال جہاں جہاں تھے وہ وہیں قائم رکھے گئے اور باقی جدید اضلاع پر خود مقرر کئے -

اہل ارتداد کے مقابلے سے جب مسلمانوں کا لشکر واپس ہوا تو اُن کے ساتھ ذوالکلاح حمیری بھی یمن سے ساتھ ہولیا یہ شاہی خاندان حمیر کی یادگار تھا اور شاہانہ تکلفات کا جلوہ اُس سے عیاں تھا سر پر جواہر نگار تاج بدن میں زرین پوشاک طلائی پٹی کمر میں تھی اور ہمراہی بھی اسی طرح زرق برق لباس میں تھے مدینہ آکر خلیفہ کو دیکھا کہ گیروا رنگ کے دو چادریں ایک اوڑھے ایک باندھے ہے تو بہت تعجب ہوا مگر اس اسلامی سادہ وقار کا اُس کے دل پر یہ اثر ہوا کہ اس نے بھی کل دنیوی تکلفات چھوڑ دی اور درویشی لباس اختیار کرلیا ایک روز مدینہ کے بازار میں نکلے تو کمر میں چمڑے کی سادہ پٹی تھی دیکھ کر لوگوں نے پوچھا کہ کیا شکل بنائی ہے کہا اسلام کے اثر نے ظاہری تکلفات سے نفرت دلادی۔

قرآن مجید کی حفاظت

قرآن مجید بذریعہ وحی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا تیئیس ۲۳ برس تک نازل ہوتا رہا۔ رسول صلعم اُس کو لکھواتے بھی تھے اور صحابہ کو زبانی یاد بھی کرادیتے تھے چنانچہ بہت سے صحابہ کرام ایسے تھے جن کو پورا کلام مجید حفظ تھا اور نہایت کثرت سے ایسے تھے جن کو مختلف حصے یاد تھے یہ لوگ حفاظ اور قرا کہلاتے تھے۔

جس وقت وحی نازل ہوتی تو حضرت سرور عالم کسی کاتب وحی کو بلا لیتے اور لکھوا دیتے۔ حضرت زید بن ثابت کو زیادہ تر یہ سعادت حاصل ہوتی اُس وقت کاغذ نایاب تھا اس لئے علاوہ کاغذ کے کھجور کے پتوں اور چمڑے کے ٹکڑوں اونٹ یا بکری کے شانہ کی ہڈیوں اور سفید پتھر کے ٹکڑوں پر بھی وحی لکھی جاتی اور یہ لکھے ہوئے اجزا رسول صلعم اپنے پاس محفوظ رکھتے اور دیگر اُس کو اسیوقت حفظ کرلیتے۔

جب یمامہ کی جنگ ہوئی تو اس معرکہ میں کثرت سے مہاجر اور انصار شہید ہوئے ان شہدا میں بہت سے ایسے صحابی تھے جن کو پورا کلام مجید حفظ تھا۔ حضرت عمر رضہ نے اس واقعہ سے متاثر ہو کر صدیق اکبر رضہ سے کہا کہ مسلمانوں کو اب بھی بہت سے معرکے سر کرنے ہیں اگر ہر معرکہ میں اسی کثرت سے حافظ قران شہید ہوئے تو پھر قرآن کا خدا حافظ ہے آپ حکم دیجئے تاکہ قرآن ایک جگہ ہو کر ضبط تحریر میں لایا جائے۔ چونکہ آپ رسول صلعم کے قدم بہ قدم چلنے والے صحابہ میں تھے اس لئے کچھ دیر تامل کیا کہ جو کام رسول صلعم نے نہیں کیا میں کس طرح کروں مگر کچھ بحث کے بعد صدیق اکبر رضہ پر ظاہر ہو گیا کہ عمر رضہ کی رائے صحیح ہے۔

حضرت زید بن ثابت کو طلب کیا جو ممتاز صحابی اور کاتب وحی تھے اور جو اسی سال رمضان میں آنحضرت کے ساتھ قرآن مجید کا آخری دور کر چکے تھے اس کام کے لئے منتخب فرمایا اور اول حضرت عمر کی گفتگو ظاہر کی پھر کہا کہ تم جوان صالح ہو تم پر کوئی الزام نہیں اول نبی صلعم کے زمانہ میں وحی بھی زیادہ تر تم ہی لکھا کرتے تھے لہٰذا قرآن مجید کو تم ہی ایک جگہ جمع کر دو۔ اوّل حضرت زید کو بھی تامل ہوا مگر کچھ گفتگو کے بعد اطمینان ہو گیا اور انہوں نے یہ خدمت قبول کی۔ حضرت زید کا مقولہ ہے کہ مجھ کو اگر یہ حکم ہوتا کہ ایک پہاڑ اکھاڑ کر دوسری جگہ رکھدوں تو یہ کام بہ نسبت اس کے نہایت آسان ہوتا اس سے اس ذمہ داری کا اندازہ ہو سکتا ہے جو زید بن ثابت کو اس کار مفوضہ کی نسبت تھا۔

حضور سرور کائنات کے مکان سے تمام تحریر شدہ اجزا برآمد کئے گئے جو سلسلہ وار ایک جا رکھے ہوئے تھے۔ پھر مزید احتیاط اور غایت اہتمام صحت کے لحاظ سے زید بن ثابت ان اجزا کا مقابلہ بار بار ان صحابہ سے کرتے جن کو پورا یا جزو قرآن مجید حفظ یاد تھا اور جب کوشش کا کوئی دقیقہ باقی نہ رہتا تب کاغذ پر نقل کرتے۔ غرضکہ اسی احتیاط اور جانفشانی کے ساتھ تمام عبارت کلام مجید کو ایک کتاب کی صورت میں کر دیا صدیق اکبر رضہ نے اس کا نام مصحف رکھا اور یہ نسخہ قرآن مجید کا کمال احتیاط کے ساتھ اپنی تحویل میں رکھا۔ اور پھر جس کو پورے نسخہ کی ضرورت ہوتی وہ اسی

نسخہ قرآن سے نقل کرتا۔ حضرت ابوبکرؓ خود حافظ قرآن تھے اور حضور سرور عالم کے زمانہ میں کاتب وحی کے زمرہ میں بھی تھے۔ لکھنا اُس زمانہ میں اسقدر کمیاب تھا کہ بقول علامہ بلاذری آغاز اسلام میں صرف سترہ شخص لکھ پڑھ سکتے تھے زمانہ خلافت میں قرآن مجید کے اشکال معانی کی نسبت جو دشواری پیش آئی اس کو حل کیا۔

حدیث | بہت سی حدیث ایسی ہیں جو صدیق اکبر کے سوال کے جواب میں ارشاد ہوئیں ایک سو بیالیس حدیثیں حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہیں جس کو امام سیوطی نے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ ان تھوڑی روایتوں کے اسباب شاہ ولی اللہ صاحب نے یہ لکھے ہیں کہ آپ نبی صلعم کے بعد بہت کم زندہ رہے اور وہ زمانہ بھی مہمات میں بسر ہوا اُن کے ہمعصر قریب قریب تمام صحابہ تھے جو خود عالم حدیث تھے تابعین بہت ہی کم تھے۔ باوجود قلت روایات کے اہمات مسائل میں حضرت صدیق اکبرؓ کی روائتیں مستند ہیں مثلاً طریقہ نماز حضرت ابوبکرؓ سے ابن زبیر نے اور ان سے امام عطا نے اور ان سے ابن الجریج نے حاصل کیا ابن الجریج کی نسبت یہ قول ہے کہ اُس زمانہ میں ان سے بہتر نماز کا ادا کرنے والا کوئی شخص نہ تھا۔ مکہ والے نماز میں طریقہ صدیقیہ کے پابند تھے زکوٰۃ کی مقادیر کی بابت سب سے زیادہ مستند روایت حضرت صدیق اکبرؓ ہی کی ہے۔

فقہ | فقہ کے متعلق اجتہاد کا قاعدہ مقرر کیا جو تمام مجتہدوں کا دستور العمل ہو گیا۔ فقہ کے جو مشکل مسائل پیش آئے اُن کو حل کیا مثلاً میراث جد و میراث جدہ۔ تفسیر کلالہ۔ حد شرب خمر۔

تصوف | صدیق اکبرؓ نے تصفیہ و تزکیہ باطن کے لئے کلمہ طیبہ کا طریقہ تلقین کیا حضرت جنید کا مقولہ ہے کہ توحید میں بزرگتر کلام حضرت ابوبکرؓ صدیق کا ہے۔ کشف المحجوب میں طریقہ تصوف کے امام حضرت ابوبکر کو لکھا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے تصوف صدیق اکبر کے ان تمام اوصاف کی تفصیل کی ہے جو تصوف کی جان ہیں مثلاً توکل۔ احتیاط۔ تواضع۔ خوف الٰہی۔ مخلوق سے ہمدردی وغیرہ

نماز میں یہ محویت ہوتی تھی کہ خشک لکڑی کی طرح کھڑے ہوتے۔

تعبیر رویا | یہ ایک ایسا علم آلٰہی ہے جس کا اظہار جدید روشنی میں کرنا عبث ہے کیونکہ جس میں نور باطن نہیں وہ نہ تو خود سمجھ سکتے ہیں اور نہ دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں۔ بہر حال ابن سیرین جو اس فن کے امام ہیں وہ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد اس امت میں ابو بکر رضہ فن تعبیر میں سب سے زیادہ واقف تھے۔

بلاغت اور فصاحت | مورخین کا اتفاق ہے کہ بلاغت میں دو صحابہ کرام زیادہ ممتاز تھے۔ ایک حضرت ابو بکر رضہ اور دوسرے حضرت علی رضہ مرتضیٰ۔

حضرت ابو بکر رضہ کے بعض مقولے جو آجکل ہر مسلمان کا دستور العمل بننا چاہئیں۔

ولا تقاطعوا ولا تباغضوا ولا تحاسدوا وکونوا عباد اللہ اخوانا کما امرکم	آپس میں قطع تعلق مت کرو۔ عداوت مت رکھو۔ حسد مت کرو۔ اور اے اللہ کے بندو آپس میں بھائی ہو جاؤ جیسا کہ حکم ہے۔

دیگر

فرض الشرف یتبعک الشرف واحرص علی الموت توھب لک الحیوٰۃ۔	شوکت وحشمت سے بھاگو عزت تمہارے پیچھے پھرے گی۔ موت پر دلیر رہو تم کو زندگی بخشی جائیگی۔

دیگر

لا یحقرن احد کم احداً من المسلمین فان صغیر المسلمین عند اللہ اکبر وجدنا الکرم فی التقوی والغناء فی الیقین والشرف فی التواضع	تم میں سے کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے اس لئے کہ چھوٹا سا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا ہے ہمنے بزرگی تقوی میں۔ بے نیازی یقین میں اور عزت تواضع میں دیکھی ہے۔

محبت نبی صدیق اکبر رضہ محبت رسول صلعم میں غرق تھے ذیل کے واقعہ سے آپ کی محبت کا پتہ چلتا ہے۔
رسول صلعم کی وفات کے دوسری سال آپ نے ایک روز خطبہ دیا جس میں یہ الفاظ تھے۔
انی سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم عام الاول۔ یعنی میں نے تمہارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے پارسال یہ سُنا ہے حضرت عروہ کی روایت ہے کہ جس وقت آپ کی زبان سے لفظ پارسال
نکلا آپ کو رسُول صلعم کی وفات کا واقعہ یاد آگیا ایک دم دل بھر آیا اور آنکھوں سے آنسوؤں کا مینہ برسنے
لگا بمشکل آپ نے آپ کو سنبھالا اور خطبہ شروع کیا تیسری مرتبہ پھر حالت بگڑی اور سنبھلے اور خطبہ کو ختم کیا۔
رسول صلعم گاہے گاہے اپنی انا ام ایمن کے پاس تشریف لیجایا کرتے تھے بزمانہ خلافت حضرت
ابو بکر رضہ نے حضرت عمر رضہ سے کہا کہ چلو سُنت رسُول کی پیروی کریں اور ام ایمن سے مل آئیں۔
دونوں وہاں پہنچے۔ ام ایمن دیکھ کر رونے لگیں دونوں بزرگوں نے کہا روتی کیوں ہو اللہ
کا تقرب رسُول کے لئے بہتر ہے کہا یہ تو میں بھی جانتی ہوں رونا صرف اس بات کا ہے کہ وحی کا سلسلہ
منقطع ہوگیا یہ سُنکر دونوں صاحب رونے لگے۔
امام سیوطی کا مقولہ ہے کہ حضرت ابوبکر کی وفات کا اصلی باعث وفات رسول صلعم تھا۔ جب سے
حضور سرور عالم نے اس جہان سے رحلت فرمائی اسی روز سے صدیق اکبر مفارقت رسُول میں گھُلتے گئے
یہانتک کہ انتقال ہوگیا۔

فوجی انتظام حضرت ابو بکر رضہ کے زمانہ میں فوج رضاکار تھی نہ اس کا نام کسی خاص رجسٹر میں درج
تھا اور نہ ان کا کوئی خاص دفتر تھا اور نہ ان کو کوئی تنخواہ ملتی تھی وقت ضرورت اعلان کیا جاتا اور ہر چہار
طرف سے مسلمان اسلامی خدمت کو انجام دینے کے لئے جمع ہوجاتے اور وقت پر ان پر کوئی سپہ سالار مقرر
کیا اور مہم پر روانہ کردیا۔ بعد فتح مال غنیمت کے چار حصے ان کو ملتے تھے۔ امرا لشکر اسی میں سے حصہ
رسدی کے مطابق ہر سپاہی کو تقسیم کر دیتے تھے اور جو شخص کوئی نمایاں کام کرتا اُس کو خاص انعام

بھی ملتا تھا علاوہ بریں جو مسلمان کسی کافر کو قتل کرتا تو اس کا سامان بھی اسی کو ملتا تھا۔
خلیفہ دویم حضرت عمر رضہ کے زمانہ میں فوجی دفتر اور تنخواہیں مقرر ہوئیں۔

اصلاح جنگ | عربوں میں جنگ کا پرانا دستور یہ تھا کہ کبھی دشمن کے سامنے اور کبھی بے ترتیب اور کبھی صف بندی سے دونوں جماعت مقابل ہوتی تھیں پھر دونوں صفوں سے ایک ایک یا دو دو بہادر نکلتے اور لڑتے پھر عام حملہ کرتے کبھی بھاگتے اور پھر پلٹتے چونکہ قواعد داں فوج کے سامنے یہ قاعدہ کارآمد نہ تھا اس لئے حضرت خالد نے رومیوں اور ایرانیوں کے مقابلہ میں اپنی فوجوں کو بھی باقاعدہ آراستہ کیا تھا کیونکہ وہ لڑتے لڑتے ان کے باقاعدہ جنگ کے طریقہ کو خوب سمجھ گئے تھے چونکہ یہ طریق جنگ نہایت کارآمد ثابت ہوا اس لئے اس وقت سے تمام سپہ سالار اسلامی انہیں اصول پر فوجوں کو ترتیب دینے لگے۔

سب سے پہلے مقدمہ لشکر ہوتا تھا جو جنگ شروع کرتا۔ دائیں طرف کی میمنہ اور بائیں طرف کی میسرہ اور بیچ میں قلب جہاں سپہ سالار لشکر رہتا تھا۔ پیچھے ساقہ ہوتا تھا اور انہیں میں سے اور چھوٹے چھوٹے دستے بنائے جاتے تھے جو سپہ سالار کے حکم سے جس طرف کمزوری ہو بڑھائے جاتے تھے کوئی سپاہی اپنی صف سے آگے پیچھے ہنیں ہوتا تھا۔

سپہ سالار اپنے خط رجعت کی بہت حفاظت رکھتے تھے تاکہ دشمن پیچھے سے نہ آپڑے۔
جاسوسی کا انتظام اسقدر معقول ہوتا تھا کہ دشمن کے رتی رتی واقعات کی اطلاع ہوتی رہتی تھی۔ اس کی وجہ سب سے بڑی یہ تھی کہ دشمن کے لوگ نومسلموں سے پوری واقفیت نہ رکھتے تھے جہاں جب نومسلم نے دشمن کی وردی پہن لی وہ بے کھٹکے ان میں مل جاتا اور اطمینان سے مخبری کر کے واپس آجاتا۔

محاصل | محصول کی دو قسمیں تھیں۔ ایک مستقل دوسری غیر مستقل۔
مستقل آمدنی میں خراج۔ زکوٰۃ اور جزیہ شامل تھا اور غیر مستقل میں۔ مال غنیمت اور عشور۔

خراج زمین کے اس لگان کا نام ہے جس کو مسلمان فتح کرکے خود وہاں کے باشندوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیتے تھے یہ لگان اس زمین کے کرایہ کے طور پر وصول کیا جاتا تھا۔ کبھی تو رقم کا تعین کر دیا جاتا تھا اور کبھی پیداوار کا کوئی خاص حصہ لیا جاتا تھا۔

زکات زکات اس محصول کا نام ہے جو مسلمانوں کی زمین۔ مویشی یا نقدی وغیرہ پر لیا جاتا تھا مسلمانوں کے پاس جو زمین ہوتی تھی اُس پر عشر لیا جاتا تھا یعنی ہر فصل کی پیداوار کا دسواں حصہ اور اگر خراجی زمین اُن کے قبضے میں آجاتی تھی تو اُس پر اُن سے وہی خراجی لگان لیا جاتا تھا۔

مال غنیمت غنیمت وہ مال ہے جو فوج کو فتح کے بعد دشمنوں سے حاصل ہوتا تھا اس کے چار حصے فوج میں تقسیم ہوتے تھے اور ایک بیت المال میں جمع ہوتا تھا۔

صدیق اکبر رضؓ کے زمانہ کی مالی میزان نہیں معلوم ہو سکی صرف عراق اور مصر کی وصولی معلوم ہوئی وہ اس طرح کہ عہد حضرت عمرؓ میں عراق سے ۱۰ کروڑ ۲۸ لاکھ درہم سالانہ اور مصر سے ۱۲ کروڑ درہم کی وصولی ہوئی۔ حضرت عثمان رضؓ کے زمانہ میں مصر سے ۲ کروڑ کا اضافہ ہوا اخراجات آمدنی کے مطابق رکھے جاتے تھے اور خزانہ میں کوئی توفیر نہیں رہتی تھی۔

نماز نماز خلیفہ وقت کے فرائض میں داخل تھی وہ خود نماز پڑھاتے تھے یا کسی کو اپنا نائب مقرر کرتے تھے ہر شہر میں صرف ایک ہی جامع مسجد ہوتی تھی جس میں خلیفہ وقت خود نماز پڑھاتے یا اپنی طرف سے نائب مقرر کرتے تھے۔ منبر صرف جامع مسجد میں بنایا جاتا تھا اور کسی مسجد میں نہیں ہوتا تھا

سکہ عرب میں اسلام سے قبل سونے یا چاندی کے رومی اور ایرانی سکے رائج تھے رسول صلعم اور صدیق اکبر کے زمانہ میں یہی سکے جاری رہے۔

بیت المال حضرت ابو عبیدہ خزانہ اسلامی کے مہتمم تھے اور جزیہ کی آمدنی کا حساب بھی انہی کے سپرد تھا۔ بیعت کے بعد مال کا کام خلیفہ کی طرف سے انجام دینے لگے۔ خزانہ جب تک حضرت ابوبکر رضؓ

سُنح میں رہے وہاں رہا صرف قفل لگا رہتا تھا پہرہ نہ تھا لوگوں نے کہا بھی پہرہ رکھئے کہا کہ قفل کافی ہے جب مدینہ آگئے تو خزانہ بھی یہاں آگیا۔ جب حضرت ابوعبیدہ مہم شام پر بھیجے گئے تو خزانہ حضرت عمر کے سپرد ہوا۔

کاتب حضرت ابوبکر رضؓ نے کسی کو اپنا وزیر نہیں بنایا تھا۔ صرف عمر رضؓ آپ کے مشیر تھے اور قاضی کا عہدہ سپرد تھا اور یہی مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے۔ اس زمانہ کی صفائی معاملات کا یہ حال تھا کہ ایک سال تک کسی معاملہ میں کسی سے کوئی جھگڑا نہیں ہوا اور کوئی مقدمہ حضرت عمر رضؓ کی اجلاس میں نہیں آیا۔

کاتب حضرت زید بن ثابت۔ حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت عثمان تھے۔

معمولی خط و کتابت کا کام جو وقت پر موجود تھا اس سے لے لیا جاتا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ اُس زمانہ میں اِن خدمات کا معاوضہ لینا سخت معیوب سمجھا جاتا تھا جو شخص کام کرتا تھا محض اللہ واسطے۔

عُمّال (یا گورنر)

حضرت ابوبکر رضؓ کے زمانہ میں جو عامل جہاں مقرر تھا اس کا حال ذیل میں درج ہے۔

مقام حکومت	نام عامل	مختصر حال
(۱) مکہ (حجاز)	عتاب بن اسید	حضرت صلعم نے انکو مکہ میں عامل مقرر کیا تھا صدیق اکبر نے بحال رکھا انکی عمر ۲۰-۲۲ کی تھی۔ نہایت جوان صالح تھے جس روز صدیق اکبر کا انتقال ہوا اسی روز انکا بھی انتقال ہوا۔ رسول صلعم نے دو درہم روزانہ وظیفہ مقرر کردیا تھا۔
(۲) طائف	عثمان بن ابی العاص	یہ بھی عہد رسالت سے مامور تھے صدیق اکبر رضؓ نے انکو بحال

رکھا وفد ثقیف کے ساتھ مدینہ میں آئے تو اُنتیس[۲۹] سال کی عمر تھی قرآن اور مسائل سیکھنے کے بڑے شوقین تھے فاروق اعظم نے ۱۵ھ میں عمان اور بحرین کا عامل مقرر کیا خلافت فاروقی اور ذی النورین میں کئی برس سرگرم جہاد رہے آخر کار بصرے میں سکونت اختیار کی۔ حسن بصری نے بہت سے احادیث ان سے روایت کی ہیں ۵۱ھ میں بصری میں انتقال ہوا۔

(۳) صنعار (یمن) مہاجر بن ابی امیہ — اِنہوں نے رِدّہ کے بعد جب اسکو فتح کیا تو یہیں کے حاکم مقرر کئے گئے

(۴) حضرموت زیاد بن لبید — ہجرت سے پیشتر مکہ آکر اسلام قبول کیا۔ ہجرت کرکے مدینہ آئے تمام غزوات میں رسول صلعم کے ساتھ رہے۔ رسول[۳] صلعم نے ان کو حضرموت کا والی مقرر کیا اور صدیق اکبرؓ نے بدستور بحال رکھا۔

(۵) خولان یعلےٰ ابن اُمیہ

(۶) زبید ورمع (یمن) ابوموسیٰ اشعری — رسول صلعم نے ان کو زبید اور عدن کا حاکم مقرر کیا تھا صدیق اکبرؓ نے بحال رکھا۔ یہ سابقین اولین سے ہیں حبشہ میں ہجرت کی جعفر طیار کے ہمراہ فتح خیبر کے بعد مدینہ آئے فاروق اعظم کے زمانہ میں بصرہ کے حاکم مقرر ہوئے ایکدفعہ خبر ملی کہ کچھ لوگ نماز جمعہ میں اسلئے نہیں آتے کہ ان کے پاس کافی کپڑے نہیں ہیں اس روز سے آپ بھی صرف ایک عبا پہن کر نکلا کرتے۔ اہواز اور اصفہان ۲۳ھ میں فتح کیا ۴۲ھ میں بمقام کوفہ یا مکہ وفات پائی۔

(۷) جند	معاذ بن جبل	یہ بیعت عقبی ثانی میں شامل تھے جنگ بدر اور تمام مشاہد میں شامل رہے۔ حافظ قرآن تھے بنی صلعم نے مکہ اور یمن میں تعلیم قرآن اور مسائل دین سکھلانے کے لئے روانہ کیا تھا اٹھارہ سال کی عمر میں ایمان لائے اور تمام عمر خدمت اسلامی میں صرف کی۔
(۸) جرش (بلاد مزنیہ)	عبداللہ بن ثور	
(۹) بحرین	علا بن عبداللہ حضری	قبیلہ حضرمت سے تھے رسول صلعم کے مامور کردہ والی تھے صدیق اکبر رض نے اسی جگہ قائم رکھا حضرت عمر کے زمانہ میں ۱۴ھ میں انتقال کیا۔ انکے ایک بھائی میمون بن حضرمی نے ایام جاہلیت میں مکہ کی بلندی پر ایک کنواں بنوایا جو بیر میموں کے نام سے مشہور رہے۔
(۱۰) نجران	جریر بن عبداللہ بجلی	قبیلہ بجلیہ سے تھے رسول کریم کی وفات سے چالیس روز پیشتر ایمان لائے نہایت خوبصورت تھے حضرت عمر انکو اس امت کے یوسف کہتے تھے جنگ قادسیہ میں کارنمایاں کئے کوفہ اور قیساریہ میں سکونت اختیار کی ۵۱ھ میں بمقام سراہ وفات پائی۔
(۱۱) دومۃ الجندل (عراق)	عیاض بن غنم	حدیبیہ سے پیشتر ایمان لائے اور غزوہ حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ شام میں اپنے چچا ابو عبیدہ بن الجراح کے ساتھ لڑائیوں میں شریک رہے حضرت عمر کے زمانہ میں جب ابو عبیدہ کا انتقال ہوا تو اپنی جگہ انہی کو سپہ سالار مقرر کیا فاروق اعظم نے انکو بحال رکھا۔ بلاد جزیرہ کو مسخر کیا ۲۰ھ میں وفات پائی نہایت نیک اور بہت سخی تھے۔

(۱۲) عراق ثمنیٰ بن حارثہ ان کا مفصل حال صفحات گذشتہ میں آچکا ہے۔

ازواج و اولاد

حضرت ابوبکر رضہ نے چار شادیاں کیں۔ دو زمانہ جاہلیت میں اور دو زمانہ اسلام میں۔

زمانہ جاہلیت کی بیبیاں	اولاد معہ مختصر حالات
(۱) قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن عامر بن لوی۔	انھوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ ان سے ایک لڑکی اسمار اور ایک لڑکا عبداللہ پیدا ہوا۔

(۱) اسمار۔ یہ حضرت ابوبکر رضہ کی سب سے بڑی بیٹی ہیں۔ انکا نکاح حضرت زبیر سے ہوا جن کا نمبر اسلام لانے میں اٹھارہواں ہے یہ عشرہ مبشرہ سے تھے انہی کے بطن سے عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے جو اپنی والدہ کے علم و عمل کی روح تھے۔ ہجرت کی پہلی سال پیدا ہوئے اسوقت یہود کہا کرتے تھے کہ ہمنے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے اب اُن کی اولاد نہوگی جب اسما کے بطن سے عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے تو مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے اور انکو رسول صلعم کے پاس لے گئے نبی صلعم نے ایک چھوارہ دہن مبارک سے کچل کر ان کے تالو پر ملا۔

یزید کے مرنے کے بعد یہ خلیفہ وقت ہوئے اور انکی خلافت عبدالملک بن مروان کی تخت نشینی تک رہی انکے عہد میں حجاج بن یوسف

ثقفی نے مکہ کا محاصرہ کیا جبل ابوقبیس پر منجنیق نصب کی جس کے
پتھر مسجد الحرام میں گرتے تھے عبداللہ بن زبیر نے نہایت مردانگی
سے مقابلہ کیا ۷۳ھ میں عبداللہ اپنی علیل ماں اسمار کو دیکھنے
آئے دیکھ کر کہا مرنے میں راحت ہے اسمار نے کہا کہ بیٹا شاید
موت کی آرزو تمنے میرے واسطے کی ہے میں موت کو اسوقت
تک ہرگز پسند نہیں کرتی جب تک تمہاری دو حالتوں میں سے
ایک نہ دیکھ لوں۔ یا تو تم شہید ہو اور میں صبر کر کے خدا کے ہاں
مستحق ثواب ٹھہروں یا تم دشمن پر کامیاب ہو اور مجھے ٹھنڈک
نصیب ہو۔ عبداللہ یہ سُنکر مسکرائے اور جب رخصت ہونے
لگے تو ان کی والدہ نے کہا کہ بیٹا موت سے ڈر کر کوئی ذلت کا
کام اختیار نہ کرنا بخدا عزت کی تلوار کھانا ذلت کے کوڑوں سے
بہتر ہے عبداللہ دشمن کے مقابلہ میں آئے ایک پتھر کوہ صفا
کی طرف سے آکر پیشانی پر لگا سر جھکا لیا اور کہا (ترجمہ) ہماری
ایڑیوں پر ہمارے زخموں کا خون نہیں بہتا لیکن ہماری قدموں پہ
خون گرتا ہے اسی اثنا میں لوگ ان پر آگرے اور شہید کر کے لٹکا دیا
ان کی والدہ گرفتار ہو کر حجاج کے روبرو لائی گئیں راستہ میں
بیٹے کی نعش سولی پر لٹکتے دیکھی تو کہا اس سوار کے اترنے کا
وقت ابھی نہیں آیا چند روز کے بعد آپ کا بھی انتقال ہو گیا
اسوقت انکی عمر سو برس کی تھی حضرت عائشہ رض سے دس سال بڑی تھیں

(۲) عبداللہ - یہ قدیم الاسلام ہیں جوان صالح اور بہادر صحابی تھے جب رسول اللہ اور حضرت ابوبکر رض مکہ چھوڑ کر غار ثور میں آ بیٹھے تو یہ کفار قریش کو خبریں پہنچایا کرتے اور کہانا لاتے تھے۔

غزوہ طائف میں رسول اللہ کے ہمرکاب تھے تیر کا زخم پاؤں میں ایسا کاری لگا کہ مدت العمر نہ بہرا فتح مکہ اور جنگ حنین میں بہی شامل تھے بالآخر اسی زخم کے صدمہ سے شوال ۱۱ھ میں انتقال کیا ان کی اولاد نہ تہی۔

(۲) ام رومان بنت عامر بن کنانہ

یہ ایام جاہلیت کی دوسری بی بی تہیں اُنہوں نے اسلام قبول کرلیا وقت ہجرت حضرت ابوبکر رض انکو مکہ میں چھوڑ آئے چند روز کے بعد مدینہ بُلالیا ذی الحجہ ۶ھ ہجری میں انتقال کیا حضور سرور عالم نے دست مبارک سے دفن کیا ان کے بطن سے ایک لڑکا عبدالرحمٰن اور ایک لڑکی عائشہ رض پیدا ہوئے۔

(۱) عبدالرحمٰن صدیق اکبر رض کے سب سے بڑے بیٹے تھے - غزوہ بدر اور احد میں کفار قریش کیطرف سے شریک تھے وقت جنگ میدان میں آ کر مبارز طلب کیا اسلامی لشکر سے حضرت ابوبکر رض مقابلہ کو اُٹھے مگر رسول خدا نے ان سے کہا کہ تم میرے ہی پاس رہو یہ نہایت بہادر اور عمدہ تیر انداز تھے جنگ حدیبیہ میں مسلمان ہوگئے - انکا اصلی نام عبدالکعبہ یا عبدالعزیٰ تہا نبی صلعم نے بدل کر عبدالرحمٰن نام رکہا - خلافت راشدہ میں انہوں نے نہایت کارنمایاں

خدمات ظہور میں آئیں ۵۳ھ ہجری میں مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر انتقال کیا اور مکہ میں دفن ہوئے صدیق اکبرؓ کا سلسلہ نسب ان سے جاری ہوا۔

ان کی حقیقی بہن حضرت عائشہ جب حج کرنے مکہ آئیں تو ان کی قبر پر کھڑے ہو کر نہایت دردناک کلمات کہے۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ ہیں جن کی شادی رسول خدا سے ہوئی جو نبی صلعم کو تمام ازواج میں زیادہ محبوب تھیں انکا علم وفضل مسلم ہے حافظ ابن حجر نے اصابہ میں لکھا ہے کہ جو آٹھ بزرگ صحابہ کرام اجتہاد وفقہ میں ممتاز ہیں ان میں حضرت عائشہؓ بھی ہیں۔ حضرت عائشہ کا انتقال بعمر چھہتر سال ۵۸ھ میں ہوا۔

زمانہ اسلام کی بیبیاں	اولاد معہ مختصر حال
(۱) اسما بنت عمیس	ام رومان کی وفات کے بعد ان سے نکاح کیا۔ یہ حضرت جعفر بن ابی طالب کی بیوہ تھیں وقت وفات صدیق اکبرؓ زندہ تھیں ان کے بطن سے ایک لڑکا محمد ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے دن بمقام ذی الحلیفہ پیدا ہوا۔ محمد بن ابوبکرؓ حضرت علی کے پرجوش مددگاروں میں تھے حضرت علیؓ نے ان کو مصر کا حاکم مقرر کیا تھا یہاں امیر معاویہ کا مقابلہ کرنا پڑا جن کا بڑا زور تھا محمد نے دو دفعہ مقابلہ کیا

مگر شکست کھائی اور بالآخر اسی جنگ میں مارے گئے۔ قاسم ان کے صاحبزادے تھے جو فقہا سبعہ میں ہیں اور انہیں سے سلسلہ نسب جاری ہوا۔

(۲) حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری۔ یہ وقت وفات صدیق اکبر حاملہ تھیں بعد وفات ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ام کلثوم تھا۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ ۵ و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

التماس





یہ حصہ حیات صدیق اکبر رضؓ کا نہایت محنت اور جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے جس میں جملہ مفید اور ضروری حالات جو مختلف کتب میں پائے جاتے ہیں اُن سب کو ایک جگہ فراہم کر کے اس حصے میں جمع کئے گئے ہیں ع

گر قبول افتد زہے عزو شرف

اُمید ہے کہ یہ حصہ مقبول عام ہو کر مجھ ناچیز مصنف کی مغفرت کا باعث ہوگا۔ اور آپ ناظرین سے بھی اُمید قوی ہے کہ مجھ نیازمند کے حق میں دعائے خیر فرماتے رہیں گے۔

اس کے دیگر حصے جس میں حضرت عمر فاروق رضؓ۔ حضرت عثمان رضؓ و حضرت علی رضؓ کے تمام کمال حالات و کارنامجات اسی تفصیل و صحت سے درج ہیں ناظرین طلب فرما کر خلفائے راشدین کی سوانحمری پوری کر لیں۔

نیازمند

محمد شاہ خاں عفی عنہ

اگرہ۔ کوچہ حسکیمان





